اَعلام القرآن

یا

قرآنی شخصیتیں

از

عبدالماجد (دریابادی)

صاحب تفسیر القرآن (انگریزی و اردو) "جغرافیہ قرآنی"
"بشریت انبیاء" "حیوانات قرآنی" وغیرہ

عہ/

اعلام القرآن

یا

قرآنی شخصیتیں

قرآن مجید میں صراحۃً یا کنایۃً جن متعین شخصیتوں
(بشری، جنی، ملکی) کا ذکر آیا ہے، اُن کا تہجی وار ایک جامع لغت

عبدالماجد (دریابادی)

صاحب "تفسیر القرآن (انگریزی و اردو)" "جغرافیہ قرآنی"
"بشریت انبیاء" "حیوانات قرآنی" وغیرہ

ملنے کا پتہ

(۱)

صدق جدید بک ایجنسی، کچہری روڈ لکھنؤ

(۲)

دار المصنفین۔ شبلی منزل۔ اعظم گڈھ

(مطبوعہ)

(قیمت)

دو روپیہ ۲۵ نئے پیسے (عہ)

مطبع شاہی برقی پریس لکھنؤ

فہرست مضامین

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ	سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	دیباچہ	۱		(الف مقصورہ)	
	(الف ممدودہ)		۱۰	ابراھیم	۱۶
۱	آدم	۳	۱۱	ابلیس	۲۰
۲	آزر	۷	۱۲	ابن مریم	۲۴
۳	آلِ ابراھیم	۱۰	۱۳	ابنہ	۲۵
۴	آل داؤد	۱۰	۱۴	ابوک	۲۵
۵	آل عمران	۱۱	۱۵	ابی لہب	۲۶
۶	آل فرعون	۱۲	۱۶	احمد	۲۹
۷	آل لوط	۱۳	۱۷	اختک	۳۰
۸	آل موسیٰ	۱۴	۱۸	اُخت	۳۲
	آل ہارون		۱۹	اخت ہارون	۳۲
۹	آل یعقوب	۱۵	۲۰	اخوان لوط	۳۳

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ	سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
٢١	ادریس	٣٤	٣٨	اصحاب موسیٰ	٥٣
٢٢	ازواجک (اللاتی)	٣٦	٣٩	(ال) اعمیٰ	٥٤
٢٣	ازواجک	٣٦	٤٠	اللّٰہ	٥٥
٢٤	ازواجہ	٣٦	٤١	التی (احصنت فرجہا)	٥٦
٢٥	اسباط	٣٧	٤٢	التی (ہو فی بیتہا)	٥٧
٢٦	اسحٰق	٣٧	٤٣	الذی (اتیناہ آیاتنا)	٥٨
٢٧	اسرائیل	٤١	٤٤	الذی (انعم اللہ وانعمت علیہ)	٦٠
٢٨	اسمٰعیل	٤٣	٤٥	الذی (تولیٰ کبرہ منہم)	٦١
٢٩	اصحٰب الاخدود	٤٥	٤٦	الذی (حاج ابراہیم فی ربہ)	٦٢
٣٠	اصحاب الایکۃ	٤٦	٤٧	الذی (عندہ علم من الکتاب)	٦٣
٣١	اصحاب الحجر	٤٧	٤٨	(ک) الذی (مر علیٰ قریۃ)	٦٤
٣٢	اصحاب الرس	٤٨	٤٩	الیاس / الیاسین	٦٥
٣٣	اصحاب السبت	٤٩			
٣٤	اصحاب الفیل	٥٠	٥٠	الیسع	٦٦
٣٥	اصحاب القریۃ	٥١	٥١	امرأۃ (تملکہم)	٦٨
٣٦	اصحاب الکہف والرقیم	٥٢	٥٢	امرأۃ العزیز	٦٩
٣٧	اصحاب مدین	٥٣	٥٣	امرأۃ عمران	٧٠

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴	امراة فرعون	۷۱	۷۱	اہل مدین	۸۳
۵۵	امراتك	۷۲	۷۲	ایوب	۸۴
۵۶	امراة لوط	۷۲		(حرف ب)	
۵۷	امراة نوح	۷۴	۷۳	بشر	۸۶
۵۸	امراته (۱)	۷۴	۷۴	بعض ازواجه	۸۷
۵۹	امراته (۲)	۷۵	۷۵	بعلاً	۸۷
۶۰	امراته (۳)	۷۶	۷۶	بناتی	۸۸
۶۱	امراته (۴)	۷۷	۷۷	بنواسرائیل	۸۹
۶۲	امراتی	۷۷	۷۸	بنی ادم	۸۹
۶۳	اُمّكَ	۷۸	۷۹	بنی اسرائیل	۹۰
۶۴	اُمّكِ	۷۹	۸۰	بنیه	۹۲
۶۵	اُم مُوسیٰ	۷۹		(حرف ت)	
۶۶	اُمّهٗ	۸۰	۸۱	تُبّع	۹۳
۶۷	اُمّهٖ	۸۱		(حرف ث)	
۶۸	اُمّیِ	۸۱	۸۲	ثمود	۹۴
۶۹	اہل البیت (۱)	۸۲		(حرف ج)	
۷۰	اہل البیت (۲)	۸۲	۸۳	جالوت	۹۷

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۸۴	جبرئیل	۹۸
	(حرف ح)	
۸۵	حمالۃ الحطب	۱۰۰
۸۶	حواریون / حواریین	۱۰۰
	(حرف د)	
۸۷	داؤد	۱۰۲
	(حرف ذ)	
۸۸	ذوالقرنین / ذی القرنین	۱۰۵
	ذاالکفل	۱۰۷
۹	ذاالنون	۱۰۸
	(حرف ر)	
۹۱	رجل (مومن)	۱۱۰
۹۲	رسول (النبی الامی)	۱۱۱
۹۳	رسول (یاتی من بعدی)	۱۱۱
۹۴	روح الامین	۱۱۲

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۹۵	روح القدس	۱۱۳
۹۶	روم	۱۱۴
	(حرف ز)	
۹۷	زکریا	۱۱۵
۹۸	زیداً	۱۱۶
	(حرف س)	
۹۹	سامری	۱۱۹
۱۰۰	سلیمان	۱۲۱
۱۰۱	سُواعاً	۱۲۲
	(حرف ش)	
۱۰۲	شاهد (من اهلها)	۱۲۳
۱۰۳	شاهد (من بنی اسرائیل)	۱۲۴
۱۰۴	شدید القوی	۱۲۵
۱۰۵	شعیب	۱۲۶
	(حرف ص)	
۱۰۶	صاحب الحوت	۱۲۷
۱۰۷	صاحبکم	۱۲۸

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ	سلسلہ نمبر	عنوان	سلسلہ نمبر
۱۰۸	صاحبہ	۱۲۹	۱۲۱	عزیز	۱۴۱
۱۰۹	صاحبھم	۱۲۹	۱۲۲	عُصبۃٌ منکم	۱۴۲
۱۱۰	صالح صالحاً	۱۳۰	۱۲۳	عیسیٰ	۱۴۳
				(حرف غ)	
	(حرف ض)		۱۲۴	(ب) غلام	۱۴۷
۱۱۱	ضیف ابراھیم	۱۳۲		(حرف ف)	
	(حرف ط)		۱۲۵	(ل) فتاۃ	۱۴۸
۱۱۲	طالوت	۱۳۳	۱۲۶	فتیۃ	۱۴۹
	(حرف ع)		۱۲۷	فرعون	۱۴۹
۱۱۳	عاد عاداً	۱۳۴		(حرف ق)	
			۱۲۸	قارون	۱۵۳
۱۱۴	عباداً (لنا اولی باس شدید)	۱۳۶	۱۲۹	قریش	۱۵۴
۱۱۵	عبداً من عبادنا	۱۳۷	۱۳۰	قوما (جبارین)	۱۵۶
۱۱۶	عبدنا	۱۳۸	۱۳۱	قوما غضب اللہ علیھم	۱۵۷
۱۱۷	عبدہٗ	۱۳۸	۱۳۲	قوما (قد ضلوا من قبل)	۱۵۸
۱۱۸	عجوزاً	۱۳۹		(حرف ل)	
۱۱۹	عزیٰ	۱۳۹			
۱۲۰	عُزیر	۱۴۰	۱۳۳	لاتق	۱۶۰

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۱۳۴	لقمان	۱۶۰
۱۳۵	لوط / لوطاً	۱۶۲
	(حرف م)	
۱۳۶	ماجوج	۱۶۶
۱۳۷	ماروت	۱۶۸
۱۳۸	محمدؐ	۱۶۸
۱۳۹	مریم	۱۷۰
۱۴۰	مسیح	۱۷۳
۱۴۱	مناۃ	۱۷۴
۱۴۲	موسیٰ	۱۷۵
۱۴۳	میکال	۱۸۱
	(حرف ن)	
۱۴۴	نساء النبی	۱۸۳
۱۴۵	نسرا	۱۸۴
۱۴۶	نوح / نوحاً	۱۸۵
	(حرف و)	
۱۴۷	وداً	۱۹۰
	(حرف ہ)	
۱۴۸	ہاروت	۱۹۱
۱۴۹	ہارون	۱۹۱
۱۵۰	ہامان	۱۹۴
۱۵۱	ہود / ہوداً	۱۹۵
۱۵۲	یاجوج	۱۹۷
۱۵۳	یحییٰ	۱۹۷
۱۵۴	یعقوب	۱۹۹
۱۵۵	یعوق	۲۰۱
۱۵۶	یغوث	۲۰۱
۱۵۷	یوسف	۲۰۲
۱۵۸	یونس	۲۰۵

دیباچہ

خدمت قرآن مجید کے تعلق سے انگریزی و اُردو تفسیر کے بعد جو متفرق رسالوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس میں تیسرے نمبر پر یہ رسالہ پیش ہو رہا ہے۔ اسکے قبل، حیوانات قرآنی اور جغرافیہ قرآنی شایع ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید میں شخصیتوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔ اور یہ شخصیتیں انسانی بھی ہیں، آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، فرعون، قارون وغیرہا۔ اور غیر انسانی بھی مثلاً جبریل، میکائل، ابلیس، لات، مناۃ، یغوث، یعوق وغیرہا آیندہ صفحات میں اسی قسم کے اسماء کی فہرست حروف تہجی کے حساب سے ملے گی۔ ذیل کے التزامات کے ساتھ:۔

(۱) قرآن مجید میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے، اسکا حوالہ بہ قید سورت و رکوع۔

(۲) اُس شخصیت سے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے وہ۔ اور قرآن سے باہر جو معلومات مل سکے بخصوصاً بائبل نے صحیفوں میں تاریخ کی کتابوں میں، وہ یکجا کر دیئے گئے ہیں۔

(۳) انبیاء علیہم السلام اور دوسری شخصیتوں سے متعلق قرآن مجید کے بیان کئے ہوئے قصے پورے کے پورے نقل نہیں کئے گئے ہیں۔ بلکہ قصص القرآن کیلئے اختصار رکھے گئے ہیں۔

ان معروف و واضح اعلام قرآنی کے علاوہ بھی قرآن کے صفحات میں متعدد شخصیتوں کا ذکر آیا ہے، انکے نام اور لقب کے بغیر، لیکن قرآن مجید نے ان کی نشاندہی ایسے متعین طریقہ پر کر دی ہے کہ وہاں مراد کسی فرد واحد یا کسی مخصوص مجموعہ افراد ہی سے ہو سکتی ہے۔ مثلاً

اصحاب الفیل۔ الاعمیٰ (ان جاءہ الاعمیٰ میں)۔ التی احصنت فرجہا۔ الذی حاج ابراہیم فی ربہ۔ الذی عندہ علم من الکتاب۔ صاحب الحوت۔ رسول النبی الامی، عبداً من عبادنا۔ وغیرہم۔ کوشش کی گئی ہے کہ ایسے تمام الفاظ اور فقرے بھی اس مجموعہ میں آجائیں —— بعض شخصیتیں ایسی بھی ملیں، جن کے وصف تعدد کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً ابنی آدم (آدم کے دو بیٹے) ابنتی (میری دونوں بیٹیاں) اس طرح کے سارے الفاظ ان شاء اللہ الاعداد فی القرآن میں جگہ پائیں گے۔

بھول چوک لازمہ بشریت ہے۔ اور پھر اس قسم کے مجموعہ میں تو انتخاب عنوانات میں اختلاف خیال و اختلاف ذوق کی بھی بڑی گنجائش ہے۔ بہر حال جس خدائے برحق نے اپنے کلام کی کسی خدمت کی توفیق کسی حیثیت سے بھی عطا کی ہے اسی سے یہ دعا بھی ہے کہ غلطیوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

دریاباد۔ بارہ بنکی　　　　　　عبدالماجد

محرم ۱۳۷۹ھ۔ جولائی ۱۹۵۹ء

الف (ممدودہ)

(۱) آدم

البقرۃ۔ ع ۴ (۵ بار) آل عمران ع ۴ و ع ۶۔ الاعراف ع ۲ (۲ بار)
بنی اسرائیل ع ۷۔ الکہف ع ۷۔ مریم ع ۴ طٰہٰ ع ۶ ع (۴ بار)

ذکر ۱۰ بار آیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں پہلی جگہ ذکر یوں ہے کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو۔ دوسری جگہ یوں کہ اللہ نے آدم کو اسمار سارے کے سارے سکھا دیئے۔ تیسری بار یوں کہ آدم کو حکم ملا کہ فرشتوں کے اُن اسمار کو بیان کر دو۔ چوتھی مرتبہ یہ کہ اے آدم اور تمہاری بی بی اس جنت میں رہو۔ اور پانچویں بار یہ کہ آدم نے اپنے پروردگار سے توبہ کے کلمات سیکھ لیے۔ آل عمران میں پہلی بار یوں کہ اللہ نے برگزیدہ کیا آدم اور نوح کو۔ اور دوسری بار یوں کہ عیسیٰ کی پیدائش بھی آدم ہی کی طرح مٹی سے ہوئی ہے۔ الاعراف میں ایک جگہ یوں کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم نے آگے جھکو۔ اور دوسری جگہ یوں کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو۔ بنی اسرائیل میں یہ کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جُھکو۔ اور یہی ذکر الکہف میں بھی ہے۔ مریم میں انبیاء کے تذکرہ میں ہے کہ نسل آدم سے تھے۔ طٰہٰ میں ایک جگہ یہ کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جُھکو۔ دوسری جگہ یہ کہ آدم سے عہد ہم اس کے قبل لے چکے تھے تیسری بار یہ کہ ہم نے آدم سے کہہ دیا کہ یہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ چوتھی بار یہ کہ

شیطان نے آدم سے کہا کہ میں تمہیں حیات جاودانی کا درخت بتائے دیتا ہوں
پانچویں مرتبہ یہ کہ آدم نے اپنے پروردگار کا قصور کیا۔ سو وہ غلطی میں پڑ گئے۔

نام کے اشتقاق کے بارہ میں اہل لغت کے اقوال مختلف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین کے ادیم (جلد یا سطح) کی جانب منسوب ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں رنگ کے گندمی ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ تیسرا یہ کہ یہ اُدمہ سے مشتق ہے۔ جسکے مفہوم میں مختلف قویٰ و عناصر کی ترکیب و تخلیط داخل ہے۔ اور اور اقوال بھی راغب نے اپنے مفردات القرآن میں نقل کئے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لفظ عربی الاصل نہیں، بلکہ عبرانی سے معرب ہو کر آیا ہے۔ بائبل کے علماء و شارحین کا بیان ہے کہ عبرانی میں اس کے معنی انسان یا بشر کے ہیں۔

قرآن مجید کی تصریحات و اشارات، سطور و بین السطور سے نکلتا ہے، کہ آدم سب سے پہلے انسان بھی تھے اور سب سے پہلے پیمبر بھی، نسل انسانی کے مورث اعلیٰ۔ جنات اور ملائکہ کی تخلیق ان سے قبل ہو چکی تھی۔ اِنکا قالب گیلی مٹی سے تیار کیا گیا، جو ہر قسم کی تبدیلی قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جب وہ مٹی پختہ ٹھیکری کی طرح آواز دینے لگی۔ تو اس میں روح الٰہی پھونک دی گئی۔ اور وہی قالب ایک زندہ متحرک، عقل و ہوش اور روح و ضمیر والا انسان بن گیا۔ خلقت آدم کی غایت آدمؑ و نسل آدم کے ذریعہ سے زمین پر خلافت الٰہی کا قیام، یعنی خدائی حکومت اور خدائی قانون کا نفاذ ہے۔ اور قرآن مجید نے آدمؑ کے وصفِ خلافت کو نمایاں کیا ہے۔ اس منصب پر سرفراز ہو جانے کے بعد فرشتوں کو حکم ملا، اور جو مخلوق اُن سے ادنیٰ تھی، یعنی جنات وغیرہ اُسے تو یہ حکم

بدرجۂ اولا ہوگا) کہ سر اطاعت آدم کے آگے جھکاؤ۔ سب نے تعمیل کی۔ صرف ایک جن ابلیس نامے نے نہ کی۔ وہ اکڑ گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم مٹی سے۔ خاکی کے آگے ناری کیسے جھک سکتا ہے۔ اِس خود بینی و نافرمانی پر ابلیس جنت سے نکالا گیا۔ اور اس وقت سے وہ کھلم کھلا آدم اور نسل آدم کا دشمن ہوگیا

حضرت آدم اور ان کی زوجہ حضرت حوا کو حکم مل چکا تھا کہ جنت میں آزادی سے جو چاہو کھاؤ پیو، لیکن ایک خاص درخت سے الگ ہی رہنا۔ اب ابلیس نے وسوسہ اندازی کرکے دونوں کو پھسلایا۔ ورغلایا کہ اس درخت سے جو ممانعت تھی وہ عارضی تھی۔ اب اس کا پھل کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ سرتاسر نفع ہی ہے کہ اُسکے بعد ہمیشہ جنت ہی میں رہوگے۔ اور قرب حق کے مزے لوٹتے رہوگے۔ حضرت آدم اس کی چال کا شکار ہوگئے۔ اور اس امید میں کہ اس سے قُربِ حق کا دوام حاصل رہے گا۔ خلاف اجازت اس درخت کا پھل کھا بیٹھے۔ عتاب ہوا۔ اور دونوں کے جسم سے جنت کا نورانی لباس معًا اتر گیا۔ دونوں نے لجاجت سے معذرت پیش کی۔ قصور معاف ہوا۔ لیکن حکم ہوا کہ اب جنت سے نیچے روئے زمین پر جاؤ۔ اُس پھل کے کھانے کے طبعی اثرات کے ظہور کے ساتھ جنت میں نہیں رہ سکتے تھے۔

آدم زمین پر آئے۔ مگر اس کے کس حصہ میں؟ قرآن مجید بلکہ حدیث صحیح بھی اس باب میں خاموش ہے۔ بعض روایتیں سراندیپ (سیلون) سے متعلق بھی آئی ہیں۔ لیکن زیادہ قرین قیاس ملک عراق ہے۔ یعنی دجلہ و فرات کا دوآبہ بہرحال زمین پر ایک خاص مدت تک آپ۔ اور ان کی اولاد کثرت سے ہوئی،

مشہور نام ہابیل اور قابیل (توریت کی زبان میں "قائن") ہیں۔ ایک اور نامور فرزند شیث کہلائے، جو مرتبۂ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ آدمؑ کی عمر بعض روایات کے مطابق ایک ہزار سال کی ہوئی ـــــ یہ سارے معلومات قرآن مجید سے باہر کے ہیں قرآن مجید میں یہ صراحت البتہ ہے کہ اللہ نے اولاد آدم کو ایک معزز مخلوق بنایا

اسلام کے علاوہ یہودیت اور مسیحیت میں بھی حضرت آدمؑ کی حیثیت مقدس اور بہ طور ابوالبشر کے تسلیم کی گئی ہے۔ اور توریت میں یہ سلسلۂ بیان دور تک چلا گیا ہے۔ اور عہد عتیق کے اور صحیفوں میں بھی ان کا ذکر ہے۔ توریت کی کتاب پیدائش میں ان کا مسلسل ذکر تفصیل کے ساتھ ہے۔ شروع یوں ہوا ہے:۔

"خداوند خدا نے زمین پر پانی برسایا نہ تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کی کھیتی کرے۔ اور زمین سے بخار اٹھتا تھا۔ اور تمام روئے زمین کو سیراب کرتا تھا۔ اور خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا، سو آدم جیتی جان ہوا۔"

(پیدائش ۲: ۵۔ ۷)

اسی کتاب پیدائش میں یہ تصریحات بھی ہیں۔ کہ آدمؑ کی عمر اُن کے پہلے فرزند کے تولد کے وقت ۱۳۰ سال کی تھی۔ اور اُن کی کل عمر ۹۳۰ سال کی ہوئی، اور یہ بھی ہے کہ

"خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا" (۱: ۲۷)

"جس دن خدا نے آدم کو پیدا کیا، خدا کی صورت پر اُسے بنایا" (۵: ۱)

عہد جدید کی کتابوں میں بھی حضرت آدمؑ کا ذکر جا بجا موجود ہے۔

عہد جدید سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے معصیت اور سزائے معصیت کا وجود آدمؑ کے وجود سے وابستہ ہے، اور نجات عیسیٰ مسیح کے دم سے۔ قرآن مجید میں بھی ایک جگہ ذکر حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا ساتھ ساتھ آیا ہے۔ مگر وہاں صرف یہ کہا گیا ہے، کہ حضرت عیسیٰ کا حال اللہ کے ہاں حضرت آدم ہی کی طرح ہے کہ انہیں بھی اللہ نے مٹی سے پیدا کر دیا تھا۔

(۲) اٰزر ۔ آزر

الانعام ع ۹

نام قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے: اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو؟ صفاتی حیثیت سے یعنی حضرت ابراہیم کے والد کی حیثیت سے ذکر دو مقامات پر اور بھی آیا ہے۔ ایک جگہ سورۃ البرأۃ میں دوسری جگہ سورۃ زخرف میں۔

حضرت ابراہیم خلیل کے والد کا نام ہے۔ حضرت کا سال پیدائش جدید ترین تری تحقیق کے مطابق ۲۱۶۰ سنہ ق م ہے۔ اور توریت میں یہ تصریحات موجود ہیں کہ تارح کی ۷۰ سال کی عمر میں حضرت ابراہیم کی پیدائش ہوئی۔ اور تارح نے عمر ۲۰۵ سال کی پائی ہے۔ اس حساب سے آزر (تارح) کا زمانہ ۲۲۳۰ سنہ ق م تا ۲۰۲۵ سنہ ق م ٹھہرتا ہے۔

قیام قدیم کلدانیہ (موجودہ عراق) کے پایۂ تخت شہر اُور (Ur) میں رہتا تھا

جو اپنے زمانہ کا ایک بڑا مہذب و آراستہ شہر تھا۔ کلدانی قوم علاوہ آفتاب پرستی، ستارہ پرستی کے بت پرستی کے شرک میں بھی مبتلا تھی اور روایتوں میں آتا ہے کہ آزر اپنے وقت کا نامور بت تراش بھی تھا۔

توریت میں ہے کہ موت شہر حران میں ہوئی، یہ عراق کے شمال و مغرب میں سرحد کے قریب دریائے فرات کی ایک شاخ جلاب نامے پر واقع ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا شمار عراق میں نہیں، علاقہ شام میں ہے۔

نام کا املا قرآن مجید میں آزر آیا ہے، اور یہود کے مقدس نوشتہ تالمود میں زارہ۔ توریت عربی و اردو میں نام تارح ملتا ہے۔ اور انگریزی میں Terah فلسطین کے قدیم مسیحی مورخ یوسیبیس (۲۶۱ء تا ۳۴۵ء) کے ہاں رومی مذاق کے موافق تلفظ آثر یا ہاتہر ملتا ہے۔ اور لسانیات کے طلبہ جانتے ہیں، کہ ایک ہی نام مختلف زبانوں میں جا کر کیسے کیسے قالب اختیار کر لیتا ہے — آزر کی مماثلت زارہ اور آثر اور ہاتہر سے تو بالکل ظاہر ہے، اور تارح سے بھی بہت دور کی نہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ سب ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں۔ اور اختلاف صرف ہر زبان کی لسانی خصوصیات کے لحاظ سے واقع ہوا ہو۔ عربی اہل قلم نے ذکر آزر اور تارح دونوں کا بطور متبادل ناموں کے کیا ہے۔

کان اسم ابیہ تارح فعرب فجعل آزر (مفردات القرآن۔ راغب)

تارح وھو آزر (المحبر۔ ابن حبیب)

تارح کی بت پرستی کی تصریح عہد عتیق میں ملتی ہے۔

تمہارے باپ دادے تارح ابراہیم کا باپ اور نحور کا باپ قدیم زمانہ

میں نہر کے پار رہتے تھے اور غیر معبودوں کی بندگی کرتے تھے۔" (یشوع ۲:۲۴)

اور جیوش انسائیکلوپیڈیا میں اتنا اور ہے:۔

"وہ علاوہ بُت پرست ہونے کے بُت ساز اور بُت فروش بھی تھا"

(جلد ۱۲ ص ۱۰۷)

حسب روایت توریت، آذر کے دو لڑکے اور بھی تھے۔ نحور اور حاران ان میں سے حاران کا انتقال باپ کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔

اسرائیلی نوشتوں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ تارح، بادشاہ نمرود کی فوج کا ایک افسر بھی تھا، اور لشکر کشی کے وقت بادشاہ کے ساتھ ہی رہتا تھا، اور یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ اپنے موحّد فرزند ابراہیم کے خلاف اسی نے بادشاہ سے یہ مخبری کی تھی، کہ وہ مورتی پوجا کو بُرا کہتے ہیں۔ اور اسی پر بادشاہ نے غضبناک ہو کر انھیں آگ میں ڈلوانے کا حکم دیا تھا۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم کی فہمائش و تبلیغ کے باوجود یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ اور حدیث میں اس کے دوزخ میں معذب ہونے کا ذکر بہ تصریح ہے۔

آذر کا ذکر قرآن میں آٹھ جگہ ابیہ کے تحت میں آیا ہے۔ اور چار جگہ یا ابت کے تحت میں۔

(۳) آل ابراھیم - آل ابراہیم - خاندانِ ابراہیم والے

آل عمران ۔ ع ۴ ۔ النساء ۔ ع ۷

ذکر دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ یہ کہ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو دنیا جہاں والوں سے (فضیلت کے لئے) چن لیا۔ اور دوسری جگہ یہ کہ ہم نے خاندان ابراہیم کو کتاب (آسمانی) دی اور حکمت دی اور ان کو بڑی سلطنت بھی دی۔

خاندان ابراہیمی کی یہ ساری فضیلتیں بالکل ظاہر ہیں۔ اس خاندان کی دو اہم اور بڑی شاخیں بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل ہیں۔ اور ایک طرف نبوت اور علوم روحانی اور دوسری طرف مملکت و سلطنت جس بڑی حد تک انھیں خاندانوں میں رہا کیں۔ اس کی مثال کسی دوسرے خاندان میں مشکل ہی سے ملے گی۔

فرزندان ابراہیمؑ کی تعداد توریت سے حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

بی بی ہاجرہ کے بطن سے ۔ حضرت اسمٰعیل۔

بی بی سارہ کے بطن سے ۔ حضرت اسحٰق۔

بی بی قتورہ کے بطن سے ۔ زمران، یقسان، مدان، مدیان، اسباق، سوخ،

(۴) آل داؤد - آل داؤد ۔ خاندان داؤد والے

سبا، ع ۲ ۔

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو جو نعمتیں عطا ہوئی تھیں۔ ان کے تذکرہ کے بعد ارشاد ہوا ہے: اے خاندان داؤد والو۔ شکریہ میں (نیک کام) کرو۔

خاندان داؤدؑ یہود میں خاص طور پر بزرگ و مقدس سمجھا جاتا تھا۔ اور اُن کے ہاں پیشگوئیاں تھیں کہ مسیح موعود اسی نسلِ داؤد سے پیدا ہوں گے — دنیوی جاہ و جلال کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہودیہ (جنوبی فلسطین) میں یہ خاندان ۵۰۰ سال تک حکمراں رہا۔

شاید انھیں برکتوں اور نعمتوں کی بنا پر انھیں توحید الٰہی اختیار کرنے کا حکم خصوصیت کے ساتھ ملا ہے۔

(۵) آلِ عمران۔ آل عمران۔ عمران کے خاندان والے

آل عمران۔ ع ۴۔

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے، یوں کہ اللہ نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو دنیا جہاں والوں پر برگزیدہ کیا — اور یہ برگزیدگی بہ لحاظ علمبردار توحید ہونے کے ہے۔

عمران کے نام کی تاریخی شخصیتیں دو گزری ہیں۔

(۱) ایک حضرت موسیٰؑ کے والد ماجد، عمران بن یصہر

(۲) دوسرے اُن کے کئی صدی بعد، حضرت مریمؑ کے والد ماجد حضرت عیسیٰؑ کے جدّ مادری۔ عمران بن ماتان۔

مراد دونوں سے ہوسکتی ہے۔ لیکن جس سیاق میں یہ آیت آئی ہے۔ اس کے لحاظ سے ترجیح عمران ثانی کو ہے، اور حسنؒ اور وہبؒ تابعین سے یہی منقول ہے۔

(۶) ال فرعون۔ آل فرعون۔ فرعون والے

البقرۃ۔ ع ۶ (دوبار)، آل عمران ع ۲۔ الاعراف ع ۱۶
الانفال ع ۷ (دوبار) ابراہیم، ع ۱۔ القصص، ع ۱،
المومن، ع ۴، ع ۵ (دوبار)۔ القمر، ع ۲۔

آل لغت میں اہل کے مرادف ہے، اور اس سے مراد علاوہ اہل وعیال کے، رفیق اور پیرو بھی ہوتے ہیں۔ اہل الرجل وعیالہ واتباعہ واولیاءہ (تاج العروس)

فرعون کے ساتھ یہ لفظ آل قرآن مجید میں ۱۳ بار آیا ہے۔ اور اس سے ہر جگہ مراد فرعون کے ماننے والے اور اس کے رفیق و لشکری ہیں۔ ہر جگہ ان کا ذکر بھی فرعون ہی کے ضمن میں آیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ مل کر ظلم برپا کرتے تھے یا یہ کہ وہ اس کے ساتھ غرق و مبتلائے عذاب ہوئے یا یہ کہ وہ آخرت میں شدید ترین عذاب کے مستحق قرار پائے۔ صرف ایک جگہ (سورۃ المومن، ع ۵ میں) یہ مضمون ہے کہ فرعون والوں میں سے ایک شخص نے جو درپردہ ایمان لاچکا تھا، آکر یہ کہا الخ۔

(۷) آلِ لوط ۔ خاندانِ لوط

الحجر ع ۴ ۔ ع ۵ ۔ النمل ع ۴ ۔ القمر ع ۲

ذکر کل چار جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے یہ ہے کہ: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، بجز خاندانِ لوط کے کہ اُن سب کو ہم بچالیں گے بہ استثناء اُن کی بیوی کے۔ دوسری جگہ اس کے مابعد ہے کہ وہ فرستادے جب لوط کے گھرانے میں آئے۔ تیسری جگہ قوم لوط کی زبان سے ہے کہ لوط کے خاندان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ چوتھی جگہ معذب قوم لوط کے سلسلہ میں ہے کہ ہم نے اُن پر پتھر برسائے۔ بجز خاندانِ لوط کے انہیں صبح تڑکے ہم نے بچالیا۔

قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گردوپیش کی بدکاریوں اور بداعتقادیوں سے حضرت لوط کے خاندان والے محفوظ تھے، اس لئے نزولِ عذاب کے وقت وہ بچالئے گئے۔ باقی آپؑ کی بی بی چونکہ مجرموں کی شریک تھیں، عذاب سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

توریت میں حضرت لوط کی دو لڑکیوں اور دو دامادوں کا ذکر آتا ہے اور اس بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں داماد تو عذاب میں گرفتار ہو کر ختم ہو گئے۔ اور دونوں لڑکیوں نے (نعوذ باللہ) خود اپنے والد ماجد سے اُن کے مخمور ہونے کے وقت آئندہ نسل چلائی۔

(۰) آل موسیٰ - خاندان موسیٰ

آل ہارون - خاندان ہارون

البقرۃ ۔ ع ۳۲

ذکر صرف ایک بار آیا ہے ۔ اور وہ یوں : اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جنھیں اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون چھوڑ گئی ہیں ۔

بنی موسیٰ کی تفصیل سے توریت خاموش ہے ۔ صرف دو صاحبزادوں جرسوم اور الیعزر کے نام ضمناً اور منتشر طور پر آگئے ہیں ۔

(خروج ۔ ۱۸ : ۳ و ۴) نیز (۱ ، تواریخ ۔ ۲۳ : ۱۶ اور ۱۷)

بنی ہارون اپنی قوم میں بڑے مقدس سمجھے گئے ہیں ۔ توریت میں ہے ۔ "اور ہارون اور ان کے بیٹے سوختنی قربانی کے مذبح پر اور بخور کی قربانگاہ میں قربانی چڑھاتے تھے ۔ اور پاک ترین مکان کی خدمت اور اسرائیل کے لئے کفارہ دیتے تھے ، جیسا کہ خدا کے بندہ موسیٰ نے ان سب کو حکم کیا تھا" (۱ ۔ تواریخ ۔ ۶ : ۴۹)

اور ان کے نام حسب ذیل آئے ہیں :-

اِلیعزر ، فینحاس ، ابیسوع ، بُقی ، عزّی ، زراخیاہ ، مرایوت ، امریاہ ، اخطوب ، صدوق ، اخیمعض ۔

(۹) آل یعقوب - اولاد یعقوب

یوسف، ع ۱ - مریم، ع ۱

نام دو جگہ آیا ہے۔ پہلی بار حضرت یعقوبؑ کی زبان سے حضرت یوسف کو مخاطب کرتے ہوئے یوں: کہ اللہ اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوب کے اوپر پورا کرے گا۔ دوسری جگہ حضرت زکریا کی زبان سے دعا کے وقت کہ: تو مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوب کا بھی وارث بنے۔

آل یعقوب اپنے لفظی معنی کے اعتبار سے بنی اسرائیل کا مرادف ہے باقی صلبی اولاد حضرت یعقوب کی بارہ کی تعداد میں تھی۔ توریت میں ان کے نام حسب ذیل آئے ہیں:-

رُوبن، شمعُون، لاوِی، یہوداہ، دان، نفتالی، جد، آشر، اشکار، زبلون یوسف، بنیامن۔

ان کے علاوہ ایک صاحبزادی بھی تھیں۔ جن کا نام توریت میں دینہ آیا ہے بنی اسرائیل میں آگے چل کر جو بارہ قبیلے ہوئے۔ وہ انہیں فرزندوں میں سے ایک ایک کی نسل سے چلے۔

الف (مقصورہ)

(۱۰) ابراھیم - ابراہیم

البقرۃ. ع ۱۵ (۲ بار) ع ۱۶ (۷ بار) البقرۃ ع ۳۵ (۴ بار)
آل عمران ع ۴. ع ۷ (۲ بار) ع ۹. آل عمران ع ۱۰-۱. النساء
ع ۱۸. النساء ع ۲۲. الانعام ع ۹ (۲ بار) و ع ۱۰-۱. التوبۃ
ع ۴ (۲ بار) ہود ع ۷ (۴ بار) یوسف ع ا و ع ۵. ابراہیم۔
الحجر ع ۴-۱ النحل. ع ۱۶ (دو بار) مریم، ع ۳ (دو بار) و
ع ۴۔ الانبیاء ع ۵ (۴ بار) الحج ع ۴، ع ۶، ع ۱۰-۱. الشعراء
ع ۴. العنکبوت ع ۲ و ع ۴. الاحزاب ع ۱. الصافات ع ۲
(۳ بار) ص، ع ۴، شوریٰ ع ۲، الزخرف ع ۳. الذاریات،
ع ۲. النجم ع ۳. الحدید ع ۲ الممتحنہ ع ۱- الاعلیٰ ع ۱-

نام مبارک ۶۶ مرتبہ آیا ہے۔ اوراوپر جو مفصل حوالے درج ہو چکے ان کی مدد سے کلام مجید میں بہ آسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی نام ابراہیم. بن آزر ہے۔ لقب خلیل اللہ۔ پیدائش ملک عراق کی۔ پھر ہجرت کر کے ملک شام میں آ گئے۔ توریت میں نام کا املا دو طرح آیا ہے۔ پہلے ابرام، پھر ابرہام۔ سلسلہ نسب دس درمیانی واسطوں سے حسب بیان توریت حضرت نوح تک پہنچتا ہے۔ آپ اُن کی گیارہویں پشت

میں تھے۔

سال پیدائش، برطانوی ماہر اثریات سر چارلس مارسٹن کی جدید تحقیق کے مطابق سنہ ۲۰۷۰ طوفانی یا سنہ ۲۱۶۰ ق م۔ عمر حسب روایت توریت ۱۷۵ سال پائی۔ سال وفات اس حساب سے سنہ ۱۹۸۵ ق م پڑتا ہے

عراق کو قدیم زمانہ میں کلدانیہ (کالڈیا) اور بابل (بیبلونیا) بھی کہا گیا ہے۔ ولادت اسی کے شہر اور (Ur) میں ہوئی۔ اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہے۔ صدیوں تک دنیا کے نقشہ سے ناپید رہنے کے بعد اب اس بیسویں صدی میں پھر سے نمودار ہوا ہے۔ جنوبی عراق میں شہر بغداد کے جنوب مغرب میں اس سے ۲۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کی ایک شاخ پر واقع ہے۔

آزر کے تین لڑکے تھے، ابراہیم، نحور، وحاران۔ توریت میں نام اسی ترتیب سے آئے ہیں۔ لیکن شارحین توریت کا بیان ہے کہ ابراہیم سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ اور ترتیب بیان میں آپ کے نام کا تقدم محض اظہار تعظیم کے لئے ہے۔

عقد تین فرمائے۔ پہلی بیوی حضرت سارہ تھیں۔ آپ ہی کے خاندان و برادری کی (توریت میں املا 'سری' اور 'سرہ' آیا ہے) ان کے بطن سے کبر سنی میں حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ خود بھی پیمبر، اور بہت سے پیمبروں کے مورث اعلیٰ بھی۔ دوسری حرم محترم حضرت ہاجرہ تھیں۔ غالباً عرب خاندان سے ان کے بطن سے آپؑ کے سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت

اسمٰعیل تولد ہوئے۔ خود بھی پیمبر اور بنی الانبیا حضرت محمدؐ کے جد اعلا بھی۔
تیسری بیوی حضرت قتورہ کے ساتھ عقد حضرت سارہ کی وفات کے بعد
ہوا، جب حسب روایت آپ کا سن ۱۳۷ سال کا تھا۔ توریت میں ان کے
بطن سے آپؑ کی چھ اولادیں لکھی ہیں۔ یہ لوگ بنی قتورہ کہلائے۔

آپ بڑے اقبال مند اور صاحب نصیب کثرت اولاد کے اعتبار
سے بھی تھے۔ اور یہ اس تمدن میں تھی بھی بڑی فضیلت کی چیز۔ توریت
میں اس کا ذکر بار بار اور خدا کی طرف سے بہ طور ایک بشارت اور پیش خبری
کے ہے۔ ایک جگہ ہے :-

"اور خداوند نے ابرام کو کہا تھا... میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا
اور تجھکو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا۔ اور تو ایک برکت ہوگا،
اور ان کو جو تجھے برکت دیتے ہیں، برکت دوں گا۔ اور اس کو جو
تجھ پر لعنت کرتا ہے، لعنتی کروں گا۔ اور دنیا کے سارے گھرانے
تجھ سے برکت پاویں گے۔" (پیدائش۔ ۱۲: ۲ و ۳)

"خداوند نے ابرام سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا، اور اس جگہ سے جہاں
تو ہے، اُتّر اور دکھن اور پورب اور پچھم دیکھ، کہ یہ تمام ملک جو تو
اب دیکھتا ہے تجھکو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا۔
اور تیری نسل کو میں زمین کی خاک کی مانند بناؤں گا، کہ اگر
کوئی آدمی زمین کی خاک کو گن سکے، تو تیری نسل بھی گنی جائے۔"

(پیدائش ۱۳: ۱۴ و ۱۶)

قرآن مجید کے جامع و بلیغ الفاظ میں ابراہیم سے وعدۂ الٰہی ہے کہ

اِنّی جاعلک للناس اماماً — میں انسانوں کا پیشوا تجھے بناؤں گا

چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ دنیا کی تین بڑی قومیں، یہود، نصرانی اور مسلمان آپؑ کو اپنا مسلم پیشوا مانتے ہیں۔ اور آج سے نہیں سیکڑوں ہزاروں برس سے مانتے چلے آتے ہیں۔

قبائلی تمدن کے دور میں شیخ القبیلہ، حاکم یا امیر کے مرادف ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام ہجرت کے بعد اپنے علاقۂ ملک کے شیخ القبیلہ ہو گئے تھے۔ جاہ و اقتدار آپؑ کو ہر طرح حاصل تھا۔ قبیلہ کے ہر معاملہ میں آپ کا حکم فیصلہ ناطق تھا۔ اور دولت و ثروت کے لحاظ سے بھی آپ کا شمار متمول افراد میں تھا۔ معاش و دولت کا معیار اس وقت قبائلی تمدن میں گلّہ بانی تھی۔ اور آپ جانوروں کے بہت سے گلوں کے مالک تھے۔ چنانچہ توریت میں ہے:۔

"ابراہم چارپائے اور سونے روپے سے بڑا مالدار تھا" (پیدائش ۱۳: ۳)

فیاضی اور مہمان نوازی مشرقی تمدن میں انسانیت کے جوہر خصوصی سمجھے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اِن دونوں اوصاف میں بہت ممتاز تھے، آپ کی مہمان نوازی کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ اور آج تک یہ ضرب المثل چلی آتی ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ قرآن مجید ہی نے آنحضرتؐ کے دوسرے اوصاف، حلم و تحمل، توکل و اعتماد علی اللہ عفو و شفقت علی الخلق کو بھی نمایاں کیا ہے۔

عراق (کلدانیہ) کا مذہب آپؑ کے زمانہ میں شرک کا تھا۔ آفتاب پرستی، ماہتاب پرستی، کواکب پرستی کے ساتھ ساتھ مورتی پوجا بھی جاری تھی۔ اور آپؑ کے والد آزر تو بت تراش و بت فروش بھی تھے۔ آپؑ نے شروع ہی سے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور ایک عام فہم استدلال سے جسے قرآن نے نقل کیا ہے۔ اس نتیجہ تک بہ آسانی پہنچ گئے کہ ستارے، چاند سورج جیسی تغیر پذیر اور غروب ہو جانے والی (حادث) ہستیاں ہرگز اس قابل نہیں کہ معبود یا الٰہ مانی جائیں۔ اس توحید کی تبلیغ آپؑ نے اپنے والد پر بھی کی۔ وہ ناخوش ہو کر بولے، کہ اگر تم اس بد مذہبی سے باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کرادوں گا۔ اس پر بھی آپؑ نے ان کے حق میں دعا اور ان پر تبلیغ جاری رکھی۔ مشرک بادشاہ وقت نے غضبناک ہو کر آپؑ کو آگ کی بھٹی میں جھنکوا دیا۔ قدرت حق سے آگ آپ پر گلزار بن گئی۔

خانۂ کعبہ کی بنیاد بھی آپ ہی نے رکھی۔ اور اپنے کم عمر صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل کے ساتھ مل کر اُسے تعمیر کیا۔

(۱۱) ابلیس - ابلیس

البقرۃ ع ۴۔ الاعراف ع ۲۔ الحجر ع ۳۔ بنی اسرائیل ع ۷، الکہف ع ۷۔ طٰہٰ ع ۷۔ الشعراء ع ۵؛ سبا ع ۲ صٓ۔ ع ۵؛ (دو بار)

نام دس جگہ آیا ہے۔ پہلی آیت میں ہے کہ جب خلیفۃ اللہ آدم کے آگے سر جھکانے کا حکم ہوا: تو فرشتوں نے سر جھکا دیا۔ لیکن ابلیس نے یہ کیا۔ اور وہ (اس لئے) کافروں میں شامل ہوگیا۔ دوسری آیت میں ہے کہ، فرشتے آدم کے آگے جھکے، بجز ابلیس کے، کہ وہ جھکنے والوں میں شامل ہوا۔ [آگے ایک تفصیلی مکالمہ ہے]۔ تیسری آیت کا مفہوم بھی یہی ہے تھی جگہ اسی مضمون کی ذرا اور تفصیل ہے۔ پانچویں آیت میں ہے: فرشتے (آدم کے آگے) جھکے۔ البتہ ابلیس نہ جھکا، وہ جنات میں سے تھا اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کر بیٹھا۔ چھٹے موقع پر ہے: فرشتے (آدم کے آگے) جھکے۔ مگر ابلیس (نہ جھکا) وہ انکار کر گیا۔ [آگے مزید تفصیلات ہیں] ساتویں جگہ ہے: پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کے لشکری سب ندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ آٹھویں آیت میں ہے: اور قعی ابلیس نے اپنا گمان ان (کافروں) کے حق میں صحیح پایا۔ نویں اور سویں آیتوں میں ہے کہ: سارے فرشتے آدم کے آگے جھک گئے البتہ ابلیس جھکا۔ وہ بڑائی میں آگیا۔ اور کافروں میں شامل ہوگیا۔ [آگے ایک تفصیلی لمہ ہے]

ابلیس کے لفظی معنی ہیں "یاس زدہ"۔ قرآن مجید میں مصدر ابلاس ں معنی میں مختلف موقعوں پر آیا ہے۔ ابلیس بروزن افعیل اسی سے مشتق ۔ اور قرآن مجید میں بہ طور علم کے استعمال ہوا ہے۔

الابلاس الحزن المعترض من شدة الیاس و منه اشتق ابلیس (راغب)

ابلیس افعیل من الابلاس وہو الایاس من الخیر والندم والحزن (ابن جریر)

ابلیس فرشتہ نہ تھا، جیسا کہ روایات توریت وغیرہ کی بنا پر۔ اچھے پڑھے لکھے مسلمانوں میں بھی سمجھ لیا گیا ہے۔ بلکہ جن تھا، جیسا کہ سورۃ الکہف کی آیت میں بہ تصریح موجود ہے۔ یہ ایک ناری مخلوق تھا (نہ کہ نوری) جیسا کہ قرآن مجید میں بار بار اسی کی زبان سے منقول ہے۔ خلقتنی من نار۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ جب آدم کا پتلا مٹی سے بن کر تیار ہوا، تو حکم ہوا کہ دوسری مخلوقات بھی جن میں سب سے اشرف وافضل جنس ملائکہ تھی، اس خلیفۃ اللہ کے آگے سجدۂ انقیادی کرے۔ سب نے تعمیل کی۔ صرف ایک جن ابلیس نلے اکڑ گیا۔ اور حکم صریح کی صریح نافرمانی کر بیٹھا۔ حجت کرنے لگا کہ میں آگ سے بنا ہوا ہوں، اور آدم خاکی مخلوق ہے۔ تو میں اعلیٰ واشرف ہو کر ادنیٰ وارذل کے آگے کیسے جھکوں! — قول تمامتر بیوقوفی کا تھا۔ اول تو اسی پر کوئی دلیل قائم نہیں، کہ آگ ہر صورت میں خاک سے افضل ہے۔ اور پھر اگر ہو بھی، تو کیا اشرف کو کسی حال میں بھی غیر اشرف کے آگے نہیں جھکایا جاسکتا اور سب سے بڑھ کر یہ حکم تو ارشاد حکیم مطلق وحاکم مطلق کا تھا اس سے کسی حال میں بھی معارضہ کیسا، لیکن ابلیس اپنی ضد پر قائم رہا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ رحمت خداوندی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو کر جنت سے نکالا گیا۔ چلتے چلاتے بولا کہ آج سے میں آدم وبنی آدم کا دشمن ہوں۔ انھیں ہر طرح بہکاؤں گا، بھٹکاؤں گا۔ ارشاد ہوا کہ جا۔ اور اپنی والی سب کچھ کر دیکھ۔ جو ہمارے مطیع ومخلص بندے ہیں، وہ ہرگز تیرے پھندے میں نہ آئیں گے — ابلیس ہی کا صفاتی نام

شیطان یا الشیطٰن ہے۔

شیطان نے مردود ہونے کے بعد دھوکے سے اور جھوٹی قسمیں کھاکر آدمؑ و زوجِ آدمؑ کو اپنے اخلاص و ہوا خواہی کا خیال دلایا۔ اور جس شجر کے قریب جانے سے انہیں ممانعت کی گئی تھی۔ اس کا ثمر انہیں کھلا چھوڑا اسی وقت سے شیطان برابر بنی آدم کا دشمن چلا آرہا ہے۔ اور کوئی کسر انکی دشمنی و بدخواہی میں اٹھا نہیں رکھتا۔ البتہ جبر و اکراہ کی کوئی قوت اس میں نہیں۔ صرف ترغیب و ترہیب ہی کا سبز باغ دکھا کر اپنی پیروی پر آمادہ کرلیتا ہے۔ چنانچہ قیامت میں جب اس کے پیرو انسان اس پر الزام رکھیں گے کہ تجھی کمبخت نے تو ہماری راہ ماری، تو وہ جواب میں یہی کہکر الگ ہوجائے گا، کہ کیا میں نے تم پر کوئی جبر کیا تھا۔ تم ہی خود ہی تو بُری راہ اختیار کرلی تھی۔

قرآن مجید نے اس کے پیرووں، چیلوں چانٹوں کے لئے جنود ابلیس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ قرآنی ابلیس ایک طرف تو یہود اور نصرانیوں کے "باغی" یا "سرکش" ملائکہ سے بالکل الگ ہے۔ اس لئے کہ وہ سرے سے کوئی ملک (فرشتہ)، تھا ہی نہیں، جن تھا۔ اور فرشتے بغاوت و سرکشی کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ اور دوسری طرف وہ مجوس کے اہرمن سے بھی بالکل علاحدہ ہے۔ اہرمن گویا ایک چھوٹا خدا ہے۔ ابلیس خدا کسی معنی میں بھی نہیں۔ تمامتر مخلوق ہے۔ قوت صرف وسوسہ اندازی کی رکھتا ہے۔

(۱۲) ابنِ مریم۔ ابن مریم۔ مریم کے بیٹے

المومنون، ع ۳ ۔ الزخرف، ع ۶

پہلی آیت میں ہے کہ: ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو (اپنا ایک بڑا) نشان بنایا۔ اور دوسری میں ہے کہ: جب ابن مریم کو بہ طور نمونہ پیش کیا گیا تو آپ کی قوم والے یہ سن کر (خوشی سے) اچھل پڑے۔

مراد دونوں جگہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ ہیں۔ جنھیں نصرانیوں نے ابن اللہ قرار دے لیا ہے۔ قرآن مجید نے اس مشرکانہ غلو کی اصلاح کے لئے آپ کو ایک عورت کا بیٹا بتایا ہے، جس طرح ہر انسان اپنی ماں کا بیٹا ہوتا ہی ہے اور جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے، مسیح بن مریم یا عیسیٰ ابن مریم آیا ہے۔ محض 'ابن مریم' انہیں دو جگہ آیا ہے۔

دوسری آیت میں اشارہ اس طرف ہے کہ قرآن مجید میں جب دوسرے انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو بہ طور نمونہ یا مثال کے پیش کیا گیا، تو مشرکین عرب جو آپ کا معبود ہونا سن چکے تھے، بول اٹھے، کہ جب مسیح باوجود اپنی معبودیت کے قابل مدح ہو سکتے ہیں، تو پھر ہمارے دیوی دیوتاؤں نے کیا قصور کیا ہے؟ ـــــ احمقوں نے یہ نہ سوچا کہ مسیح کی معبودیت اسلام نے کہاں مانی؟ یہ عقیدہ تو عیسائیوں کا ہے۔ اور قرآن تو اس عقیدہ کو کفر صریح قرار دیتا رہا ہے۔

مسیحی روایات میں ذکر حضرت مریمؑ کی دوسری اولاد کا بھی آتا ہے

جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہوئی۔ لیکن قرآن کو اس دعوے سے نفیاً واثباتاً کوئی بحث نہیں۔ قرآن مجید میں ابن مریم سے مراد صرف حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

(۱۳) ابنہ ۔ اس کا بیٹا۔

ہود ۔ ع ۴

حضرت نوحؑ اور ان کے قصۂ طوفان کے سلسلہ میں آتا ہے کہ: انھوں نے اپنے بیٹے کو پکارا، اور وہ کنارہ پر تھا۔

اس بیٹے کا نام ہمارے یہاں کی روایتوں میں کنعان آیا ہے۔ یہ آپ کا مطیع ومسلم نہ تھا۔ کافر تھا۔ اور اسی طوفان میں غرق ہو کر رہا۔ توریت میں کنعان ابن حام نام حضرت نوحؑ کے پوتے کا آیا ہے۔

(۱۴) ابوكِ ۔ تیرا باپ

مریم، ع ۲۔

حضرت مریمؑ جب نومولود حضرت عیسیٰؑ کو گود میں لے کر اپنے لوگوں کے سامنے آئی ہیں، تو ان لوگوں نے کہا ہے کہ تمھارے باپ کوئی برے آدمی تو نہ تھے

مراد حضرت مریم کے والد ہیں، جن کا نام عمران یا انگریزی تلفظ Joachim آتا ہے۔ تر نائے اسرائیل میں تھے۔

(۵) ابی لہب - ابو لہب

اللہب

بہ طور بد دعا اور ہولناک پیش خبری کے ارشاد ہوا ہے کہ: ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آیا نہ اس کی کمائی۔ وہ شعلوں میں جلے گا۔

پورا نام مع نسب عبد العزیٰ بن عبد المطلب مکی ہاشمی قریشی تھا۔ متوفی ۲ سنہ ہجری۔

رشتہ میں رسول اللہ صلعم کا چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عبد المطلب کے دس فرزندوں میں سے یہ کس نمبر پر تھا۔ ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق یہ چھٹے نمبر پر تھا۔ بہر حال اتنے جز پر اتفاق ہے کہ عبد اللہ اور ابو طالب دونوں سے چھوٹا تھا۔ عرب میں کنیت کا رواج عام تھا۔ عبد العزیٰ کا رنگ خوب سرخ و سپید تھا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ باپ (عبد المطلب) نے اسی خوش جمالی کی بنا پر ابو لہب کہہ کر پکارا اہل تفسیر میں سے بعض ادھر گئے ہیں، کہ قرآن مجید نے یہ لفظ "شعلہ کا باپ" بہ طور کنیت کے نہیں، بلکہ بہ طور پیش خبری کے استعمال کیا ہے، کہ ایسے شخص کو آخر جہنمی ہونا ہے۔

یہ نام ہی کا عبد العزیٰ نہ تھا، بلکہ جاہلیت کی بڑی دیوی عزیٰ کا خاص

پجاری بھی تھا۔ مورخ ارزقی نے لکھا ہے کہ جب عزیٰ دیوی کا قدیم پجاری افلح ابی نصر سلمی مرض الموت میں مبتلا ہوا، اور ابولہب اس کی عیادت کو گیا، تو اس نے رنج وحسرت کے ساتھ کہا، کہ میرے بعد دیوی جی کے استھان کی آخر کون خبر رکھے گا۔ ابولہب اس پر بولا، کہ تم غم نہ کرو، تمھارے بعد میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں، چنانچہ اس نے اپنے عہد کو نباہا۔ (تاریخ مکہ جلد اول ص۶)

مکہ کی شہری مملکت میں مرتبۂ خصوصی، شرفائے بنی اُمیہ کے ساتھ ساتھ شرفائے بنی ہاشم کو حاصل تھا۔ اور عبد المطلب کی وفات پر شیخ القبیلہ کی حیثیت اُن کے فرزندان ابوطالب وابولہب کو حاصل ہوئی۔ ابوطالب نسبتہً مفلس تھے (شاید اس لئے کہ تجارتی کاروبار کچھ زیادہ نہیں چل رہا تھا) ابولہب اچھا خاصہ سرمایہ دار تھا۔ اور حسب روایت ابن سعد فیاض بھی۔ اور یہ فیاضی عرب معاشرہ میں بہت بڑا وصف سمجھی جاتی تھی۔ دوسرا معیار بزرگی ان کے ہاں سن وسال کا تھا۔ ان دونوں اسباب کی بنا پر سرداری اور مشیخت کا مستحق ابولہب اپنے ہی کو قدرۃً سمجھ رہا تھا جب برادر زادہ محمد بن عبد اللہ نے دعویٰ نبوت کیا، اور خلقت کی توجہ اس طرف ہونے لگی تو ابولہب اسے اپنے عقائد آبائی کے علاوہ اپنی سرداری واقتدار پر بھی ایک ضرب کاری سمجھا۔ اور بھتیجے کی مخالفت میں اس کے غم وغصہ کی آگ پوری طرح بھڑک اُٹھی۔

چچا ہونے کے علاوہ یہ رسول اللہ صلعم کا سمدھی بھی تھا۔ قبل نبوت آپ کی دو صاحبزادیاں اس کے لڑکوں عتبہ وعتیبہ کو بیاہی جا چکی تھیں

گویا قرابت کے حق جو پہلے ہی کیا کم تھے، اب دو چند ہو گئے تھے ـــ اس کے باوجود شدت عناد کا یہ عالم تھا کہ سنہ نبوی میں جب قریش کے دوسرے قبیلوں نے مل کر رسول اللہ صلعم اور آپ کے گنے چنے پیروؤں کا مقاطعۂ شدید کیا ہے، اور سارے بنی ہاشم نے بلا لحاظ عقائد محض برادری کے خیال سے آپؐ کا ساتھ دیا، اور سب شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے، تو یہ ابو لہب ہی اکیلا تھا جس نے ساری برادری کو چھوڑ باہر رہ جانا گوارا کر لیا تھا۔ عرب کے معیار قرابت وصلۂ رحم سے یہ ایک شدید ترین جرم تھا۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے سارے اعداء و معاندین رسولؐ میں نام لے کر ذکر صرف ابو لہب کا کیا ہے۔

ابو لہب کا مکان بھی رسول اللہؐ کے مکان کے برابر تھا۔ یہ خود اور عقبہ بن ابی معیط دو موذی پڑوسی غلاظت لا لا کر کاشانۂ رسول کے دروازہ پر ڈال دیتے تھے۔ یہ روایت ابن سعد میں حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے ہے۔ اور سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلعم کے گھر پر آپؐ کو ستاتے تھے، ان میں ایک ابو لہب بھی تھا۔ ابن سعد میں یہ روایت بھی درج ہے کہ رسول اللہ صلعم کے معاند تو اور بھی تھے، ابو سفیان بن حرب وغیرہ۔ مگر دو چار شخص جو علمی مخالفتوں کے ساتھ ساتھ تبابی بھی کرتے رہتے تھے، ان میں ایک ابو لہب بھی تھا۔ سیرۃ ابن ہشام میں یہ روایت بھی درج ہے کہ سفر طائف سے واپسی کے بعد جب آپ نے حج کے موقع پر منیٰ میں ایک ایک قبیلہ کے سامنے پیام توحید پیش کیا

ہے، تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا، اور لوگوں سے کہتا جاتا تھا کہ اس کی نہ سننا۔ یہ شخص ابو لہب تھا۔

(۱۶) احمد۔ احمد

الصف۔ ع ۱

حضرت مسیحؑ کی زبان سے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ادا ہوا ہے کہ میں تمہیں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں، جو میرے بعد آئیں گے۔ ان کا نام احمد ہو گا۔

برنابا نامے ایک صحابی حضرت مسیحؑ کے تھے، ان کے نام سے جو انجیل منسوب ہے، اس میں احمد رسول اللہ سے متعلق پیشگوئیاں کھلے لفظوں میں موجود ہیں۔ یہ انجیل صدیوں تک ناپید رہنے کے بعد، ابھی بیسویں صدی مسیحی کے آغاز میں از سر نو دریافت ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک اس کے ترجمہ انگریزی، ہسپانوی، عربی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

اس "غیر مستند" انجیل سے قطع نظر، جو انجیلیں موجودہ مسیحیوں کو مسلّم ہیں، ان میں سے انجیل یوحنا میں جو لفظ اس رسول آخر زماں سے متعلق ہے، اس کا ترجمہ مسیحی اہل قلم کبھی "مددگار" سے کرتے ہیں۔ کبھی "وکیل" سے کبھی "شفیع" سے۔ اور اسی سے ظاہر ہے کہ صحیح ترجمہ نہ ہو سکنے کے باعث وہ کیسے مضطرب رہتے ہیں۔

اصل یونانی لفظ جس کے یہ سب ترجمے ہیں کہا جاتا ہے کہ Periclutos ہے، اور مسلمان محققین کا بیان ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ احمد ہی ہے، بہ معنی محمد و ستودہ۔

(۱۷) اُختک ۔ تیری بہن

طٰہٰ ۔ ع ۲

حضرت موسیٰؑ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ: (یہ اس وقت ہوا) جب تمہاری بہن چلتی ہوئی (فرعون کے محل میں) آئیں، اور بولیں کہ میں تمہیں کسی ایسی (مرضعہ) کا پتا بتا دوں جو (اس بچہ کو) اچھی طرح پالے۔

جب فرعون قاہر کے خوف سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور صندوق بہتا ہوا قصر فرعون کے نیچے پہنچا، اور آپ اس سے نکال لئے گئے، لیکن اب مشکل رضاعت کی پڑی۔ آپ کسی کی گود قبول نہیں کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی یہ بڑی بہن اپنے کو اجنبی اور انجان بنا کر شاہی محل میں داخل ہوئیں، اور خوش تدبیری کے ساتھ اپنی اور ان کی ماں کو رضاعت کے لئے وہیں بلوا لیا۔

توریت میں ہے کہ ان کا اسم مبارک مریم تھا۔ اور شارحین

توریت نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ سے ۱۵ سال بڑی تھیں۔

توریت میں یہ قصہ یوں درج ہے:۔

"تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی کو کہا، کہئے تو میں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تجھ پاس لے آؤں۔ تاکہ وہ تیرے لئے اس لڑکے کو دودھ پلائے۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ جا۔ وہ چھوکری گئی۔ اور لڑکے کی ماکو بلایا فرعون کی بیٹی نے اسے کہا کہ اس لڑکے کو لے، اور میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے درماہہ دوں گی۔ اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔" (خروج۔ ۲: ۷۔ ۹)

توریت کا بیان ہے کہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ بھی نبیہ تھیں شادی شدہ تھیں۔ اور ان کے شوہر کا نام کالب بن جفنہ آیا ہے۔ اور ان کے فرزند کا نام حور (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

توریت میں ان کے اور بھی کارنامے درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ فرعون و لشکر فرعون کی غرقابی کے وقت یہ خواتین اسرائیل کی سرداری و رہنمائی کر رہی تھیں، اور نغمۂ حمد و مناجات میں لگی ہوئی تھیں —— لیکن توریت ہی میں ان کے کمالات و مناقب کے ساتھ ساتھ ان کے مثالب بھی درج ہیں۔ قرآن مجید کے متعلم کو ان سارے قصوں سے کوئی واسطہ نہیں۔

اسرائیلی روایتوں میں ان کی طرح طرح کی کرامتیں بیان ہوئی ہیں،

اور یہ بھی کہ حضرت داؤدؑ انھیں کی نسل میں ہوئے ہیں۔ توریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات دونوں بھائیوں کی زندگی ہی میں دشت صین کے مقام قادس میں ہوئی۔

"بعد اسکے بنی اسرائیل کی ساری جماعت پہلے مہینہ میں دشت صین کو آئی۔ اور قادس میں رہنے لگی۔ مریم وہاں مری اور وہیں گاڑی گئی"

(گنتی۔ ۲۰:۱)

(۱۸) اُختہ۔ اُسکی بہن (سے)

القصص، ع ۱

حضرت موسیٰ کی والدہ کو جب خبر پہنچی، کہ نومولود موسیٰؑ کو قصر فرعون میں بہتے ہوئے صندوق سے نکال لیا گیا ہے، تو آپ نے اپنی دختر و ہمشیرہ موسیٰؑ سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا پتا تو لگانا۔ سو انھوں نے موسیٰ کو دور سے دیکھ لیا اور، فرعون والے (اس حال سے) بے خبر تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان بالا: اختک

(۱۹) اُخت ہارون۔ ہارون کی بہن

مریم۔ ع ۲۔

جب نومولود حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر حضرت مریمؑ اپنی قوم

والوں کے سامنے آئی ہیں، تو انھوں نے کہا کہ: اے ہارون کی بہن، نہ تمہارے والد بڑے آدمی تھے، اور نہ تمہاری والدہ ہی بدکار تھیں

ب۔ گویا قرآن نے یہ لفظ حضرت مریمؑ کے لئے یہود کی زبان سے نقل کیا ہے۔ اَخ کی طرح اُخت کا اطلاق بھی عربی میں عام ہے دین، وطن، صنعت ہر قسم کے اشتراک و تشابہ کے لئے اب سوال یہ ہے کہ یہ ہارون کون سے تھے۔ جن کی بہن حضرت مریم کو کہا گیا ہے؟ عجب نہیں کہ یہ وہی نبی حضرت ہارون بن عمران ہوں جو اپنے تقدس و پاکیزگی کے لئے اسرائیلیوں میں، حضرت موسیٰ سے بھی کچھ بڑھکر ضرب المثل تھے۔ اور مریمؑ کو عصمت و پاکیزگی میں تشبیہ انھیں سے دی گئی ہو۔۔۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کوئی اور ہارون حضرت مریمؑ کے معاصر ہوں، جن کا تقویٰ اس عہد کے لوگوں میں معروف و مسلم ہو۔۔۔ اور یہ بھی ناممکن نہیں کہ حضرت مریمؑ ہی کے کوئی صالح و متقی بھائی ہارون نام کے ہوں۔ جبکہ عمران (والد مریمؑ) کی اولاد کی تفصیل کہیں محفوظ نہیں۔

احتمالات تینوں ہی قابل قبول ہیں۔

(۲۰) اخوان لوط - لوط کے بھائی بند۔ لوط والے

ق، ع ۱

قریش وغیرہ معاصر منکرین رسولؐ کے سلسلہ میں ہے کہ: اُن کے قبل

تکذیب کر چکے ہیں .... فرعون اور لوط والے
مراد حضرت لوطؑ نبی کی اُمت ہے۔
ملاحظہ ہو عنوان: لوط۔

(۲۱) ادریس - ادریس

مریم، ع ۴ ۔ الانبیاء، ع ۶

پہلی آیت میں ہے کہ: آپ (اس) کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے، بیشک وہ بڑے راستی والے تھے، نبی تھے۔ اور ہم نے انھیں بلند مرتبہ تک پہنچایا۔ دوسری آیت میں ہے کہ: اسمٰعیل و ادریس و ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے۔ یہ سب ثابت قدم رہنے والوں میں تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاص) میں داخل کر لیا تھا۔

یہ وہی نبی ہیں، جن کا ذکر توریت میں حنوک (Enoch) کے نام سے آیا ہے۔ یہ یارد بن محلل ایل کے فرزند اکبر تھے۔ اور حضرت آدم سے ساتویں پشت میں۔ توریت میں ہے:۔

"اور یارد ایک سو باسٹھ برس کا ہوا کہ اس سے حنوک پیدا ہوا .... اور حنوک پینسٹھ برس کا ہوا کہ اس سے متوسلح پیدا ہوا۔ اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔"

(پیدائش۔ ۵: ۱۸۔ ۲۲)

بعض مورخین نے ان کا زمانہ ۳۳۰۲ء ق، م تا ۲۰۱۷ء ق، م
کیا ہے۔ واللہ اعلم توریت ہی میں یہ بھی ہے :-
اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی۔ اور حنوک
خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا" (پیدایش۔ ۵ : ۲۳)
یہودی نوشتوں میں آیا ہے کہ علم نجوم، علم حساب، خیاطی اور فن تحریر
کے موجد آپ ہی ہوئے ہیں۔ یہودی اور مسیحی دونوں عقیدوں
سے آپ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے :-
اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا۔ اس لئے
کہ خدا نے اُسے لے لیا" (پیدایش۔ ۵، ۲۴)
آسمان سے حنوک اُٹھا لیا گیا تا کہ موت کو نہ دیکھے۔ اور چونکہ
خدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا، اس لئے اس کا پتہ نہ ملا" (عبرانیوں۔ ۱۱: ۵)
قرآن مجید یہ دعویٰ نہیں کرتا ہے۔ اور نہ کوئی حدیث صحیح ہی آپ
کی جسمانی کے باب میں آئی ہے۔ البتہ بعض مفسرین نے اسرائیلیات
کے رفع جسمانی سے متاثر ہو کر آیت قرآنی ورفعنٰہ مکانًا علیًّا
منطبق کیا ہے۔ لیکن رازی، بیضاوی، آلوسی وغیرہ محققین نے
کہ یہ رفعت اور مکان اور علو سب معنوی ہیں۔ جسمانی نہیں۔ اور
مقصود محض شرف مرتبہ اور تقرب عند اللہ ہے۔ جو ہر نبی کو
رہتا ہے۔

(۲۲) ازواجك - آپ کی بیبیاں

الاحزاب، ع ۶

نبیؐ کو مخاطب کرکے آیا ہے کہ ہم نے آپ کی یہ بیبیاں جن کے م
آپ دے چکے ہیں. آپ پر حلال کی ہیں. حضور کی بیبیوں کی تعداد اد
ان کے نام عنوان نساء النبی کے تحت میں درج ملیں گے۔

(۲۳) ازواجك. آپ کی بیبیاں

التحریم ۔ ع ۱

نبیؐ کو مخاطب کرکے ارشاد ہوا ہے کہ: آپ نے اپنی بیبیوں کی خوشنو
کے لئے کیوں اس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے. جس کو اللہ نے جائز کیا تھ
ملاحظہ ہو عنوان: نساء النبی۔

(۲۴) ازواجه اپنی (کسی) بیوی سے

التحریم ۔ ع ۱

ارشاد ہوا ہے کہ: جس وقت نبیؐ نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے کوئی
کہی تھی. حدیث میں ان بی بی صاحبہ کا نام حفصہؓ بنت عمرؓ آیا ہے۔

(۲۵) اسباط۔ ذریت۔

البقرۃ، ع ۱۶ (دوبار)، اٰل عمران ع ۹

پہلی آیت میں مسلمانوں سے خطاب کر کے ہے: کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے
اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اُتارا گیا۔ اور جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب
اط (یعقوب) پر اتارا گیا۔ دوسری آیت میں اہل کتاب سے خطاب
لہ: کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط (یعقوب)
ی یا نصرانی تھے؟ اور تیسری آیت میں پھر وہی مضمون دُہرا دیا
ہے جو پہلی آیت میں آچکا ہے۔

اسباط اپنے لغظی معنی میں عام ہے ہر اولاد در اولاد کے لئے۔ اور
تے نواسے کسی کے بھی ہوں۔ اس سے مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن سیاق قرآنی
اس سے ہر جگہ نسل یعقوب ہی مراد ہے۔ اس نسل میں نبوت بہتوں
۔ اس لئے اسباط یعقوب کا ذکر بھی اسمائے انبیاء سے متصل و ملحق ہی آیا ہے۔
فرزندان یعقوبؑ کے لئے ملاحظہ ہو عنوان، 'اٰل یعقوب

۲۶) اسحاق۔ اسحاق

البقرۃ، ع ۱۶۔ الانعام، ع ۱۰۔ ہود۔ ع ۷، یوسف ع ۱۔ ابراہیم ع ۲،
، ع ۳۔ الانبیاء، ع ۵۔ العنکبوت ع ۳۔ والصّٰفّٰت ع ۲ (دوبار)

اسم شریف دس بار آیا ہے۔ پہلی آیت میں ذکر صرف ضمناً آ
فرزندان یعقوب اپنے والد سے ان کی موت کے وقت کہتے ہیں ک
پرستش کریں گے آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم واسمٰعیل وا
کے معبود (اسی) معبود واحد کی۔ دوسری آیت میں حضرت ابراہیم
متعلق ہے کہ: ہم نے انھیں اسحٰق اور یعقوب عطا کئے، اور یہ سب
ہدایت یافتہ تھے۔ تیسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم
پاس اللہ کے فرشتے پہنچے اور اُن کی بیوی بھی وہیں کھڑی ہوئی تھیں
ہم نے انھیں خوشخبری دی اسحٰق کی (ولادت کی) اور اسحٰق کے آ
یعقوب کی۔ چوتھی آیت میں حضرت یعقوب حضرت یوسف
اُن کے بچپن میں کہتے ہیں کہ اللہ اپنا انعام یوسفؑ پر اور اولاد یعق
پر پورا کرے گا: جیسا کہ اس کے قبل ابراہیم واسحٰق پر پورا کر چکا
پانچویں جگہ حضرت ابراہیم کی زبان سے محل حمد و شکر پر ادا ہوا
ساری حمد اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے کبر سنی میں اسمٰعیل وا
(دو فرزند) عطا کئے۔ چھٹی آیت میں پھر حضرت ابراہیمؑ ہی کے سل
ہے کہ: ہم نے اُنھیں اسحٰق و یعقوب عطا کئے۔ اور ہم نے ہر ایک
نبی بنایا، اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت عطا کی اور ہم نے ان س
نام نیک اور بلند کیا۔ ساتویں آیت میں بھی حضرت ابراہیم ہی
ذکر میں ہے کہ: ہم نے انھیں اسحٰق (فرزند) عطا کیا اور یعقوب ا
اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔ آٹھویں موقع پر بھی تقریباً اسی

ذکر آیا ہے۔ نویں اور دسویں مقام پر ایک بار پھر حضرت ابراہیم کے تذکرہ
میں آیا ہے کہ ہم نے انہیں اسحٰق کی بشارت دی کہ وہ نبی اور نیک بندوں
میں سے ہوں گے۔ اور ہم نے ان پر اور اسحٰق پر برکتیں نازل کیں۔

یہ نبی ابن نبی، اسحٰق بن ابراہیمؑ، حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے فرزند
تھے حضرت سارہ کے بطن سے۔ مولد عراق۔ اور مسکن شام۔ زمانہ جدید
کے تخمینہ کے مطابق از ۲۰۶۰ ق م تا ۱۸۸۰ ق م۔ عمر حسب
روایت توریت ۱۸۰ سال کی پائی۔ توریت ہی میں ہے کہ آپؑ کی ولادت
کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۱۰۰ سال کی تھی۔ آپ کی نبوت کی تصدیق
یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں سب سے زیادہ
شہرت حضرت یعقوبؑ نے پائی، جو نبوت سے بھی سرفراز ہوئے۔

عربی اور اردو توریت میں نام کا املا اضحاق آیا ہے۔ اور توریت
میں ذبیح آپ ہی کو بتایا گیا ہے (پیدائش ۲۲: ۷)، قرآن مجید نے اسی
غلطی کی تصحیح کے لئے حضرت اسمٰعیل کے ذبیح ہونے کو اس صراحت
سے بیان کیا ہے۔ توریت ہی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ کے لڑکپن کا زمانہ کنعان کے قریب بیر شیبہ نامے مقام میں گزرا
(پیدائش ۲۱: ۱۴) یہ بیر شیبہ ایک زمانہ میں اسرائیلیوں کا بڑا اہم
مرکز رہ چکا ہے۔ اب ایک اجڑا ہوا گاؤں سا رہ گیا ہے۔ ملک یہودیہ کے
انتہائی جنوب میں وادی السبع کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔ عہد عتیق
اور دوسرے یہودی نوشتوں میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

موجودہ خلیل الرحمٰن سے ۲۰ میل جنوب و مغرب میں واقع ہے۔
یہود آپؑ کی نبوت کے پوری طرح قائل ہیں۔ بلکہ اُن کے نوشتوں میں آپ کے معجزات وکرامات کثرت سے درج ہیں۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ دنیا کے اُن تین انسانوں میں ہیں، جن پر نہ شیطان کبھی قابو پاسکا۔ اور نہ ملک الموت ہی، چنانچہ خود حق تعالیٰ نے آپ کا بوسہ لیا اور اس پر آپؑ کی روح جسم سے نکل آئی۔ روایات یہود میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ صورۃً حضرت ابراہیمؑ سے بہت مشابہ تھے۔ کنعان یا فلسطین کے ملک میں آپؑ کی زندگی بڑی خوشحالی میں گزری۔ زراعت اور گلہ بانی ان دونوں ذریعوں سے خوب فراغت آپ کو حاصل رہی۔
چنانچہ توریت میں ہے۔

"اضحاق ابی ملک پاس جو فلستیوں کا بادشاہ تھا جرار تک گیا۔ اور خداوند نے اس پر ظاہر ہو کے کہا کہ ... میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تجھے برکت بخشوں گا۔ کیونکہ میں تجھے اور تیری نسل کو یہ سب ملک دوں گا۔ اور میں اس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہام سے کی ہے، وفا کروں گا" (پیدائش۔ ۲۶: ۲، ۲)
"اور اضحاق نے اس زمین میں کھیتی کی، اور اُسی سال سو گنا حاصل کیا، اور خداوند نے اسے برکت بخشی۔ اور وہ مرد بڑھ گیا۔ اور اس کی ترقی ہوتی چلی جاتی تھی، یہاں تک کہ بہت بڑا آدمی ہو گیا۔ وہ بھیڑ بکری اور گائے بیل اور بہت سے

چاکروں کا مالک ہوا اور سارے فلستیوں کو اس پر رشک آیا۔"

(پیدایش - ۲۶: ۱۲-۱۴)

لیکن عصمت یہودی عقیدہ میں لازمۂ نبوت نہیں۔ یہود کے ہاں نبوت کا اصل جوہر صرف اخبار بالغیب، یا غیب کی خبریں بتانا اور پیشگوئیاں کرنا ہے اس لئے دوسرے انبیا سلسلہ کی طرح آپؑ کی زندگی بھی اسرائیلی صحیفوں کے صفحات میں بڑی داغدار نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ توریت بھی آپ کے مثالب و مطاعن سے خالی نہیں۔ ملاحظہ ہو پیدایش ۲۶: ۷-۱۱ وغیرہا۔

قرآن نے جو بار بار آپؑ کے صالح و ہدیت یاب ہونے پر زور دیا ہے۔ اس کی ایک کھلی ہوئی مصلحت یہ بھی ہے۔

توریت ہی کا بیان ہے کہ آخر عمر میں آپؑ کی بصارت جاتی رہی تھی

"اور یوں ہوا کہ جب اضحاق بوڑھا ہوا اور اس کی آنکھیں دھندلا گئیں ایسا کہ وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔" (پیدایش - ۲۷: ۱)

زوجۂ محترمہ، بی بی ربقہ ایک عراقی خاتون آپؑ کے عزیزوں میں سے تھیں آپؑ نے ان کے بطن سے اپنے دو فرزند چھوڑے۔ عیص (عیسو) اور حضرت یعقوبؑ۔

(۲۷) اسرائیل - اسرائیل - یعقوب

۰ ال عمران - ع ۱۰ - مریم - ع ۴

مشہور پیغمبر حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام ہے۔ توریت میں ہے۔

"اور خدا نے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے۔ تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے گا، بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔ سو اس نے اس کا نام اسرائیل رکھا"۔ (پیدائش۔ ۳۵: ۱۰، ۱۱)۔

زمانہ جدید ترین تخمینہ کے مطابق ۲۰۰۰ سنہ ق م تا ۱۰۵۳ سنہ ق م

نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ یہود کے جواب میں کہ: ہر غذا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھی۔ بجز اس کے جو خود اسرائیل نے اپنے اوپر حرام کرلی تھی۔ قبل اس کے کہ توریت اترے۔ اور دوسری جگہ پچھلے پیمبروں کے سلسلہ بیان میں کہ: ان میں سے بعض ابراہیم و اسرائیل کی نسل میں ہیں۔

رسول اللہ صلعم معاصر یہود کہتے تھے کہ مسلمان جب اپنے کو دین ابراہیم کا پیرو کہتے ہیں، تو وہ غذائیں اپنے لئے کیوں حلال سمجھتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حرام چلی آرہی ہیں۔ قرآن نے جواب میں بتایا کہ یہ دعوا ہی سرے سے غلط ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں، نزول توریت سے قبل حضرت اسرائیل (یعقوبؑ) کے زمانہ تک بھی ساری غذائیں حلال تھیں، بجز ان چند کے جو حضرت نے از خود چھوڑ رکھی تھیں۔ اور ان سے اشارہ اونٹ کے گوشت، دودھ وغیرہ کی طرف ہے۔ جن کا استعمال حضرت یعقوبؑ نے بعض طبی مصلحتوں سے ترک کر رکھا تھا

ملاحظہ ہوں عنوانات: آل یعقوب۔ بنی اسرائیل۔ یعقوب۔

(۲۸) اسمٰعیل ۔ اسمٰعیل

البقرۃ ۔ ع ۱۵ (۲ بار) البقرۃ ع ۱۶ (۳ بار) الانعام ، ع ۱۰ ۔

مریم ، ع ۴ ۔ ص ، ع ۴ ۔

ذکر مبارک آٹھ جگہ آیا ہے ۔ پہلی جگہ یوں کہ : ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کی طرف حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو ، طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے دوسری جگہ یوں ، (وہ وقت یاد کرلو) جب ابراہیم خانۂ (کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اسمٰعیل (بھی) ، تیسری بار یہ کہ ، (فرزندان یعقوب) بولے کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم اور اسحق اور اسمٰعیل کے معبود کی ۔ چوتھی مرتبہ یہ کہ : کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو اتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل .... پر پانچویں جگہ یوں : کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل .... یہودی یا نصرانی تھے ؟ چھٹی جگہ دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر کہ : (ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو ۔ ساتویں بار یوں کہ : اس کتاب میں یاد کیجئے اسمٰعیل کو کہ وہ وعدہ کے سچے اور نبی و رسول تھے ۔ آٹھویں مرتبہ یوں کہ : اور یاد کیجئے اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو

یہ پیمبر خلیل حضرت ابراہیم خلیلؑ کے فرزند اکبر تھے ۔ سال ولادت

غالباً سنہ ۲۰۷۰ ق،م یا سنہ ۲۰۷۴ ق،م۔ سال وفات غالباً سنہ ۱۹۳۳ یا سنہ ۱۹۳۷ ق،م، عمر حسب روایت توریت، ۱۳۷ سال کی پائی۔ بارہ فرزند ہوئے۔ توریت میں ان کے نام درج ہیں۔ اور یہ تصریح بھی کہ: "یہ اپنی اُمتوں کے بارہ رئیس تھے"۔ (پیدائش ۲۵: ۱۲) اور ان سے بارہ نسلیں چلیں عرب کا مشہور و عالی نسب قبیلہ قریش آپؑ ہی کی نسل سے ہے۔ اور اس لئے آپ رسول اللہ صلعم کے مورث اعلا بھی ہوئے۔ آپ کی اُمت حسب تصریح مورخین قدیم بنی جرہم تھے۔ جو اصلاً یمن کے تھے۔ مگر اب وادیٔ مکہ میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ، شاہ مصر کی صاحبزادی تھیں اور یہ مصر کا شاہی خاندان بھی عرب ہی تھا، جو عراق سے منتقل ہو کر مصر آ گیا تھا۔ اور خود آپؑ کی بھی زوجہ شریفہ مصر ہی کی تھیں جیسا کہ توریت میں ہے۔

"اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ اور ان کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس کے بیاہنے کو لی"۔ (پیدائش ۲۱: ۲۱)

قرآن مجید نے آپؑ کے تین اوصاف صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اور

(۱) تعمیر کعبہ میں آپؑ بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ شریک رہے۔

(۲) آپؑ وعدہ کے بڑے سچے تھے۔

(۳) اپنے والوں کو بھی نماز و زکاۃ (یعنی عبادت بدنی و مالی) کا حکم دیتے رہتے تھے۔

یہود نے آپؐ کو ہر طرح بدنام کرنا چاہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ابراہیم خلیل اللہ کی دعا اور اللہ کا وعدہ اب تک توریت میں محفوظ چلا آتا ہے۔

"اور ابراہام نے خدا سے کہا کہ کاش اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے۔" (پیدائش ۱۷:۱۸)

"اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دوں گا، اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔"

(۱۷:۲۰)

"اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا"

(۲۱:۱۸)

اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیرانداز ہو گیا۔" (۲۱:۲۱)

(۲۹) اصحاب الاخدود۔ خندق والے

البروج۔

ارشاد ہوا ہے کہ اغارت ہو گئے خندق والے۔ ایندھن کی آگ والے، تلمیح ایک تاریخی واقعہ کی جانب ہے جس سے اہل عرب بہ خوبی واقف تھے۔ ظہور اسلام سے ذرا قبل ۵۲۳ء میں یمن کے تخت پر حمیری شاہی خاندان کا ایک قاہر و جابر فرد ذونواس متمکن تھا۔ جس نے دین یہود

اختیار کیا تھا۔ مذہب حق اس وقت دین مسیح تھا، یعنی توحید حضرت عیسیٰ کی اصل و غیر محرّف تعلیم کے مطابق پھر اس بادشاہ کو مسیحوں سے خاص کد پیدا ہو گئی۔ اور ان پر اس نے شدید ستم توڑنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ایک بڑی سی خندق کھدوا کر اور اس میں آگ بھر کر۔ ان مظلوموں کو اس میں جھونکنے لگا۔ روم کے تخت پر اس وقت مشہور مسیحی شہنشاہ جسٹینین جلوس افروز تھا۔ اس کی تحریک اور ایما سے حبشہ کے مسیحی والی و حاکم نجاشی نے یمن پر حملہ کر کے بالآخر اس پر قبضہ کر لیا۔ اور ذو نواس شکست کھا کر بھاگا، تو سمندر میں کود کر خودکشی کر لی۔

گبن وغیرہ انگریزی مورخوں نے بھی اس تاریخی تعدی کا ذکر کیا ہے اور قرآن مجید کی اس تلمیح نے اس کی اہمیت پر مہر تصدیق لگا دی ہے ذو نواس کی حمایت و دفاع میں جو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا میں موجود ہے۔

ملاحظہ ہو، جغرافیۂ قرآنی، عنوان: اخدود

(۳۰) اصحٰب الایکۃ۔ ایکہ والے۔ بن والے

الحجر، ع ۵، الشعراء، ع ۱۰، ص، ع ۱۔ ق، ع ۱۔

پہلے موقع پر قوم لوط کے ذکر کے بعد ہی ہے کہ، بیشک ایکہ والے بڑے ظالم تھے۔ سو ہم نے انہیں ٹھیک کر دیا۔ اور دونوں بستیاں شاہراہ عام

واقع ہیں۔ دوسری آیت میں ہے کہ ایکہ والوں نے بھی پیمبروں کو جھٹلایا

تیسری آیت میں ہے کہ: ان سے پہلے بھی .... ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والوں

نے جھٹلایا تھا۔ چوتھی آیت میں دوسری مہذب قوموں کے شمول میں ہے کہ

.... فرعون اور لوط والے اور ایکہ والے اور قوم تبّع، یہ سب پیمبروں

کی تکذیب کر چکے۔

قرآن مجید نے صرف اتنا بتایا ہے کہ قوم لوط کی طرح اصحاب ایکہ کی بستی بھی شاہراہ پر واقع تھی۔ گویا عرب سے شام کے راستہ میں، جہاں سے عرب قافلے اکثر گزرتے رہتے تھے۔ اس کے آگے تعیین میں اہل علم مختلف ہیں ــــ نولڈکی وغیرہ اہل فرنگ نے اصحاب ایکہ اور اصحاب رس کو متحد قرار دیا ہے، ہمارے اہل تفسیر کے ہاں یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں۔ گویا ہم متقارب۔

ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی۔ عنوان: ایکہ

(۲۱) اصحٰب الحجر۔ حجر والے

الحجر، ع ۶

نام قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے: بالیقین حجر والوں نے (بھی) ہمارے پیمبروں کو جھٹلایا۔

الحجر اس علاقہ کا نام ہے جو شمالی عرب اور شام کے درمیان واقع ہے یہ مسکن قوم ثمود کا تھا، جو حضرت صالحؑ کی اُمّت تھی۔ شام کی طرف سے مدینہ

کو آیئے۔ تو سب سے پہلے ارض لوط پڑے گی۔ پھر مدین یعنی سرزمین شعیب ملے گی، اور سب سے آخر میں مسکن قوم ثمود، یعنی علاقۂ حجر۔ تینوں ملک ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ ہو جغرافیۂ قرآنی۔ عنوان، حجر۔

(۲۲) اصحٰب الرس۔۔ رس والے

الفرقان، ع ۴۔ قٓ، ع ۱۔

پہلے موقع پر معذب قوموں اور ان کی ہلاکت کے سیاق میں ہے کہ: ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا) عاد اور ثمود اور اصحاب رس اور اُن کے درمیان میں بہت سی قوموں کو۔ دوسری آیت میں بھی ایسے ہی بیان میں ہے کہ۔ قوم نوح اور اصحاب رس اور ثمود ۔۔۔ یہ سب پیمبروں کو جھٹلا چکے ہیں۔

رس کے لفظی معنی کوئیں کے ہیں۔ لیکن اکثر اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ کسی مقام متعین کا نام ہے۔ کہاں واقع تھا؟ اس میں پھر مختلف اقوال ہیں۔ ترجیح اس قول کو ہے کہ یہ یمامہ کے علاقہ میں کوئی شہر تھا۔ اور یہاں قوم ثمود کا کوئی قبیلہ آباد تھا۔ موجودہ نقشہ میں یہ شہر وادی رُمہ کے علاقہ میں ملتا ہے۔ طول البلد مشرقی ۴۳، عرض البلد شمالی ۲۶۔

ملاحظہ ہو جغرافیۂ قرآنی۔ عنوان: رس۔

(۳۳) اصحٰب السبت۔ سبت والے

النسا، ع ۷۔

اس موقع پر صرف آتا ہے کہ: یا ہم ان پر لعنت کریں جس طرح ہم نے سبت والوں پر کی تھی۔

اور یہ سبت والے کون تھے؟ اس کی کچھ اجمالی تفصیل پارۂ اول، سورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر ۶۵ میں ملتی ہے۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین۔ اور کچھ ذکر پارۂ ۹ سورۃ الاعراف۔ آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں آتا ہے۔ یوم السبت (سنیچر) شریعت یہود میں ایک مقدس دن تھا۔ اس روز ہر دنیوی کاروبار کی انھیں سخت ممانعت تھی۔ مگر یہ سرکش لوگ طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے سبت کا قانون توڑتے اور شکار وغیرہ میں مشغول ہو جایا کرتے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ جن لوگوں کو سزا ملی، یہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں تھے (آپؑ کی حکومت کا زمانہ ۱۰۱۲ سنہ ق م تا ۹۷۲ سنہ ق م ہے) اور یہ مقام جہاں یہ لوگ آباد تھے۔ ایلہ یا ایلات تھا (ایلہ، ادوم کے قدیم علاقہ میں، بحر احمر کے مشرقی خلیج میں لب ساحل آباد تھا فلسطین کے جنوب میں اور شمالی عرب کی عین سرحد پر۔ موجودہ نقشہ میں اس کا نام عقبہ ہے۔ اور یہ خلیج عقبہ کہ مشـ

(۲۴) اصحٰب الفیل ۔۔ ہاتھی والے

الفیل ۔

تقویم مسیحی کا ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء تھا ۔ اور ولادت نبوی کو ابھی چند ہفتے باقی تھے (ایک روایت کے مطابق ۵۰ دن) کہ حجاز کے پڑوس میں سمندر پار حبشہ کی جو پُر قوت مسیحی حکومت قائم تھی، اور جس کی وسعت حدود عرب کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے تھی ۔ اس کا نائب السلطنت (وائسرائے) یمن میں رہتا تھا ۔ اور اس وقت جو عہدہ دار تھا، اس کو ابرہۃ الاشرم کہتے تھے اس نے کعبہ کے جوڑ پر ایک عبادت گاہ صنعاء میں بھی بنوائی ۔ کسی عرب نے اس کی بے حرمتی کر دی ۔ اس پر اس نے غضبناک ہو کر خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لئے شہر مکہ پر فوج کشی کر دی ۔ حبشہ کی اس فوج میں کم سے کم ایک ہاتھی بھی تھا، جو عرب کے لئے ایک نئی چیز تھا ۔۔ عربوں نے اس کی اہمیت اتنی محسوس کی، کہ اس کا نام ہی عام الفیل رکھ دیا ۔ اور گویا اس سے اپنے سنہ کا آغاز کیا ۔

حملہ آوروں کو اپنے مقصد میں سخت ناکامی ہوئی ۔ اتنا اغنیں کا لشکر برباد ہو گیا ۔ سمندر (بحر احمر) کی طرف سے یک بیک پرندوں کا ایک ٹڈی دل آیا جن کے پنجوں میں کنکریاں تھیں اور ان کی زد ان سپاہیوں پر پڑنے لگی ۔ ابرہہ [illegible] عنوان [illegible] ہم [illegible] لہ اہوا اس دنیا سے رخصت ہو گیا ۔

(۲۵) اصحٰب القریۃ - بستی والے

یٰسٓ. ع ۲

رسول اللہ صلعم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ "آپ ان کے سامنے قصہ بیان کیجئے ایک بستی والوں کا جبکہ ان کے پاس رسول آئے۔

المرسلون، سے کہا گیا ہے کہ یہاں اصطلاحی رسل یا پیمبر مراد نہیں، بلکہ نبی وقت حضرت عیسیٰ مسیح کے بھیجے ہوئے مبلغ یا نائب مراد ہیں۔ واللہ اعلم

اہل تفسیر کا بیان ہے کہ اس بستی سے مراد شام کا مشہور شہر انطاکیہ (Antioch) ہے۔ یہ یروشلم سے شمال میں ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر اور حلب سے ۵۰ میل مغرب میں ہے۔ رومیوں کے زمانہ میں انطاکیہ پورے صوبہ کا بھی نام تھا۔ اور دارالحکومت کا بھی۔ مسیحیوں کی تاریخ میں اس شہر کی بڑی اہمیت ہے۔ خود "مسیحی" اور "مسیحیت" کی پیدائش اسی شہر میں ہوئی۔ عہد جدید میں ہے۔

"اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔ انھیں دنوں میں چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے" (اعمال۔ ۱۱: ۲۶، ۲۷)

اس کے قبل مسیحیت کا شمار محض یہودیت کی ایک شاخ کی حیثیت سے تھا۔

(۳۶) اصحاب الکہف والرقیم۔ غار اور کتبے والے

الکہف، ع ۱

نام اس قید و تصریح کے ساتھ صرف ایک جگہ آیا ہے۔ یوں کہ: کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں حیرت انگیز تھے۔

باقی ان کا پورا قصہ بہت دور تک قرآن مجید میں چلا گیا ہے۔ الکہف اور الرقیم دونوں مقامات کے لئے ملاحظہ ہوں یہ دونوں عنوانات جغرافیہ قرآنی میں۔

الرقیم کے معنی، علاوہ ایک جغرافی مقام کے، کتبہ یا لوح مزار کے بھی لئے گئے ہیں۔ اصحاب کہف کے مزار پر ایک برنجی تختی لگا دی گئی تھی، جس پر ان کے نام، نسب، اور مختصر حالات درج تھے۔ اور یہ اصحاب کہف اسی مناسبت سے اصحاب الرقیم بھی کہلائے۔ تاج العروس میں یہ معنی سہیلی محدث اور جوہری لغوی کے حوالہ سے درج ہیں۔ اور مفسر ابن جریر نے بھی ابن عباس صحابیؓ اور سعید بن جبیر تابعیؒ وغیرہ کے حوالہ سے یہ درج کیا ہے۔

قصہ غالباً ڈیسی اس یا دقیانوس رومی متوفی ۲۵۱ء کے زمانہ کا ہے۔ اور جس شہر کے کھنڈروں میں شہر سے باہر انھوں نے پناہ لی تھی

اس کا نام شہر افسوس (بہ کسرہ اول) یا انگریزی املا میں Ephesus آیا ہے، موجودہ شہر ایا سلاک یہیں قائم ہے، ایشیائے کوچک میں سمرنا سے ۴۰ میل اور ساحل سمندر سے ۶ میل کے فاصلہ پر۔

ملاحظہ ہو عنوان: رقیم

(۳۷) اصحاب مدین - مدین والے

التوبۃ، ع ۹

نام صرف ایک جگہ آیا ہے، معذب قوموں کے سلسلہ میں کہ، کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو ان سے قبل ہو چکے ہیں (مثلاً) قوم نوح و عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین۔

اہل مدین سے مراد اُمت حضرت شعیبؑ ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: شعیب۔ نیز ملاحظہ ہو جغرافیہ قرآنی عنوان، مدین

(۳۸) اصحاب موسیٰ، موسیٰ والے۔ ہمراہیانِ موسیٰ

الشعراء، ع ۴۔

جب فرعون کا لشکر حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کے تعاقب میں لب بحر پہنچا ہے تو: جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، تو موسیٰ

کے ہمراہی بولے، کہ بس اب تو ہم پکڑ لئے گئے۔

اور عام اسرائیلی انبوہ کا اپنے سامنے شاہی باقاعدہ فوج کو دیکھکر گھبرا اٹھنا تھا بھی ایک امر طبعی۔

توریت میں اس منظر کی تفصیل یوں آئی ہے۔

"اور جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اوپر کیں اور مصریوں کو اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا اور وہ شدّت سے ڈرے۔ تب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی۔ اور موسیٰ سے کہا کہ کیا مصر میں قبروں کی جگہ نہ تھی کہ تو وہاں سے ہم کو بیابان میں مرنے کے لئے لایا۔ تو نے ہم سے یہ کیا معاملہ کیا، کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا یہ وہی بات نہیں، جو ہم نے مصر میں تجھ سے کہی تھی کہ ہم سے ہاتھ اٹھا، تاکہ ہم مصریوں کی خدمت کریں۔ کہ ہمارے لئے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر تھا۔" (خروج۔ ۱۴۔ ۱۰۔ ۱۲)

اصحاب' قرآن مجید میں متعدد معنوں میں آیا ہے۔ یہاں مراد رفیقوں سے ہے۔

(۳۹) (ال)اعمیٰ۔ نابینا

بس۔

صیغۂ معرفہ میں بہ طور کسی متعین شخص کے وصف کے صرف ایک جگہ آیا ہے کہ: (رسول نے) چین بہ جبیں ہو کر منہ پھیر لیا، جبکہ نابینا اُن کے پاس آیا۔

یہ صحابی ایسے وقت میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کرنے لگے تھے۔ جب آپ کے پاس بعض اکابر قریش بیٹھے ہوئے تھے اور آپ انہیں تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کا نام عمرؓو بن قیس بن زائدہ تھا۔ عام شہرت ان کی کنیت ابن اُمّ مکتوم سے ہے۔ متوفی ۱۶ھ ۶۳۷ء زوج رسولؐ حضرت خدیجہؓ کے ماموں نزاد بھائی بھی تھے۔ ایک زمانہ تک مدینہ میں موذن رہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی عدم موجودگی کے زمانہ میں مدینہ میں آپ کی نیابت بھی کی۔

(۴۰) اَللّٰہ - اللہ

سورۂ فاتحہ کے الحمد للہ، بلکہ بسم اللہ سے لیکر سورۂ اخلاص کے اللہ الصمد تک یہ لفظ قرآن مجید میں اس کثرت سے آیا ہے کہ احاطہ و استقصاء دشوار ہے۔

اسم ذات ہے خدا یا معبود برحق کے لئے۔ کسی اور پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ فارسی کے "خدا" یا انگریزی کے "گاڈ" کی طرح اسم نکرہ نہیں کہ کوئی بھی معبود اس سے مراد لے لیا جائے۔ نہ اس کی جمع آتی ہے نہ یہ کسی اور لفظ سے مشتق ہے اور نہ اس کا بالکل صحیح ترجمہ کسی زبان میں ممکن ہے

اہل عرب شروع ہی سے اللہ کے قائل رہے ہیں۔ ان کے قدیم کتبوں میں یہ نام ملتا ہے۔ البتہ وہ اسے صرف معبود اعظم سمجھتے تھے یعنی دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا۔ قرآن نے اسی تخیل کی بیخ کنی کی، اور بتایا کہ بڑا اور چھوٹا کیا معنی، کوئی دوسرا خدا بجز اللہ کے سرے سے وجود ہی نہیں رکھتا وہ کیا اپنی ذات اور کیا صفات کمالیہ کے لحاظ سے یکتا ہے۔ کوئی اسکا نظیر و مثل یا سہیم و شریک نہیں۔ اور نہ کوئی اس کا مظہر یا مثیل ہو سکتا ہے

(۴۱) الّتی احصنت فرجھا

وہ عورت جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔

الانبیاء، ع ۶

بغیر نام کے محض صفاتی ذکر ایک اسی آیت میں ہے کہ: "اُن بیوی کا بھی ذکر کیجئے، جنھوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔ پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی۔ اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان کے لئے نشان بنا دیا۔

اسی سے ملتی ہوئی آیت پارۂ ۲۸ سورۂ تحریم کے آخر میں ہے۔ مگر وہاں نام کی تصریح موجود ہے۔

مُراد حضرت مریمؑ سے ہے۔ قوم والوں نے آپؑ کی عصمت پر اتہامات لگائے۔ اور قوم یہود کے نوشتوں میں یہ ذکر آج تک اسی بُرائی کے ساتھ

چلا آرہا ہے۔ قرآن مجید نے اس گندہ الزام کی قطعی طور پر تردید کی۔ اور تصریح کے ساتھ اُن خاتون کا وصف خصوصی ہی یہ بیان کیا، کہ انھوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔

ملاحظہ ہو عنوان: مریم

(۴۲) التی ھوفی بیتھا

وہ عورت جس کے گھر میں وہ (یوسف) تھے

یوسف، ع ۳۔

حضرت یوسفؑ جب مصر آکر بک چکے ہیں، تو: وہ عورت جس کے گھر میں وہ تھے۔ انھیں اپنی خواہش نفس حاصل کرنے کو بھسلانے لگی

اشارہ عزیز مصر کی زوجہ کی جانب ہے، جس کا نام ہماری روایتوں میں زلیخا آتا ہے۔ یہ عورت عجب نہیں جو سن میں یوسفؑ سے بڑی ہو جیسا کہ عزیز مصر کے قول اونتخذہ ولدًا (یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں) سے مستنبط ہو سکتا ہے۔ یہ عورت، جو کہا جاتا ہے کہ حسین بھی تھی، بُری طرح حضرت یوسفؑ پر مائل ہو گئی۔ اور اُن سے اپنی خواہش نفس پورا کرنے پر تل گئی۔

توریت میں ہے:۔

"اور اس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جورو کی آنکھ یوسف پر

لگی، اور وہ بولی کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو۔" (پیدائش ۳۹ : ۷)
اور وہ ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی۔ پر اُس نے اُس کی
نہ سنی کہ اس کے ساتھ سووے یا اس کے ساتھ رہے۔" (پیدائش ۳۹ : ۱۰)

آج کل کی فرنگی تہذیب کی طرح مصری جاہلی تہذیب میں حرامکاری بجائے خود کوئی بڑا عیب نہ تھی۔ اور قرآنی لفظ بیتہا سے اشارہ یہ نکلتا ہے کہ گھر عزیز کا نہیں، زوجۂ عزیز کا تھا۔ مصری تمدن میں عورت یوں بھی بڑی حد تک آزاد و خود مختار تھی۔

ملاحظہ ہو عنوان: عزیز۔

(۴۳) الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا

وہ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں۔

الاعراف، ع ۲۲

قصہ شروع ان الفاظ سے ہوا ہے کہ: ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں، پھر وہ اُن سے بالکل نکل گیا

اس کے بعد پورا قصہ درج ہے

یہ شخص کون تھا؟ کب تھا؟ کہاں کا تھا؟ اس پر کوئی اجماع و اتفاق آرا منقول نہیں۔ ابن عمرؓ صحابی سے نقل ہوا ہے کہ اشارہ معاصر رسولؐ اُمیہ ابن ابی الصلت کی جانب ہے (ابن جریر)، لیکن ابن عباسؓ اور

ابن مسعودؓ صحابیوں اور قرآن فہم تابعین کی رائے کے مطابق اشارہ ایک مشہور اسرائیلی زاہد بلعم باعور کنعانی کی جانب ہے، جو بعد کو مرتد ہوگیا تھا۔

توریت میں بلعم بن بعور کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ (گنتی۔ باب ۲۲ و باب ۲۴) اور اسکا ذکر عہد عتیق کے متعدد صحیفوں میں آیا ہے۔ یہود کے اور نوشتے بھی اس کے قصے سے بریز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت موسیٰ کا یہ معاصر کوئی بڑے مرتاض قسم کا کاہن اور منجم تھا۔ جسے قوت کشف تکوینی حاصل تھی۔ اسرائیلیوں کے دشمن موآبیوں کے بادشاہ بلق نے اسے توڑ کر اپنی طرف ملا لیا تھا۔ اور اس سے حضرت موسیٰؑ کے لئے بددعا کرائی۔ بالآخر یہ ۳۲ سال کی عمر میں اسرائیلیوں کے ہاتھ سے کیفر کردار کو پہنچا، اور قتل ہو کر رہا۔

توریت میں ہے:۔

[اسرائیلیوں نے] بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔"
(گنتی۔ ۳۱:۸)

"اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی جو نجومی تھا۔ بنی اسرائیل نے اُن کے درمیان جو اُن سے مقتول ہوئے، تلوار سے قتل کیا۔" (یشوع ۱۳:۲۲)

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں بہت سے قصے رطب دیابس، بلعم سے متعلق مختلف ماخذوں سے درج ہیں۔ اور بائبل کی ہر ڈکشنری اور انسائیکلوپیڈیا میں اس پر مفصل مقالے موجود ہیں۔

(۴۴) الذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ

وہ شخص جس پر اللہ نے فضل کیا اور آپ نے بھی عنایت کی

الاحزاب، ع ۵

رسولؐ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ: (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے۔ جس پر اللہ نے اپنا فضل کیا۔ اور آپ نے بھی عنایت کی کہ تو اپنی بیوی کو (اپنی زوجیت میں) رہنے دے۔ اور اللہ سے ڈر

وہ کون قابل رشک ہستی تھی، جس پر اللہ کے فضل کی بھی صراحت آگئی ہے اور رسولؐ کی بھی عنایت کی؟ —— مراد حضرت زیدؓ صحابی تھے۔ جیسا کہ قرآن ہی کی اسی آیت میں آگے چل کر تصریح ہے۔ یہ آنحضورؐ کے آزاد شدہ غلام تھے۔ اُن کا عقد قریش کی ایک عالی نسب اور حُسن وصورت میں ممتاز خاتون زینب بنت جحش کے ساتھ ہوا۔ جو آنحضورؐ کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں۔ لیکن نباہ اُن سے نہ ہوسکا۔ یہ وقت آنحضرتؐ کے لئے خود بڑے سوچ بچار کا تھا۔ ایک طرف حالات ایسے ہوگئے تھے، کہ اب تعلق عقد باقی رہنا ناممکن سا تھا۔ لیکن دوسری طرف حضرت زینب کے لئے یہ امر انتہائی دل شکنی اور سُبکی کا باعث ہوتا، کہ وہ عمر بھر ایک آزاد شدہ غلام کی مُطلقہ کہلائیں۔ اس وقت عرب کے معاشرہ میں یہ بات انتہائی غیرت کی تھی۔ اشک شوئی کی صورت صرف یہ تھی کہ بعد طلاق، آنحضورؐ خود اپنے عقد میں لے لیں۔ لیکن اس میں دشواری یہ تھی، کہ حضرت زیدؓ

آنحضورؐ کے منہ بولے بیٹے بھی تھے۔ اور ان کی مُطلقہ سے عقد کر لینا عرب معاشرہ میں ایک سخت عیب تھا۔ تو آپ اسی تردد و تذبذب میں تھے۔ کہ وحی قرآنی نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔ اور زینبؓ کو زیدؓ کے عقد سے نکال کر آنحضورؐ کے عقد میں دے دیا۔

ملاحظہ ہو عنوان : زید

(۴۵) الّذی تولّٰی کبرہ منھم

وہ جس نے ان لوگوں میں سے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا۔

النور، ع ۲

ذکر یوں آیا ہے : وہ جس نے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا، اُسے عذاب بھی سخت ہونے والا ہے۔

اشارہ عبد اللہ بن ابی بن سلول عوفی خزرجی مدنی (متوفی ۹ھ ہجری) کی جانب ہے۔ جس نے حضورؐ کی ایک حرم مبارک کے متعلق ایک طوفان تفضیح اُٹھایا تھا۔ اور اس کے شریک کچھ اور لوگ بھی ہو گئے تھے۔ یہ عبد اللہ اپنے قبیلے کا سردار ہونے کے علاوہ منافقین مدینہ کا سب سے بڑا سرغنہ تھا۔ اور یہ وہی ہے۔ جس نے جنگ اُحد میں ایک نازک موقع پر اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکر اسلام سے علاحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس کی نماز جنازہ خود حضورؐ نے پڑھا دی تھی۔ اس لئے کہ اس وقت تک منافقین کے جنازہ پڑھانے کی ممانعت والی

آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔

(۴۰) الذی حاج ابراھیم فی ربہ

وہ شخص جس نے ابراہیم سے اُنکے رب کے بارہ میں جھگڑا کیا تھا

البقرۃ، ع ۲۵

ارشاد ہوا ہے کہ: (اے مخاطب) کیا تو نے اُس شخص کے حال پر نظر نہیں کی جس نے ابراہیم سے اُن کے رب کے بارہ میں جھگڑا کیا تھا، اس برتے پر کہ اللہ نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی۔

دو باتیں تو ظاہر ہی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ بادشاہ بابل (یا عراق) کا تھا۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا معاصر تھا۔ قرآن مجید یہ بھی تصریح کر رہا ہے کہ یہ جھگڑا اس نے مسئلہ ربوبیت میں نکالا تھا۔ گویا توحید الٰہی کا منکر تھا وہ بادشاہ، دنیا کے بہت سے مشرک اور جاہلی فرماں رواؤں کی طرح اپنے کو دیوتا، یعنی خدائی مظہر یا اوتار سمجھ رہا تھا۔ اہل سیر اور اہل تفسیر نے اسکا نام نمرود لیا ہے۔ اور اتنی تصریح توریت میں ملتی ہے کہ یہ ایک بڑا جابر بادشاہ تھا۔

"اور کوش سے نمرود پیدا ہوا، اور زمین پر جبار ہونے لگا، خداوند کے سامنے وہ صیاد و جبار تھا۔ اسی واسطے مثل ہوئی کہ خداوند کے سامنے نمرود سا صیاد و جبار" (پیدائش۔ ۱۰: ۸، ۹)

"اور کوش سے نمرود پیدا ہوا۔ وہ زمین پر جبار ہونے لگا۔"

(۱، تواریخ ۔ ۱۰:۱)

اور روایات یہود میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ نمرود اپنے قبیلہ والوں کی مختصر فوج سے آل یافث کو شکست دینے کے بعد زمین کا بادشاہ ہو گیا اور آزر کو اس نے اپنا وزیر بنایا۔ اس کے بعد وہ اپنی عظمت کے نشہ میں خدا سے بیگانہ ہو کر بہت سخت قسم کا مشرک ہو گیا۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

(۴۷) الذی عندہ علمٌ من الکتاب

وہ جسے علم کتاب حاصل تھا

النمل، ع ۳

ذکر حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں یوں آیا ہے، کہ جب آپؑ نے فرمایا کہ ملکہ بلقیس کا تخت جلد سے جلد کون لے آئے گا، تو جواب میں: وہ شخص جسے علم کتاب حاصل تھا، بولا کہ میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ کی پلک جھپکے۔

یہ کہنے والا کون تھا؟ جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ وزیر سلطنت آصف بن برخیا تھا۔ قال اکثر المفسرین ہو آصف بن برخیا (معالم) قالہ الجمہور (بحر)

یہ آصف بن برخیا روایات یہود میں اپنی حکمت و دانائی کے لئے

مشہور چلے آتے ہیں اور طبیات پر ایک کتاب سفر آصف کے نام سے اُن کی جانب منسوب ہے۔ (جوئش انسائیکلوپیڈیا)

(۴۸) اَلَّذِی مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ

وہ شخص جو ایک بستی پر گزرا تھا۔

البقرۃ، ع ۳۵

ذکر یوں آیا ہے کہ: (اُس شخص کے بھی حال پر نظر کی) جو ایک بستی پر گزرا تھا اس حال میں کہ وہ بستی اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی ۔۔۔ اور آگے ایک خارق عادت قصہ ان سے متعلق بہ تفصیل درج ہے۔

یہ کون صاحب تھے؟ اور اُن کا گزر کس بستی پر ہوا تھا؟۔۔۔ اہل سیر و اہل تفسیر نے نام دو صاحبوں کے خاص طور پر لیے ہیں۔

(۱) حضرت عزیرؑ نبی (توریت کے املا میں عزرا)۔ متوفی ۴۵۰ھ ق،م بائبل میں ان کا نام عزرا کاتب یا کاتب توریت کی حیثیت سے آتا ہے، اس لئے کہ انھیں نے اصل نسخہ توریت کے ضائع ہو جانے کے بعد اُسے از سر نو لکھا۔ اور ۴۵۸ھ ق،م یہ ۱۶۰۰ہزار یہود کو قید اور جلا وطنی سے چھڑا کر عراق سے فلسطین لائے تھے، سلسلۂ اسرائیل کے ایک مشہور پیمبر گزرے ہیں۔ تابعین میں ضحاک قتادہ وسدی وغیرہم اور صحابہ میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے انھیں کا نام مروی ہے۔ (روح المعانی)

(۲) دوسرے حضرت یرمیاہ نبی۔ یہ بھی سلسلۂ اسرائیلی کے ایک پیمبر ہوئے ہیں، اور ان کا زمانہ ساتویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ حضرت باقرؓ اور وہب تابعی نے اشارہ انھیں کی جانب سمجھا ہے۔ (روح المعانی)

منہدم بستی کی تعیین میں بھی نام مختلف شہروں کے لئے گئے ہیں۔ اکثر یروشلم یا بیت المقدس کی جانب گئی ہے (بحر المحیط) یہ شہر بخت نصر تاجدار بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ ق، م میں پوری طرح برباد ہو چکا تھا۔

(۴۹) الیاس | الیاس
الیاسین

الانعام، ع ۱۰۔ والصّٰفّٰت ع ۴ (دوبار)

الیاس والیاسین، دونوں ایک ہی نام کے دو تلفظ ہیں۔ مراد ایک ہی شخصیت ہے۔

نام تین بار آیا ہے۔ پہلی جگہ دوسرے انبیاء پر عطف ہو کر ہم نے ہدایت دی زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ یہ سب صالحین میں تھے۔ دوسری آیت میں یوں کہ: بیشک الیاس (بھی) پیمبروں میں تھے۔ اور تیسری جگہ یوں کہ: ہم نے یہ بات ان کے پیچھے آنے والوں کے لئے رہنے دی کہ سلام ہو الیاسین پر۔ وہ بیشک ہمارے صاحب ایمان بندوں میں تھے۔

ان کا نبی ہونا تو قرآن مجید میں صراحۃً آگیا۔ اب سوالات صرف اس

قسم کے رہ جاتے ہیں، کہ یہ کس زمانہ میں تھے اور کہاں تھے؟ ان کے صحیح اور پورے جوابات سے تاریخ ابھی خود لاعلم ہے۔ غلبۂ ظن البتہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ وہی اسرائیلی نبی تھے۔ جن کا نام عہد عتیق کے متعدد صحیفوں میں ایلیاہ نبی کر کے آیا ہے۔ (۱۔ سلاطین۔ ۲۔ سلاطین۔ ۲۔ تواریخ وغیرہ میں) اور اُن کے خوارق وکرامات بہت سے مذکور ہوئے ہیں۔ انگریزی تلفظ میں Elijah ہے۔

ان کا زمانہ ۸۷۵ق، م تا ۸۵۳ق، م خیال کیا گیا ہے۔

ان کا قیام فلسطین اور شام کے غربی وسطی علاقہ میں رہتا تھا۔ اور انکا خصوصی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے بعل پرستی کی لعنت کو دور کیا

ایک یہودی عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک آتشین گاڑی پر بٹھا کر آسمان پر زندہ اُٹھا لئے گئے۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

(۵۰) الیسع — الیسع

الانعام، ع ۱۱

دوسرے پیمبروں کے ساتھ ذکر یوں آیا ہے کہ، (ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل والیسع ویونس کو۔ اور ان میں سے ہر ایک کو فضیلت دی تھی دنیا جہان والوں پر۔

ان کے نبی ہونے کی تو صراحت قرآن مجید میں آگئی ہے۔ توریت کا

بیان ہے کہ یہ ایسع بن سفط الیاس نبیؑ کے جانشین تھے۔

خداوند نے اسے فرمایا نکل اور بیابان کی راہ لے.... اور ایل محولہ کے الیسع بن سفط کو مسوح کر کہ تیری جگہ نبی ہو.... چنانچہ اُس نے وہاں سے روانہ ہو کے سفط کے بیٹے الیسع کو پایا جو ہل جوتتا تھا.... سو ایلیاہ اس کے برابر سے گزرا اور اپنی چادر اس پر ڈال دی.... تب وہ اُٹھا اور ایلیا کے پیچھے روانہ ہوا اور اس کی خدمت کی۔" (۱ سلاطین ۱۹: ۱۶، ۲۱)

توریت میں ان کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اور ان کے خوارق و معجزات کثرت سے نقل ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی دفن شدہ ہڈیوں کے مس ہو جانے سے مردہ جی اٹھا ہے۔

"اس وقت الیسع اس بیماری میں گرفتار ہوا کہ جس سے وہ مر گیا.... بعد اس کے الیسع نے انتقال کیا اور انھوں نے اُسے دفن کیا اور نئے سال کے شروع میں موآب کی فوجیں ملک میں گھسیں۔ اور ایسا ہوا کہ جس وقت وہ ایک مردہ کو گاڑا چاہتے تھے تب دیکھو ایک فوج نظر آئی۔ اور انھوں نے اس شخص کو الیسع کی قبر میں ڈال دیا۔ اور جب وہ شخص گرایا گیا۔ اور الیسع کی ہڈیوں سے لگا تو وہ جی اُٹھا اور پاؤں پہ کھڑا ہوا۔" (۲ سلاطین ۱۳: ۱۴ - ۲۱)

ایک متمول کاشتکار کے فرزند تھے۔ مسکن علاقہ سامرہ تھا، جو ملک کنعان میں یروشلم کے شمال و مغرب میں بحر روم کے ساحل کے قریب واقع ہے۔ نبوت کے علاوہ اپنی سیاسی سوجھ بوجھ اور معاملات حرب میں خوش تدبیریوں کے لئے ممتاز تھے

(۵۱) امرأۃ تملکہم ۔ عورت اُن پر حکومت کرتی ہوئی

النمل ۔ ع ۲ ۔

حضرت سلیمانؑ کے دربار میں آکر ہُدہُد نے یہ خبر سنائی ہے کہ: میں (ملک) سبا سے ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا، وہ ان پر حکومت کر رہی ہے۔ اور اسے ہر طرح کا سامان میسّر ہے، اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے۔

یہ ملکہ جنوبی عرب کے ملک سبا کی حکمران تھی، اور حضرت سلیمان کی معاصر۔ سبا وہی ہے جہاں آج یمن، حضرموت، و عسیر کے علاقے واقع ہیں۔ اپنے زمانہ میں یہ ایک بڑا متمدن، متمول، زرخیز ملک تھا۔ اور اس ملکہ بلقیس کی دولت و امارت کے قصے افسانوی حد تک مشہور ہیں۔ حسن و جمال میں بھی ممتاز تھی، عہد عتیق میں اس کے ملک و مال کی تفصیل مکرر آئی ہے۔ ایک جگہ ہے

"اور وہ بڑے جلو کے ساتھ اور اونٹوں کے ساتھ جن پر خوشبوئیاں لدی تھیں، اور نہایت بہت سونا اور مہنگ مولے جواہر ساتھ لے کے یروشلم میں آئی .... اور اس نے بادشاہ کو ایک سو بیس قنطار سونا اور مصالحہ کا بڑا ڈھیر اور جواہر دیئے۔ اور جس وفور سے کہ سبا کی ملکہ نے مصالحے سلیمان بادشاہ کو عنایت کئے پھر کسی سے کبھی نہ ملے۔" (۱۔ سلاطین۔ ۱۰: ۲، ۱۰)

اور دوسری جگہ ہے:۔

بڑے انبوہ کے ساتھ یروشلم میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ بہت سے اونٹ تھے جن پر خوشبویاں لدی تھیں، اور نہایت بہت سونا تھا اور مہنگے مول کے جواہر تھے ..... اور اُس نے ایک سو بیس قنطار سونا اور بہت سی خوشبویاں اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، اور کبھی پھر ایسی خوشبویاں سلیمان کو میسر نہ ہوئیں، جیسی سبا کی ملکہ نے سلیمان بادشاہ کو دیں۔"

(۲۔ تواریخ۔ ۹: ۱۔ ۹)

اسرائیلی روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ اس ملک کی مٹی سونے سے زیادہ قیمتی تھی، اور یہاں جو گرد اڑتی تھی وہ چاندی کی ہوتی تھی۔

یہ مشرک قوم ستارہ پرستی وغیرہ میں مبتلا تھی۔ معبود اعظم سورج دیوتا تھا، ملکہ کے ترک اور پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے کا تفصیلی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

(۵۲) امرأة العزیز۔ عزیز کی بی بی

(یوسف۔ ع ۳ و ع ۷)

ذکر دو جگہ آیا ہے۔ پہلی بار قصۂ یوسفی میں خواتین شہر کی زبان سے کہ: عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے پھسلا رہی ہے اور اسکے عشق میں دیوانی ہو گئی ہے۔ دوسرے موقع پر حضرت یوسف کی پاکدامنی ثابت ہو جانے پر؛ عزیز کی بیوی بولی کہ اب تو حقیقت کھل چکی۔ میں نے

ہی انھیں خواہش نفس سے پھسلانا چاہا تھا اور وہ بیشک سچے ہیں۔

اس لفظ کے ساتھ ذکر انھیں دو مقامات پر آیا ہے۔ نفس تذکرہ مختلف طریقوں سے بار بار آیا ہے، اور پورا قصہ قرآن مجید میں بہت دور تک چلا گیا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: التی ہو فی بیتہا۔ عزیز

(۵۲) امرأۃ عمران۔ عمران کی بی بی

آل عمران، ع ۴

اس لقب کے ساتھ ذکر ایک ہی موقع پر ہے: (وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار۔ میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے اُس (بچہ) کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا۔

یہ خاتون حضرت عیسیٰؑ کی نانی اور حضرت مریمؑ کی ماں تھیں۔ مسیحی نوشتوں میں ان کا نام حَنّہ (Hannah) آیا ہے۔ اور ہمارے مفسرین نے بھی یہی املا قبول کیا ہے۔

اسرائیلیوں میں اُس وقت دستور یہ تھا کہ اپنی چہیتی اولاد کو یروشلم میں ہیکل خداوندی کی خدمت اور مجاوری کے لئے وقف کر دیتے، اور اسے ہر طرح کے دنیوی کاروبار سے فارغ رکھتے۔ دعا میں "آزاد" رکھنے سے مراد یہی مشاغل دنیوی سے آزاد رکھنا ہے۔

(۵۴) امراۃ فرعون۔ فرعون کی بی بی

القصص، ع ۱۔ التحریم، ع ۲

ذکر دو جگہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ یوں کہ قصر شاہی کے نیچے بہتے ہوئے تابوت سے نکلے ہوئے بچہ کو دیکھ کر: فرعون کی بی بی (فرعون سے) بولیں کہ یہ (بچہ) میری اور تمھاری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اُسے قتل نہ کرنا۔ دوسری جگہ یوں ہے کہ: اللہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی کی۔ جبکہ انھوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنادے۔ اور مجھکو فرعون اور اُس کے عمل (کے وبال) سے بچادے۔

ان بیوی صاحبہ کا نام اسلامی روایات میں آسیہ آیا ہے۔ یہ مومنہ تھیں ـــ توریت میں، اس کے تبھی کی بیٹی کی حیثیت سے آیا ہے قرآن مجید نے جہاں توریت کی اور بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔ اس غلطی کی بھی تصیح کردی ہے۔ اور جتلا دیا ہے کہ یہ خاتون فرعون وقت کی شاہزادی نہیں، ملکہ تھیں۔

یہ بھی بآسانی ممکن ہے کہ یہ شاہزادی فرعون سابق کی ہوں، یعنی فرعون وقت کی بہن۔ اور فرعون وقت نے شادی اِنھیں کے ساتھ

کر کے انہیں ملکہ بنا لیا ہو۔ قدیم شاہی خاندانوں میں محرمات کے ساتھ نکاح کر لینے کا رواج اچھا خاصہ رہا ہے۔ بلکہ مصر کے شاہی خاندانوں میں تو بادشاہ کی بہن عموماً ہی اس کی ملکہ بن جایا کرتی تھی۔ بادشاہ کی ہم کفو عورت سوا اس کی بہن کے کوئی اور خیال ہی نہیں کی جاتی تھی۔

(۵۵) امرأتك۔ تیری بی بی

ہود۔ ع ۷۔ العنکبوت۔ ع ۴

لفظ دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے کہ: اے لوط .... آپ رات ہی کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کر نہ دیکھے گا مگر ہاں آپ کی بی بی (کہ وہ دیکھے گی)، دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں فرشتوں کی زبان سے کہ: ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچا لیں گے .. بجز آپ کی بی بی کے، کہ وہ (عذاب میں) رہ جانے والوں میں سے ہو گی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: امراۃ لوط، امرأت، عجوز۔

(۵۶) امراۃ لوط۔ لوط کی بی بی

التحریم، ع ۲۔

پیمبر نوحؑ کی کافرہ بیوی کے ساتھ پیمبر لوطؑ کی بھی کافرہ بی بی کا ذکر ایک ہی سلسلہ میں آیا ہے کہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، ان کے لئے اللہ مثال بیان کرتا ہے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کی کہ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں، لیکن انھوں نے اُن کے حقوق ضایع کئے تو اللہ کے مقابلہ میں وہ دونوں (نیک بندے) ذرا ان کے کام نہ آسکے اور ان سے کہا گیا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں عورتیں بھی داخل ہو جاؤ۔

یہ حضرت لوطؑ کی بیوی نافرمان اور کافرہ تھی۔ جب آپ کی قوم پر عذاب کا وقت آیا، تو عذاب لانے والے فرشتوں نے آپ سے کہہ دیا۔ کہ اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کرے گی، نہ یہ ہماری ہدایت پر عمل کرے گی۔ اس کا دل کافروں میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ نزول عذاب کے وقت ان کی ہمدردی میں پیچھے مڑ کر دیکھے گی۔ اور خود بھی عذاب کا شکار ہو کر رہے گی۔

توریت میں ہے کہ:۔

"مگر اس کی جورو نے اُس کے پیچھے سے پھر کر دیکھا اور نمک کا کھمبا بن گئی۔" (پیدایش۔ ۱۹: ۲۶)

انجیل میں لوط کی بی بی کا ذکر بہ طور ضرب المثل کے آیا ہے:۔

"لوط کی بیوی کو یاد رکھو۔ جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوئے گا۔ اور جو کوئی کھوئے وہ اسے زندہ رکھے گا۔" (لوقا۔ ۱۷: ۳۲)

(۵۷) امرأة نوح ۔ نوح کی بی بی

التحریم، ع ۲

ذکرہ پیمبر لوطؑ کی کافرہ بی بی کے ساتھ اور اسی سلسلہ میں پیمبر نوحؑ کی بھی بی بی کا آیا ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان: امرأۃ لوط۔

لوط علیہ السلام کی نافرمان بی بی کا ذکر تو کہیں صراحۃً اور کہیں کنایۃً قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر آیا ہے۔ لیکن نوح علیہ السلام کی نافرمان بی بی کا ذکر صرف یہیں ہے۔ توریت میں اس بی بی کو حضرت نوح کے لڑکوں اور بہوؤں کی طرح نجات یافتہ بتایا گیا ہے (پیدایش۔ ۷:۱۸) اور ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو یہ ذکر لانے سے اسی غلطی کی اصلاح مقصود ہو

(۵۸) امرأتہٗ ۔ (۱) اُن کی بی بی

الحجر، ع ۴۔ النمل، ع ۴۔ الاعراف ع ۱۰۔ العنکبوت ع ۵

چاروں جگہ مراد حضرت لوطؑ کی بی بی کا ہونا بالکل ظاہر ہے

ملاحظہ ہوں عنوانات: امرأتک و امرأۃ لوط و عجوزًا

(۵۹) امراتہ' (۲) اُن کی بی بی

ہود، ع ۷، والذاریٰت، ع ۲

پہلی جگہ قصۂ ابراہیمی کے سیاق میں ہے کہ جب انسان نما فرشتوں نے اُن کے ہاں آکر انہیں ولادت فرزند کی خوشخبری سنائی ہے، تو: اُن کی بی بی (جو) کھڑی ہوئی تھیں، ہنس پڑیں۔ دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں ہے کہ: اُن کی بی بی بولتی پکارتی ہوئی آئیں، اور ماتھے پر ہاتھ مار کر بولیں کہ (مجھ) بڑھیا بانجھ (کے اولاد) !

مراد حضرت ابراہیم کی بڑی بی بی صاحبہ حضرت سارہ ہیں، جنھیں قدرۃً اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ اب اس سن میں ان کے اولاد ہوگی۔

توریت میں ہے:۔

"اور ابرہام اور سرہ جو بوڑھے اور بہت دن کے تھے۔ اور سرہ سے عورتوں کی معمولی عادت موقوف ہوگئی تھی۔ تب سرہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ بعد اسکے کہ میں ضعیف ہوگئی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہوا کیا مجھکو خوشی ہوگی"۔ (پیدائش۔ ۱۸: ۱۱ و ۱۲)

اسرائیلی روایات کے مطابق آپ بڑی حسین خاتون تھیں۔ اور بہت بڑی عمر تک اولاد سے محروم رہی تھیں۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا) شہر ہبرون یا خلیل الرحمٰن میں اپنے شوہر نامدار کے قریب مدفون ہیں۔

(۶۰) امرأته (۳۱) اُس کی بی بی

اللھب

ابو لہب کے ذکر میں آیا ہے کہ: وہ یقیناً ایک (سخت) شعلہ زن آگ میں پڑے گا اور اس کی بی بی بھی، لکڑیاں لاد کر لانے والی۔ اس کی گردن میں ایک رسّی پڑی ہو گی خوب بٹی ہوئی۔

رسول اللہ صلعم کے بچچا لیکن جانی دشمن ابو لہب کی بی بی تھی۔ مشہور کنیت اُمِ جمیل ـــــ ایک دوسرے معاند سردار مکہ ابو سفیان صخر بن حرب کی ہمشیر تھی۔ خاندان بنو اُمیّہ کی لڑکی ہونے کی بنا پر یوں بھی رسول ہاشمی سے اُسے بغض و عناد تھا، اور پھر شوہر ملا ابو لہب۔

روایتوں میں آتا ہے کہ ایذا رسول اس کا نمبر اور بھی بڑھا ہوا تھا۔ رسولؐ اللہ کی رہگزر میں کانٹے بچھا دیتی تھی۔ اور چونکہ مکان پڑوس ہی میں تھا اس لئے اس قسم کی شرارتوں اور اذیت رسانیوں میں کسی خاص اہتمام کی ضرورت بھی نہ پڑتی ہو گی۔

قرآن مجید نے اس کے جس انجام کی پیشگوئی کی ہے۔ اس کا تعلق عالم آخرت سے ہے۔ لیکن اہل سیر کا بیان ہے۔ کہ دنیا میں بھی اس کا تحقق ہوا واقعۃً بھی اس عورت کی موت گلے میں پھندا لگنے سے ہوئی۔

حمالۃ الحطب کا لفظ فارسی کے ہیزم کش کی طرح عربی میں تمام و مفسد

کے لئے آتا ہے۔ لیکن مفسرین نے لکھا ہے کہ شدت بخل کی بنا پر یہ واقعتہً ہیزم برداری کرتی، اور جنگل سے لکڑیاں چن چن کر لاتی تھی۔ اس لئے یہاں لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : ابی لہب

(۶۱) امرأتہٖ ۔ اپنی بی بی (سے)

یوسف ۔ ع ۲

قصۂ یوسفی میں ہے کہ عزیز مصر نے یوسفؑ کو خرید کر : اپنی بی بی سے کہا کہ اسے خاطر سے رکھنا ۔ کیا عجب کہ ہم اس سے نفع حاصل کریں ۔ یا اسے بیٹا بنالیں ۔ مراد زلیخا زوجۂ عزیز تھی ۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : التی ہو فی بیتہا و امرأۃ العزیز

(۶۲) امرأتی ۔ میری بی بی

آل عمران ، ع ۴ ، مریم ع ۱ (دو بار)

لفظ تینوں بار حضرت زکریاؑ کی زبان سے ادا ہوا ہے ۔ پہلی بار یوں کہ : اے میرے پروردگار ، میرے لڑکا کس طرح ہوگا درآنحالیکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے اور میری بی بی بانجھ ہے ۔ دوسری جگہ یوں کہ : میں اپنے بعد اپنے

رشتہ داروں سے اندیشہ رکھتا ہوں، اور میری بی بی بانجھ ہے۔ اور تیسری بار یوں کہ: اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا۔ درآنحالیکہ میری بی بی بانجھ ہے۔ اور میرا بڑھاپا انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

مراد ظاہر ہے کہ زکریا نبیؑ کی بی بی ہیں۔ جن کے عُقم (بانجھ پنے) کا ذکر تینوں موقعوں پر ہے۔ اور اسرائیلی معاشرہ میں عقم عورت کے لئے ایک سخت ترین عیب تھا۔

انجیل میں ان کا نام الیشبع آیا ہے۔ انگریزی تلفظ میں الزبتھ۔ یہ آل ہارون میں سے تھیں، اور روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت مریم کی بہن تھیں، سن میں اُن سے بہت بڑی۔ اپنے صاحبزادہ حضرت یحییٰ کی طرح خود بھی زہد و تقویٰ میں مشہور تھیں۔

اُنکے عقم اور سن رسیدگی کا ذکر انجیل میں بھی ہے۔

"زکریا نے فرشتہ سے کہا میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں بوڑھا ہوں، اور میری بیوی بھی سن رسیدہ ہے۔" (لوقا۔ ۱: ۱۸)

"اُن کے اولاد نہ تھی۔ کیونکہ الیشبع بانجھ تھی، اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔" (لوقا۔ ۱: ۷)

(۶۲) اُمّكَ ۔ تیری ماں ۔

طٰہٰ ع ۲ (دو بار)

دونوں جگہ خطاب حضرت موسیٰؑ سے ہے۔ پہلی جگہ یہ کہ: ہم نے تمھاری

ماں کو الہام کیا، جو کیا۔ اور دوسری جگہ یہ کہ: ہم نے تمھیں واپس کر دیا تمھاری ماں کی طرف۔

ایک محترم صاحب الہام بی بی تھیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: اُم موسیٰ۔

(۶۴) اُمّكِ۔ تیری ماں

مریم۔ ع ۲۔

حضرت مریم سے اُن کی قوم والوں کا خطاب: تمھاری ماں تو کبھی بدکار نہ تھیں۔

حضرت مریم کی والدہ کا نام حنّہ آیا ہے۔ اور انھیں کی پاکبازی کی تصدیق رجال اسرائیل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: امرأة عمران۔

(۶۵) اُمِّ موسیٰ۔ موسیٰ کی ماں

القصص، ع ۱ (دوبار)۔

پہلی جگہ ہے کہ: ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ انھیں دودھ پلاؤ

دوسری جگہ ہے کہ: جب موسیٰ کی ماں اُن کو تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال چکیں تو ان کا دل بیقرار ہوا۔

دونوں جگہ مزید تفصیلات بھی بیان ہوئی ہیں۔

توریت میں اس واقعہ کا بیان یوں آیا ہے:۔

"وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی۔ اور اس نے اُسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینہ تک چھپا رکھا۔ اور جب آگے کو نہ چھپا سکی تو اس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا، اور اس پر لاسا اور رال لگایا۔ اور لڑکے کو اس میں رکھا، اور اس نے اسے دریا کے کنارہ پر جھاؤ میں رکھ دیا۔"

(خروج۔ ۲: ۱۔ ۳)

توریت میں ہے کہ یہ خاتون لاوی بن یعقوبؑ کی نسل سے تھیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: اُمّک۔

(۶۶) اُمّہٗ۔ اُن کی ماں۔

المائدہ۔ ع ۲۔ المائدہ، ع ۱۰۔ المومنون۔ ع ۷۔

پہلی جگہ ہے کہ: اللہ کو کون روک سکتا ہے اگر وہ مسیح بن مریم اور اُن کی ماں کو ہلاک کر دینا چاہے۔ دوسری جگہ کہ: [مسیح کی] ماں بڑی پاکباز صالحہ تھیں۔ اور تیسری آیت میں یہ کہ: ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو ایک نشان بنا دیا۔

صدّیقہ کا پورا مفہوم اردو میں ولیہ یا ولی بیوی ہی سے ادا ہوتا ہے

ملاحظہ ہو عنوان: مریم

(۶۷) اُمّہٖ ۔ اُن کی ماں

القصص ۔ ع ۲

حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں ہے کہ، پھر ہم نے انھیں واپس کر دیا اُنکی ماں کے پاس ۔

توریت میں اس موقع پر ہے :۔

"...... چھوکری گئی ۔ اور لڑکے کی ماں کو بلایا ۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ اس لڑکے کو لے، اور میرے لئے دودھ پلا ۔ میں تجھے درماہا دوں گی ۔ اُس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا "

(خروج ۔ ۲: ۸ و ۹)

ملاحظہ ہوں عنوانات : اُمّکَ ۔ اُمِّ موسیٰ ۔

(۶۸) اُمّی ۔ میری ماں

المائدہ ، ع ۱۶

روزِ حشر کے سلسلہ میں ہے کہ، اور جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم، کیا تم نے لوگوں سے یہ کہدیا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بنا لو ۔

کھلا ہوا اشارہ حضرت مریم کی جانب ہے ۔ جو مسیحیوں کے بعض فرقوں

کے ہاں الوہیت کی تیسری اقنوم ہیں، اور جن کی کھلی ہوئی پرستش ان فرقوں میں ہوتی ہے۔ اور بعض اور فرقوں میں بھی ان کی نیم معبودانہ حیثیت مثل دیوی کے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: مریم

(۶۹) اہل البیت (۱) گھروالے

ہود۔ ع ۷

فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں: ارے، تم اللہ کے نام میں تعجب کر رہی ہو، اے (نبی کے) گھروالو۔ تم پر (تو) رحمت (خصوصی) اور برکتیں (نازل ہی ہوتی رہتی) ہیں۔

اصلاً مخاطب حضرت ابراہیم کی زوجۂ اولیٰ حضرت سارہؓ ہیں۔

(۷۰) اہل البیت۔ (۲) گھروالے

الاحزاب، ع ۴

ازواج النبی کے سلسلہ میں: اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے (نبی کے) گھروالو، تم سے آلودگی کو دور رکھے۔ اور تم کو خوب نکھار دے۔

سیاق میں کھلی ہوئی مراد ازواج مطہرات سے ہے۔ اور یہی معنی

سلف سے منقول بھی ہیں۔

نزلت فی نساء النبی خاصۃ (ابن کثیر۔ عن ابن عباسؓ) ارادباہل البیت نساء النبی (معالم۔ عن ابن عباسؓ) نزلت فی نساء النبی صلعم خاصۃ۔

(ابن جریر۔ عن عکرمۃ)

لیکن محققین اہل سنت نے لکھا ہے کہ لفظ کی وسعت مفہوم رسول اللہ صلعم کی صاجزادیوں، نواسوں اور داماد کو بھی شامل ہے۔ اور اس معنی کی سند حدیث نبوی میں موجود ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: بعض ازواجہ۔ نساء النبی

(۱۷) اہل مدین۔ مدین والے۔

طٰہٰ۔ ع ۲۔ القصص، ع ۵

پہلی جگہ حضرت موسیٰ سے خطاب ہے کہ: تم (کئی سال) مدین والوں کے درمیان رہے۔ دوسری جگہ رسول اللہ صلعم سے خطاب ہے کہ: نہ آپ مدین والوں کے درمیان مقیم رہے کہ انھیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے۔

ملاحظہ ہو عنوان: اصحاب مدین۔

نیز ملاحظہ ہو جغرافیۂ قرآنی، عنوان: مدین۔

(۷۲) ایوب - ایوبؑ

النساء، ع ۲۲۔ الانعام ع ۱۰۔ الانبیاء، ع ۶۔ ص، ع ۴

نام نامی پہلی جگہ دوسرے انبیاء کے ساتھ میں آیا ہے کہ: ہم نے ابرا
... اور ایوب اور .... پر وحی بھیجی تھی۔ دوسری جگہ بھی ذکر اسی طرح
ہے کہ: اور ابراہیم کی نسل سے داود اور سلیمان اور ایوب ... تیسری آ
میں یوں کہ، اور ایوب کا ذکر کیجئے، جبکہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پکا
میں آزار میں مبتلا ہوں، اور تو سب مہربانوں سے بڑھکر مہربان ہے
چوتھے مقام پر ہے کہ: ہمارے بندہ ایوب کا ذکر کیجئے، جبکہ انھوں
اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے رنج و آزار پہنچایا ہے۔

یہ ایوب، پیمبر اسرائیلی نہ تھے، لیکن ابراہیمی اور اسحاقی تھے۔ یعنی حض
ابراہیم سے پانچویں پشت میں تھے۔ حضرت اسحاق کے بڑے صاحبز
اور حضرت یعقوب کے بڑے بھائی عیص کی نسل سے۔ قیام سرزمین ع
(عوض) میں تھا۔ عرب کے شمال و غرب میں، اور فلسطین کی مشرقی سر
سے متصل۔

آپ کی عمر روایات یہود میں ۲۱۰ سال کی آئی ہے۔ اور آپ
زمانہ فرزندان یعقوب کا ہمعصری کا تھا۔

آپ امیر کبیر اور بڑے صاحب ثروت تھے: عہد عتیق میں ہے

"عوض کی سرزمین میں ایوب نام ایک شخص تھا۔ اور وہ شخص
کامل اور صادق تھا۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا
تھا۔ اُس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے
مال میں سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو
جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں۔ اور اس کے نوکر
چاکر بہت تھے۔ ایسا کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا"

(ایوب - ۱: ۱-۳)

اور پھر اسی کتاب ایوب کے اسی باب اور ابواب مابعد میں آپ کی
ید ترین آزمائشوں اور اس کے بعد دوبارہ دنیوی نعمتوں سے سرفراز
نے کا بھی ذکر ہے۔

قرآن مجید میں اجمالاً صرف اتنا ذکر ہے کہ ان پر ایک سخت وقت
یش کا آیا۔ اور مصائب نے ان پر ہجوم کیا۔ لیکن وہ صبر و شکر ہی سے
لیتے رہے۔ بالآخر انھیں حکم ملا کہ ایک ٹھنڈے پانی کے چشمہ میں غسل کریں
س سے پئیں۔ پھر اللہ نے انھیں اپنے فضل و رحمت میں ڈھانپ لیا۔ اور
ب سے نجات دے کر انھیں فضل و عطا سے از سر نو مالا مال کر دیا۔ خانماں بربادی
تنگدستی، جسمانی بیماریاں سب دور ہو گئیں۔ اور وہ بڑے ہی صابر اور
بندے نکلے ــــ تفسیروں میں ان واقعات کی بڑی تفصیل آئی ہے،

(ب)

(۴۳) بَشَرٌ ۔ (فلاں) انسان

النحل ، ع ۱۴

بشر، مطلق انسان کو کہتے ہیں۔ اور اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے۔ لیکن اس مقام پر اشارہ ایک متعین فرد کی جانب ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ: ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں (فلاں) آدمی سکھا جاتا ہے۔

عرب منکرین قرآن کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ قرآن سے غیر متاثر رہیں متاثر تو بہر حال ہوتے۔ اور آخر میں جز بز ہو کر یہ کہنے لگتے، کہ اتنا موثر کلام ان اُمی کا تو ہو نہیں سکتا، یہ کوئی نہ کوئی انہیں سکھا پڑھا جاتا ہے۔ اور جب اس "کوئی نہ کوئی" کی تلاش شروع ہوتی، تو بوکھلاہٹ میں نام کبھی اس کا لے دیتے کبھی اس کا۔ آخر اپنے نزدیک بڑی "ریسرچ" کرکے بولے، کہ یہ کام تو فلاں رومی نصرانی غلام کا ہے۔ یہ ابن الحضرمی کا غلام تھا۔ اور انجیل وغیرہ سے واقف تھا۔ رسول اللہ صلعم کی باتوں کو شروع ہی سے توجہ و دلچسپی سے سنتا تھا، اور اسی لئے آپ بھی کبھی کبھی اس کی دوکان پر جا بیٹھتے تھے۔ ابن ہشام نے اس کا نام جبیر لکھا ہے۔ شدت عناد میں انہیں اتنی موٹی بات بھی نہ سوجھی، کہ ایک رومی کی زبان عربی اتنی فصیح و بلیغ ہو کیونکر سکتی ہے۔

(۴) بعض ازواجہ - اپنی کسی بیوی سے

(التحریم ع ۱)

ملاحظہ ہو عنوان - ازواجہ

(۵) بعلاً - بعل

الصّٰفّٰت ع ۶ -

لفظ بہ طور علم کے ایک ہی بار آیا ہے - حضرت الیاس نبیؑ اپنی قوم والوں سے کہتے ہیں : کیا تم بعل کو پکارے ہوئے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑے ہوئے ہو ؟

بعل فینیقی قوم (phonecians) کے سب سے بڑے دیوتا کا نام تھا - بعض کے نزدیک یہ سورج دیوتا کا مرادف تھا - جب حضرت سلیمانؑ کے فرزند اخی اب (Ahab) نے جس کا عہد حکومت ۸۷۶ ق ، م تا ۸۵۳ ق ، م ہے - غیر قوموں سے بیویاں لانا شروع کیں ، تو ان میں سے کوئی اپنے ہمراہ بعل پرستی بھی شاہی محل میں لے آئی - اور یوں بعل پرستی اسرائیلی قوم میں بھی آگئی - انبیاء اسرائیل نے اس نئے شرک کا مقابلہ پوری قوت سے کیا - اور ان میں سب سے ممتاز نام الیاس نبی کا ہے - آپ کی قوم فلسطین کے غربی وسطی علاقہ سامرہ (Samaria) میں آباد تھی - اور ہیں

بعل کی پوجا زور شور سے جاری تھی۔

توریت اور عہد عتیق کی دوسری کتابوں میں بعل پرستی کا ذکر بڑی کثرت سے آیا ہے۔ بائبل کے محققین نے لکھا ہے کہ بعل کے لفظی معنی 'مالک' کے ہیں اور یہ نام کسی ایک متعین دیوتا کا نہ تھا، بلکہ ہر علاقہ کے مختلف 'بعل' ہوا کرتے تھے یہ اگر صحیح ہے تو اس سے قرآن مجید کے لفظ بعلاً کے صیغہ تنکیر کی معنویت پر پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: الیاس۔

(۷۰) بناتی۔ میری بیٹیاں

ہود۔ ع ۷، الحجر، ع ۵۔

لفظ دو جگہ آیا ہے۔ اور دونوں جگہ حضرت لوط نبیؑ کی زبان سے۔ پہلی جگہ وہ اپنی قوم کے بدکاروں کے مجمع کے سامنے کہتے ہیں: لے میری قوم والو، یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں۔ یہ تمہارے حق میں پاکیزہ ہیں۔ دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں: یہ میری بیٹیاں (موجود) ہیں۔ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے

حضرت لوطؑ کی صلبی بیٹیاں حسب روایت توریت کل دو تھیں۔ جو شادی شدہ تھیں، اور ان کے متعلق توریت میں ایک گندہ قصہ درج ہے، قرآنی سیاق میں مراد صلبی بیٹیاں نہیں۔ بلکہ اُمت کی عام عورتیں مراد معلوم ہوتی ہیں، جو پیمبر کے لئے بہ منزلہ بیٹیوں ہی کے ہوتی ہیں، تابعین سے لے کر

ساتویں آٹھویں صدی کے اکابر مفسرین تک، نے یہی قول اختیار کیا ہے اور اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے ذکر صیغۂ جمع میں کیا ہے۔ صلبی بیٹیاں اگر مراد ہوتیں، تو صیغۂ تثنیہ ہونا تھا۔ اور اس گفتگو سے جو مقصود حضرت لوطؑ کا تھا۔ وہ بھی کل) دو بیٹیوں سے کسی طرح نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔

(۷۷) بنواسرائیل۔ بنی اسرائیل

یونس، ع ۹

اس خاص صیغہ کے ساتھ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے۔ فرعون اپنی عین غرقابی کے وقت، کہتا ہے کہ: میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں، بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: بنی اسرائیل اولاد اسرائیل کے لئے

ملاحظہ ہو عنوان: آل یعقوب

(۷۸) بنی آدم۔ بنی آدم

الاعراف، ع ۲، ۳ (بار)، وع ۴۔

پہلی آیت میں خطاب یوں ہے کہ: ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا،

جو تمہارے پردہ والے بدن کو چھپاتا ہے اور (موجب) زینت بھی ہے۔ معاً بعد دوسری آیت میں ہے کہ: اے بنی آدم، نہ ہو کہ شیطان تمھیں کسی خرابی میں ڈال دے، جیسا کہ اُس نے تمہارے والدین کو جنّت سے نکلوا دیا۔ تیسری آیت میں ہے کہ: اے بنی آدم، ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ پیو۔ لیکن اسراف سے کام نہ لو۔ اور چوتھی جگہ ہے کہ: اے بنی آدم، اگر تمھارے پاس تمھیں میں سے رسول آئیں جو تم سے میرے احکام بیان کریں الخ

مراد ساری نسل انسانی ہے۔ اسلام میں سارے انسانوں کی پیدائش خواہ وہ کسی نسل، کسی قوم، کسی ملک کے ہوں، حضرت آدمؑ اور ان کی زوجہ حضرت حوّاؑ ہی سے مانی گئی ہے۔ اور لفظ بنی آدم پوری نسل انسانی کی وحدت اور اس کے باہمی بھائی چارے پر دلالت کر رہا ہے۔

توریت میں نام کے ساتھ حضرت آدم کے تین لڑکوں کا ذکر ہے۔ قائن (قابیل)، ہابل (ہابیل) اور سیت (شیث) اور مطلق صورت میں ہے کہ "اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں" (پیدائش۔ ۵:۵)

(۷۹) بنی اسرائیل - بنی اسرائیل

سورۃ البقرۃ سے لے کر سورۃ الصف تک تقریباً ۴۰ بار یہ لفظ آیا ہے اکثر بہ صورت خطاب۔

اسرائیل دوسرا نام حضرت یعقوبؑ (۲۰۰۰ء ق،م تا ۱۸۵۵ء ق،م) کا ہے۔ آپ کے بارہ فرزندوں سے جو نسل آگے کو چلی، وہی بنی اسرائیل کہلائی۔ اور ان کا مذہب یہودیت ہے۔ ایک مذہبی نسل کے اعتبار نے تاریخ میں اس کی عظیم الشان اہمیت ہے۔ توحید کی علمبرداریہ بہ حیثیت ایک قوم و نسل کے بھی ایک مدت تک دنیا میں رہی ہے۔ اور سو دو سو سال تک نہیں، تقریباً دو ہزار سال تک اس نسل کے اندر انبیا و مرسلین پیدا ہوتے رہے، اور دنیوی عروج بھی اسے صدیوں تک حاصل رہا۔ داؤدؑ و سلیمانؑ جیسے عظیم الشان بادشاہ اور یوسفؑ جیسے عظیم المرتبت وزیر سلطنت اسی قوم سے اُٹھے —— قرآن مجید میں یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے مراد حضرت یعقوبؑ کے صلبی بیٹے نہیں۔ بلکہ نسل اسرائیل ہے۔

ظہور اسلام کے وقت یہ لوگ اپنے وطن شام (یا اگر اسے محدود کرتے چلے تو فلسطین) سے نکل کر ایک طرف عراق اور دوسری طرف مصر وغیرہ اطراف شام میں پھیل چکے تھے۔ اور ان کے بعض قبیلے حجاز میں بھی آ بسے تھے خصوصاً شہر یثرب (جس کا نام ہجرت نبوی کے بعد مدینۃ النبی پڑا) کے حوالی میں۔ یہ لوگ مالدار تھے، ساہوکار تھے۔ اور تجارت کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ سحر، کہانت اور عملیات وغیرہ میں ممتاز تھے۔ مشرکین عرب ان کے علم و فضل کے قائل تھے۔ ان کی تہذیب و تمدن سے متاثر تھے اور مالی و معاشی معاملات میں بھی انھیں حاجت روا سمجھتے تھے۔

قرآن مجید نے بار بار ان پر اللہ کے انعامات خصوصی کا ذکر کیا ہے،

اور تکرار کے ساتھ ان کی افضلیت کی صراحت کی ہے۔ اور مشرکین کو بار با
ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ساتھ ہی قرآن مجید نے
ان کی بد اعمالی، زبوں حالی، بد دیانتی، حرام خوری، بد عہدی، مسلم آزاری
سنگدلی، پیغمبر کشی اور پیغمبر آزاری کی پردہ دری بھی شد و مد سے کی ہے۔

(۸۰) بنیہ اپنے بیٹوں (کو) اپنے بیٹوں (سے)

(البقرۃ ۔ ع ۱۶ (دو بار)

لفظ دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے۔ پہلی جگہ: اور اسی (توحید) کا حکم کر گئے
ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی۔ دوسری جگہ حضرت یعقوب کے
ذکر کے بعد کہ، جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم کس کی پرستش
کروگے میرے بعد؟

فرزندان ابراہیم کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: <u>آل ابراہیم</u>
فرزندان یعقوب کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: <u>آل یعقوب</u>

(ت)

(۸۱) تُبّع - قومِ تُبّع

الدخان، ع ۴ - ق، ع ۲

پہلی جگہ ہے کہ آیا یہ لوگ (یعنی قریش) بڑھ کر ہیں یا تبع والے! دوسری جگہ مکذب امتوں کے ذکر میں ہے، کہ .... ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط والے اور اہل ایکہ اور قوم تبع، سب تکذیب پیمبروں کی کر چکے تھے۔

یہ پچھلی تاریخ میں جنوب عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کے ایک خاندان کا لقب تبع ہوا ہے جس طرح ملوک و سلاطین مصر کے ایک خانداں کا لقب فرعون تھا یہ خاندان اپنے وقت کے عظیم الشان و جلیل القدر فرمانرواؤں کا تھا۔ اور اِن کے حدود سلطنت علاوہ حمیر، حضر موت، اور علاقہ سبا کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقیہ تک وسیع تھے! اس خاندان میں فرمانروائی تقریباً ڈھائی سو سال تک رہی۔ اُن کے زمانہ کا تخمینہ ظہور اسلام سے سات آٹھ صدیوں قبل کا کیا گیا ہے۔

مورخ ابن حبیب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر آیا ہے۔ اس کا نام زید بن یمال تھا۔ اور ابن ہشام میں ہے کہ اس نے مدینہ سے یمن تک سڑک بنوادی تھی جب شرق سے مدینہ تک آیا تھا، اور اسی سڑک سے اپنے وطن کو آتا جاتا تھا۔ عرب، تبع کی عظمت وجلالت سے واقف ہی نہ تھے۔ بلکہ ان کے ہاں یہ بطور ضرب المثل مشہور و زبان زد تھی۔

(ث)

(۶۲) ثمود - ثمود

الاعراف ع ۱۰- التوبۃ ع ۹۔ ہود ع ۶ (۳بار) ہود ع ۸، بنی اسرائیل ع ۶، الفرقان، ع ۴، الشعراء ع ۷، النمل، ع ۴، عنکبوت ع ۴۔ ص ع ۱۔ المومن ع ۴ حٰمٓ السجدہ، ع ۲ (دو بار) ق، ع ۱۔ والذاریات ع ۲۔ والنجم ع ۳۔ والقمر ع ۲۔ الحاقہ ع (۲بار) الفجر، ع ۱، والشمس۔

ذکر کل ۲۲ بار آیا ہے۔ پہلی بار یوں کہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو (پیمبر بنا کر) بھیجا۔ دوسری بار یوں کہ: کیا ان (اہل عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو ان سے قبل ہو چکے ہیں؟ تیسری مرتبہ یوں کہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو (پیمبر بنا کر) بھیجا۔ چوتھی اور پانچویں بار یوں کہ: خوب سن لو کہ قوم ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، خوب سن لو کہ قوم ثمود کو دوری نصیب ہوئی! چھٹی آیت میں یوں کہ: خوب سن لو کہ مدین کو دوری ہوئی، جیسی دوری کہ ثمود کو ہو چکی تھی، ساتویں آیت میں یوں کہ: اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی تھی ذریعۂ بصیرت کے طور پر۔ پر انھوں نے بڑا ظلم اس کے ساتھ کیا۔ آٹھویں مرتبہ یوں کہ: (ہم نے ہلاک کیا اسی طرح) عاد اور ثمود اور اصحاب رس کو۔ نویں آیت میں یوں کہ: اور قوم ثمود نے (بھی) پیمبروں کو جھٹلایا۔ دسویں باریوں کہ: اور ہم نے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ گیارہویں مرتبہ

یوں کہ: اور عاد و ثمود کو (بھی ہم نے ہلاک کیا) اور یہ تم پر ان کے مسکنوں سے ظاہر ہو چکا ہے۔ بارہویں آیت میں یوں کہ: اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے (بھی) تکذیب کی تھی۔ تیرہویں مرتبہ یوں کہ: مجھے تمہارے لئے دوسری امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور اس کے بعد والوں کا حال ہوا تھا۔ چودھویں آیت میں یوں کہ: آپ کہہ دیجیے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی تھی۔ پندرہویں مرتبہ یوں کہ: اور جو ثمود والے تھے، ہم نے انھیں راہ ہدایت دکھائی مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا۔ سولھویں مرتبہ یوں کہ: ان لوگوں کے قبل قوم نوح اور اصحاب رس اور ثمود ۔۔۔۔ سب تکذیب پیمبروں کی کر چکے ہیں۔ سترہویں آیت میں یوں کہ: اور ثمود کے قصہ میں (بھی عبرت ہے) جبکہ ان سے کہا گیا کہ چند روز اور چین کر لو۔ اٹھارویں مرتبہ یوں کہ: اور اوہ وہی ہے کہ) اس نے ثمود کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔ انیسویں آیت میں یوں کہ: ثمود نے جھٹلایا ڈرانے والوں کو۔ بیسویں اور اکیسویں مرتبہ یوں کہ: ثمود اور عاد نے تکذیب کی (اُس) کھڑکھڑانے والوں کی۔ سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ بائیسویں مرتبہ یوں کہ: (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے) ثمود والوں کے ساتھ (کیا کیا) جو وادیوں میں پتھروں کو تراشتے تھے؟ تیئسویں بار یوں کہ: قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر تکذیب کی۔

ثمود نامے ایک مشہور سامی قوم عرب قدیم میں گزری ہے، بڑی پرقوت

و شوکت۔ اصل نام قوم کے مورث اعلیٰ کا تھا، اور اسی کے نام پر اس وقت کے دستور کے مطابق قوم کا نام بھی پڑ گیا۔ شجرۂ نسب جو زیادہ مشہور ہے یہ ہے۔ ثمود بن جثر بن ارم بن سام بن نوح۔ سلطنت عرب کے شمالی و مغربی حصہ میں قائم تھی۔ دارالحکومت کا نام الحجر تھا۔ اب اُسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ تعمیری انجینیری اور سنگ تراشی اس قوم کے نمایاں جوہر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان، صالح

(ج)

(۸۳) جالوت۔ جالوت

البقرہ۔ ع ۲۳ (تین بار)

نام تینوں بار ایک ہی سیاق وسلسلۂ بیان میں آیا ہے۔

اسرائیلی اپنے غنیم کی فوج کو کثرت و شوکت کو دیکھ کر بولے: آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی سکت نہیں. دوسری آیت میں نام یوں آیا ہے، جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابل آئے۔ تیسری جگہ یہ ہے کہ: داؤد نے جالوت کو ہلاک کر دیا۔

فلسطی فوج کا نامور سردار جالوت بڑے تن و توش کا پہلوان تھا۔ انسان کاہے کو تھا. پورا دیوزاد تھا. عہد عتیق (۱۔ سموئیل ۱۷: ۴۰ وغیرہ) میں اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے. ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قد ۱۰ فٹ کا تھا، اور بجز چہرے کے سر سے پیر تک آہن پوش رہتا تھا. تنہا اس کی سپر کا وزن تین من کا تھا۔

حضرت داؤد جو آگے چل کر نبوت سے بھی سرفراز ہوئے، طالوت کی فوج میں بہ طور ایک نوعمر سپاہی کے شامل تھے. آپ نے فلاخن سے ایک پتھر تاک کر اسے مارا کہ وہ اس کی پیشانی پر پڑا، اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔ طالوت کا سال وفات ۱۰۱۲ق م ہو، یہ جنگ اس سنہ سے چند سال قبل ہوئی تھی

(۸۴) جبرئیل - جبریل

البقرۃ ع ۱۲ (دوبار)، التحریم ع ۱

پہلی جگہ ہے، کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبرئیل کا مخالف ہے، تو انھیں نے تو اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اُتارا ہے۔ دوسری آیت میں اسی سے متصل ہے: جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں یا اس کے پیمبروں کا یا جبرئیل اور میکائیل کا، تو اللہ (بھی) بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔ اور تیسری جگہ رسول اللہ کے تذکرہ میں ہے کہ: اللہ ہی ان کا دوست ہے اور جبرئیل اور صالح مومن بھی۔

جبرئیل، اسلامی اصطلاح میں: نام ایک فرشتہ اعظم ہے۔ اور فرشتے معلوم ہو چکا ہے کہ نوری مخلوق ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل کے سپرد ایک اہم ترین خدمت انبیاء کرام تک وحی الٰہی کے پہنچانے کی رہتی تھی۔ انھیں کے دو دیگر نام روح الامین اور روح القدس ہیں۔ اور بعض نے مطلق الروح سے بھی اشارہ انھیں کی جانب سمجھا ہے۔ قرآن مجید میں ان کا صفاتی ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔ مطاع ثم امین (التکویر) یا علمہ شدید القویٰ (النجم) حدیث میں اُن کے جلالت قدر اور قوت و شوکت کی بہت سی تفصیلات ملتی ہیں۔ یہ بھی آیا ہے کہ ان کے پَر ۶۰۰ ہیں۔

یہود وجود ملائکہ کے قائل ہیں۔ بلکہ خود حضرت جبرئیل کو بھی ایک

فرشتۂ اعظم مانتے ہیں۔ لیکن اپنی نادانی سے خیال یہ جمایا ہے۔ کہ وہ فرشتۂ عذاب وہلاکت ہیں۔ چنانچہ عہد عتیق میں ذکر مکرر ایک ایسے فرشتہ کا آیا ہے، جو لوگوں کو مارتا تھا" (۲۔ سموئیل ۲۴: ۱۶، ۱۷) اور احبار یہود نے شرح یہی لکھی ہے کہ مراد جبرئیل ہیں۔ مسیحی عقیدہ حضرت جبرئیل سے متعلق اسلامی عقیدہ سے قریب تر ہے۔ انجیل لوقا۔ (۱: ۱۹، ۲۶) میں دو جگہ ان کا ذکر اس طرح ہے کہ حضرت زکریا اور حضرت مریم دونوں کو اولاد کی بشارت دینے یہی آئے تھے۔

(ح)

(۸۵) حمالۃ الحطب - لکڑی اٹھانے والی

اللھب -

ملاحظہ ہوں عنوانات: ابی لھب - وامرأتہ

(۸۶) حواریون / حوارئین — حوار۔یون

آل عمران ع ۵ - المائدہ ع ۱۵ (۲ بار) الصف ع ۲ (دو بار)

پہلی آیت میں ہے کہ جب مسیح نے کہا کہ میرا مددگار کون ہوگا تو: حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ دوسری جگہ یہ یاد دلایا ہے کہ: جب میں نے حواریوں کو ایما کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں۔ تیسری بار اسی سے بالکل متصل ہے کہ: جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم الخ۔ چوتھی اور پانچویں جگہ ہے کہ: جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ میرا کون مددگار ہوگا اللہ کے لئے۔ حواری بولے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔

حواری کے لفظی معنی کپڑا دھو کر اُسے اُجلا کرنے والے کے ہیں۔

واصل الحور فی اللغۃ البیاض وحورت الثیاب بیضتہا (قرطبی)

حضرت مسیح کے ابتدائی مرید چونکہ عموماً دریا کے کنارے کام کرنے والے ماہی گیر تھے۔ اس لئے آپؑ کے کل رفیقوں، شاگردوں کے لئے بھی یہی عام نام پڑ گیا۔ اور اس کے مجازی معنی مطلق مخلص مددگار کے قرار پا گئے۔ چنانچہ حدیث میں حضرت زبیرؓ کے لئے بھی حواری رسول کا لفظ آیا ہے۔

قرآن نے اسے مسیحؑ کے صحابیوں کے لئے مخصوص رکھا ہے۔

مسیح کے بارہ حواری تو مشہور ہیں۔ لیکن بعض مسیحی نوشتوں میں انکی تعداد ۷۰ یا ۷۲ بھی لکھی ہے۔ بارہ مشہور حواریوں کے نام انجیل متی (۱۰: ۲-۴) میں درج ہیں۔

(د)

(۸۷) داؤد - داؤدؑ

البقرۃ ع ۳۲۔ النساء ع ۲۲ المائدہ ع ۱۱ الانعام ع ۱۰ بنی اسرائیل ع ۶۔ الانبیاء ع ۶ (دو بار) النمل ع ۲ (دو بار) سبا ع ۲ (دو بار) صٓ ع ۲۔ (چار بار) ع ۳

ذکر ۱۶ بار آیا ہے۔ پہلی بار یوں کہ: داؤد نے جالوت کو ہلاک کر ڈالا اور اللہ نے ان کو بادشاہی اور دانائی عطا کی۔ اور جو کچھ چاہا انہیں سکھا دیا دوسری آیت میں یہ کہ: ہم نے داؤد کو ایک صحیفہ عنایت کیا۔ تیسری آیت میں یہ کہ: جن لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کیا ان پر لعنت ہوئی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے۔ چوتھی جگہ یوں کہ: اور نوح کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور ان کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان اور ... کو۔ پانچویں آیت میں یوں کہ: ہم نے داؤد کو ایک صحیفہ عطا کیا۔ چھٹی بار یوں کہ: اور داؤد اور سلیمان کا بھی (ذکر کیجئے) جب وہ کھیت کے بارہ میں فیصلہ کر رہے تھے۔ اور ساتویں آیت میں یوں کہ: ہم نے داؤد کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو وہ اور پرندے تسبیح کرتے رہتے تھے۔ اور آٹھویں آیت میں یوں کہ: اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو ایک (خاص) علم عطا فرمایا۔ اور نویں بار یوں کہ: اور سلیمان جانشین ہوئے

داؤد کے۔ اور دسویں بار یوں کہ: اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے ایک (بڑی) فضیلت دی تھی۔ اور گیارہویں بار یہ حکم کہ لے داؤد کے خاندان والو، تم شکریہ میں نیک کام کرتے رہو۔ اور بارہویں بار یوں کہ: اور ہمارے بندہ داؤد بڑی قوت والے کو یاد کیجئے وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے۔ اور تیرہویں جگہ یوں کہ: آپ کو ان اہل مقدمہ کی بھی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پھاند کر حجرہ میں داؤد کے پاس آ گئے۔ اور آپ اُن سے گھبرا گئے؛ چودہویں مرتبہ یوں کہ: اور داؤد کو خیال ہوا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے، تو انھوں نے اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے۔ اور پندرہویں مرتبہ یوں کہ: اے داؤدؑ ہم نے زمین پر آپ کو خلیفہ بنایا ہے تو آپ لوگوں کے درمیان انصاف کرتے رہیئے اور سولہویں بار یوں کہ: اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔

یہ حضرت داؤدؑ بن یسی بن عدید ۱۰۳۴ء ق م تا ۹۶۲ء ق م اسرائیلی سلسلہ کے ایک ممتاز پیمبر برحق گزرے ہیں۔ جو نبوت کے ساتھ ساتھ دنیوی حکومت وسلطنت سے بھی سرفراز تھے۔

پہلے طالوت (نسل اسرائیلی کے پہلے فرمانروا) کی فوج میں ایک نوجوان سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ اور داد شجاعت غیر معمولی حد تک دی۔ پھر طالوت کے داماد ہوگئے۔ پھر جب طالوت مع اپنے فرزند کے میدان جنگ میں کام آ گئے تو قبیلہ یہودا نے آپؑ ہی کو اپنا

بادشاہ منتخب کیا، اور دو سال کی کش مکش کے بعد باقی اسرائیلی قبیلوں نے بھی آپ پر اتفاق کر لیا۔ سات سال تک آپ نے اپنا پایۂ تخت ہبرون (موجودہ الخلیل) رکھا۔ اس کے بعد یروشلم کو دشمنوں کے قبضہ سے نکال کر اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ اپنے گرد و پیش کے حکمرانوں کو مسخر و مغلوب کیا۔ اور اپنے حدودِ سلطنت کو خوب وسیع کیا۔ آپ کا عہد حکومت تاریخ اسرائیل میں فتوحات ملکی اور حسن انتظام دونوں کے لیے یادگار ہے۔

آپ صنعت زرہ سازی سے واقف تھے۔ اور آپ کی آواز میں وہ درد و اثر تھا کہ پرندے تک اس سے متاثر ہو جاتے۔ قوم اسرائیل کو آپ کی ذات پر ناز ہے۔ اور اپنے ہاں یہ لوگ آپ کو بہ طور نمونہ یا مثال کے پیش کرتے رہے ہیں۔

(ذ)

(۸۰) ذالقرنین | ذی القرنین } ذوالقرنین

الکہف ع ۱۱ (تین بار)

نام تین جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ ہے کہ: لوگ آپ سے ذوالقرنین کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ دوسری جگہ یہ کہ: ہم نے کہا اے ذوالقرنین تم چاہو تو انھیں سزا دو اور چاہو تو ان کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔ اور تیسری جگہ یوں کہ: وہ لوگ بولے کہ اے ذوالقرنین یاجوج وماجوج ملک میں بڑا فساد مچاتے رہتے ہیں۔

نام انھیں تین مقامات پر آیا ہے۔ باقی قصۂ ذوالقرنین سے پورا رکوع بھرا ہوا ہے۔ خصوصاً اس کی کشورکشائیوں کے قصہ سے ـــــ سوال رسول اللہ صلعم سے قریش نے کیا تھا یہود کے سکھانے پڑھانے سے۔

ذوالقرنین کے لفظی معنی "دو سینگ والے" کے ہیں۔ ایک اور معنی قوتوں کے بھی ہیں۔ مجازی معنی اور اور بھی کئے گئے ہیں۔ محاورۂ یہود میں یہ علامت شوکت واقتدار کی تھی۔ چنانچہ توریت اور عہد عتیق کے دوسرے صحیفوں میں بھی لفظ اسی موقع پر آیا ہے۔ مثلاً استثنا ۳۳: ۱۷، ۱۔ اسموئیل ۲: ۱۰ حزقی ایل ۲۹: ۲۱۔

سیاق قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین، قرآن کے مخاطبین اول یعنی اہل عرب کے لئے کوئی جانی پہچانی ہوئی شخصیت تھی۔ اب اہل عرب اس نام کی چار شخصیتوں سے مانوس تھے۔

(۱) ایک پر قوت بادشاہ، الصعب بن قرین بن اہمال، یمن کے ملوک حمیر میں گزرا ہے اور عرب مورخین کا خیال ہے کہ یہی قرآنی ذوالقرنین ہے

(۲) سرحد ایران و عرب کے ملک حیرہ کا ایک فرماں روا، خاندان لخمیہ کا، منذر بن امرء القیس معروف بہ منذر الاکبر گزرا ہے، اسے بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی پیشانی کے دونوں طرف گھونگروالے کاکل تھے۔ لیکن ان دونوں کو عرب سے باہر کوئی نہیں جانتا۔

(۳) عام شہرت اس لقب کے ساتھ مشہور کشورکشا سکندر مقدونی یونانی (۳۵۶ ق،م تا ۳۲۳ ق م) کی ہے۔ اور مفسرین کا بڑا گروہ اسی کو ذوالقرنین قرآنی سمجھا ہے۔

وجب القطع بان المراد بذی القرنین الاسکندر بن فیلقوس الیونانی (کبیر) اور ائمہ لغت نے اسے بہ طور ایک مسلم حقیقت کے نقل کیا ہے۔ اور سکندر یونانی کا فاتح شرق و غرب ہونا ظاہر ہی ہے۔

(۴) ایک اور مصداق اس لقب کا ایرانی شہنشاہ و فاتح خورس (متوفی ۵۲۹ ق،م) بھی سمجھا گیا ہے۔ سائرس اور کیخسرو اسی کے نام کے مختلف تلفظ ہیں۔ اہل تحقیق کا ایک گروہ اس شخصیت کے بھی حق میں ہے یہ فارس اور میڈیا دونوں ملکوں کا متفقہ بادشاہ تھا۔ اور سکندر کی طرح یہ بھی ایک

مشہور فاتح و کشور کشا ہوا ہے۔

سکندر مقدونوی کے ذوالقرنین قرار دینے کے حق میں جو دقت پیش آ رہی ہے، وہ یہ کہ سکندر کے موحّد ہونے کی کوئی واضح شہادت نہیں ملتی۔ زیادہ سے زیادہ روایت اس کی ملتی ہے کہ وہ عام مشرک سلاطین کے برخلاف وقت کے دین توحید یعنی یہودیت کا ہمدرد تھا۔

(۸۹) ذالکفل۔ ذوالکفل

الانبیاء ع ۶۔

نام ایک ہی جگہ آیا ہے، اور دوسرے انبیاء پر عطف کر کے: اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا (آپ تذکرہ کیجئے) (یہ) سب صابروں میں سے تھے

اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آپ نبی تھے، اور صفت 'صابر' سے یہ نکلتا ہے کہ مخالف حالات آپ کو خاص طور پر پیش آئے، اور آپ ان میں ثابت قدم رہے قرآن مجید نے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا ہے۔ مفسرین کے ہاں اقوال مختلف ملتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آپ یوشع نبی تھے۔ کسی نے کہا کہ الیاس تھے، اور کسی نے کہا کہ زکریا تھے وقس علیٰ ہذا۔

ترجیحی قول یہ ہے کہ آپ ایک اسرائیلی نبی تھے، اور عہد عتیق میں آپ کا نام حزقی ایل نبی آیا ہے۔ آپ کا تعارف صحیفۂ حزقی ایل کی ابتدائی آیتوں میں ہوا ہے۔ اور پھر پوری کتاب میں آپ کے متعلق معلومات متفرق و منتشر ملتے ہیں

پھر اس کتاب سے اور کچھ دوسرے اسرائیلی نوشتوں سے آپ کے حالات حسب ذیل فراہم ہو سکے ہیں:۔

(۱) آپ کا وطن کالڈیا یا عراق تھا۔

(۲) آپ بزرگ زادہ تو بہر حال تھے۔ اور عجب نہیں کہ نبی زادہ ہوں۔ آپکے والد کا نام بوزی تھا، جو ایک قول کے مطابق یرمیاہ نبی کا دوسرا نام تھا،

(۳) سکونت تل ابیب میں تھی۔

(۴) شادی شدہ تھے۔

(۵) اسرائیلی حساب سے، نبوت سے سرفراز ۵۹۲ء ق، م میں ہوئے

(۶) تربیت شام کے شہر نابلس کے قریۂ کفل میں پائی۔

(۷) مزار بیر نمرود کے قریب قریۂ کفل میں ہے۔

(۸) دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو کر وفات پائی۔

(۹۰) ذاالنون۔ ذوالنون۔ مچھلی والے

الانبیاء، ع ۶

ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے: اور ذوالنون کا بھی ذکر کیجئے۔ جبکہ وہ خفا ہو کر چلے گئے۔

آگے قصہ بہ اضافہ توضیحات تفسیری یہ مذکور ہے کہ.... ناخوش ہو کر اپنے مستقر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور اس خیال میں رہے کہ بلا انتظار وحی

اس طرح چلے جانے پر کوئی گرفت اُن پر نہ ہوگی۔ پھر انھوں نے تاریکی در تاریکی سے پکار کر مناجات کی، کہ اے اللہ سوا تیرے کوئی معبود نہیں، اور تو ہی ہر عیب سے پاک ہے۔ بیشک میں ہی قصوروار ہوں۔ بس اللہ نے اُن کی سن لی۔ اور انھیں غم سے نجات دیدی، جیسا کہ وہ اہل ایمان کو نجات دیتا ہی رہتا ہے۔

لقب حضرت یونسؑ نبی کا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: یونس و صاحب الحوت

(ل)

(۹۱) رجل مومن - ایک مرد مسلمان

المومن، ع ۴

ذکر یوں آیا ہے کہ: ایک مرد مومن نے جو فرعون والوں میں سے تھے اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے، یوں کہا کہ، کیا تم ایسے شخص کو اس پر ہلاک کر دو گے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے الخ

اور آگے ایک لمبی گفتگو فرعون کے قائل کرنے کو حضرت موسیٰ کی تائید و نصرت میں درج ہوئی ہے۔

قرآن مجید سے اتنا تو معلوم ہی ہو گیا کہ یہ شخص تھا فرعونیوں ہی میں سے، مگر حضرت موسیٰ پر خفیہ ایمان لے آیا تھا۔ اس سے زیادہ اس کی شخصیت کی تصریح نہ قرآن مجید میں ملتی ہے نہ تاریخ کی کتابوں میں۔

توریت سے بالاجمال اس کی تائید ہوتی ہے کہ کچھ لوگ فرعونیوں میں سے حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئے تھے۔ صحیفہ خروج میں ہے:۔

"فرعون کے نوکروں میں ہر ایک جو خداوند کے کلام سے ڈرتا تھا، اپنے نوکروں اور اپنے مواشی کو گھروں میں بھگا لے آیا" (۹: ۲۰)

(۹۲) (ال) رسول النبی الامی۔ رسول و نبی امی

الاعراف، ع ۱۹

مومنین کی شان میں ہے کہ: جو لوگ اس امی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں جیسے وہ لکھا ہوا پاتے ہیں توریت اور انجیل میں الخ۔

صاف اشارہ رسول اللہ صلعم کی جانب ہے۔ آپؐ کے صفات کا ذکر کئی سطروں تک چلا گیا ہے۔

امی کے کھلے ہوئے معنی ناخواندہ کے ہیں۔ جیسا کہ آپؐ تھے بھی۔ دوسری مراد یہ بھی ہو سکتی ہے، کہ آپ اہل کتاب کی دونوں قوموں سے باہر تھے۔

الرسول النبی اس لئے کہ آپؐ میں رسالت۔ نبوت دونوں کی شانیں کامل طور پر جمع تھیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: احمد و محمد

(۹۳) رسول یاتی من بعدی

وہ رسول جو میرے بعد آئیں گے

الصف، ع ۱

حضرت عیسیٰؑ کے ذکر میں ہے کہ: انھوں نے بنی اسرائیل سے کہا، کہ

میں تمھاری طرف رسول (ہو کر آیا) ہوں تصدیق کرنے والا توریت کی جو مجھ سے قبل سے ہے، اور بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا۔

صاف اشارہ محمد رسول اللہؐ کی جانب ہے۔ جو حضرت مسیح سے ساڑھے پانسو سال بعد دنیا میں تشریف لائے۔ اور دونوں کے درمیان کوئی اور پیمبر نہیں آیا۔ انجیل کی پیشگوئیوں میں جو نام آیا ہے۔ اس کا مرادف احمد ہی ہے

ملاحظہ ہو عنوان: احمد

(۹۴) روح الامین روح الامین۔ امانت دار فرشتہ

الشعراء، ع ۱۱

قرآن ہی سے تعلق آیا ہے: بیشک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے، اسے روح الامین نے آپ کے قلب پر اُتارا ہے۔

لفظی معنی امانت دار فرشتہ کے ہیں، مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں، اور اس پر سلف کا اتفاق ہے۔

وہذا مما لا نزاع فیہ (ابن کثیر)

وصف امانت کو یہاں ممتاز کرنے سے اشارہ غالباً اس طرف ہو کہ ان کا لایا ہوا پیام قطعاً اور تمام تر محفوظ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: جبرئیل و روح القدس۔

(۹۵) روح القدس ۔ روح القدس

البقرۃ ع ۱۱۔ البقرۃ ع ۳۳۔ المائدۃ ع ۱۵۔ النحل ع ۱۴

پہلی جگہ یہ آیا ہے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانات عطا کئے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس کے ذریعہ سے کی۔ دوسری جگہ بھی اسی مضمون کا اعادہ ہے۔ تیسری جگہ قیامت کے ایک منظر کا بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰ سے کہا جائے گا کہ: وہ وقت یاد کرو جب میں نے تمہاری تائید روح القدس سے کی تھی۔ چوتھی آیت میں رسول اللہ سے خطاب ہے کہ: آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اُتارا ہے۔

روح القدس اسلامی اصطلاح میں مشہور ممتاز و مقرب فرشتے حضرت جبرئیل کو کہتے ہیں۔ مسیحی اصطلاح اس سے بالکل الگ ہے۔ وہاں اس لفظ سے مراد الوہیت کے اقنوم ثالث سے ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش چونکہ کسی مصلحت تکوینی کے ماتحت غالباً مَس ملکوتی سے ہوئی تھی۔ اس لئے کیا عجب جو آپ کو مناسبت عالم ملائکہ سے رہی ہو اور اسی نسبت سے استفاضہ بھی ملائکہ سے زیادہ رہتا ہو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: جبرئیل و روح الامین۔

(۹۶) (ال) روم - روم والے

الروم، ع ۱-

لفظ روم سے مراد اہل روم لی گئی ہے۔ اور ذکر یوں آیا ہے کہ: اہل روم ایک قریبی زمین میں مغلوب ہوگئے ہیں۔ لیکن اپنی مغلوبیت کے چند ہی سال کے اندر غالب آجائیں گے۔

جس زمانہ کا ذکر ہے دنیا میں بڑی سلطنتیں دو ہی تھیں۔ مشرق میں ایران اور مغرب میں روم اور دونوں کے درمیان آویزش اکثر رہا کرتی۔ ۶۱۴ء یا ۶۱۵ء یا ۶ ق، ھ میں ایک زبردست جنگ کے بعد شکست رومیوں کو ہوئی تھی اس کے چند ہی سال کے اندر جبکہ ظاہرا کوئی صورت سلطنت روم کے سنبھلنے کی نہ تھی، رومیوں نے از سر نو منظم ہو کر ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ان کا بالکل ہی زور توڑ دیا۔

الروم سے مراد رومن امپائر کا وہ مشرقی حصہ ہے جو ۳۹۵ء میں اُس سے کٹ کر خود ایک مستقل سلطنت بن گیا تھا۔ اس کا پایہ تخت استانبول یا قسطنطنیہ تھا۔ اسی کو بازنطینی حکومت بھی کہتے تھے، اور ایک کا ایک قدیم نام، جدید رومہ بھی تھا۔ شام فلسطین، اور ایشیائے کوچک کے سب علاقے اس میں شامل تھے۔ اور ملک کا فرماں روا اس وقت قیصر ہرقل تھا۔

(ز)

(۹۷) زکریا - زکریا

آل عمران ع ۴ (تین بار) الانعام ع ۱۰- مریم ع ۱ (دوبار) الانبیاء ع ۵

پہلی اور دوسری جگہ نام حضرت مریم کے سلسلہ میں یوں آیا ہے کہ: زکریا کو (اللہ نے) ان کا سرپرست بنا دیا۔ جب کبھی زکریا ان کے پاس حجرہ میں آتے تو ان کے پاس کوئی چیز کھانے (پینے) کی پاتے۔ تیسری جگہ اسی سلسلہ میں یوں کہ: بس زکریا وہیں دعا کرنے لگے۔ چوتھی مرتبہ، دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف کرکے کہ: ہم نے ہدایت دی زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ پانچویں مرتبہ یوں کہ: یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی رحمت فرمائی کا اپنے بندہ زکریا پر۔ چھٹی جگہ یوں کہ: اے زکریا ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک فرزند یحییٰ نامے کی۔ اور ساتویں جگہ یوں کہ: اور زکریا کا ذکر کیجئے! جبکہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھے لاوارث مت رکھ، اور بہترین وارث تو تو خود ہی ہے۔

یہ حضرت زکریاؑ آخری دور کے اسرائیلی انبیاء میں سے تھے۔ قرآن مجید ان کی نبوت کا اثبات شدومد سے کرتا ہے۔ ورنہ یہود تو آپ کے منکر ہی ہیں، اور مسیحی بھی آپ کو صرف ایک بزرگ ہستی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ہاں جو مستند و مقدس چار انجیلیں ہیں، ان میں آپ کا ذکر صرف ایک انجیل لوقا

میں آتا ہے اور وہ بھی صرف اس قدر کہ

"یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں زکریا نام ایک کاہن تھا" (لوقا۔ ۱:۵)

آپ رشتہ میں حضرت مریمؑ کے خالو تھے، اور ان کے والد جناب عمران کی وفات کے بعد ہیکل کے خادموں (یا بہ اصطلاح یہود کاہنوں) کی سرداری بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی۔ حضرت مریمؑ کی پرورش بھی آپ ہی نے کی۔ طویل عمر پاکر وفات پائی۔ اور روایتوں سے (جو تاریخی اعتبار سے کچھ زیادہ بلند پایہ نہیں) یہ پایا جاتا ہے کہ وفات بہ صورت شہادت ہوئی جامع دمشق کے (جو کہا جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم ترین مسجد ہے) ایک گوشہ میں ایک قبر ہے۔ جو حضرت زکریا کی جانب منسوب ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

آپ کا سن اچھا خاصہ ہوگیا تھا۔ اور آپ کی بی بی صاحبہ بھی بہ ظاہر عقیم تھیں۔ آپ نے لجاجت اور خشوع کے ساتھ اولاد کے لئے دعا کی۔ دعا قبول ہوئی۔ اور آپ کو فرزند صالح۔ حضرت یحییٰؑ عطا ہوئے۔ جو آگے چل کر خود بھی نبی ہوئے۔

(۹۸) زیدؓ۔ زید

الاحزاب ع ۵

نام صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اور جب زید نے اس (عورت) سے قطع تعلق

کر لیا تو ہم نے اس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ تاکہ مومنین کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارہ میں کوئی تنگی نہ رہے۔

تمام صحابیوں میں یہ شرف صرف حضرت زیدؓ کو حاصل ہے کہ آپ کا نام صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے، اور اسی بنا پر بعض لوگو نے آپ کو افضل الصحابہ قرار دیا ہے۔

پورا نام ابو امامہ زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی ہے۔ ۸ھ میں ۵۵ سال کی عمر میں غزوہ موتہ میں سردار و علمبردار لشکر اسلامی کی حیثیت سے شہید ہوئے نصرانی خاندان کے تھے۔ ابھی بچپن ہی تھا کہ قید ہو گئے۔ حکیم بن حزام (جو حضرت خدیجہ کے عزیز تھے اور بعد کو ایک ممتاز صحابی ہوئے) ملک شام سے انھیں بہ طور غلام خرید کرے آئے۔ اور لاکر محمد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں منتقل کر دیا۔ حضورؐ کے اعلان نبوت ہوتے ہی یہ بھی ایمان لے آئے۔ اور آپؐ نے بھی انھیں آزاد کر کے اپنا فرزند بنا لیا۔ چنانچہ زید بن محمدؐ کہلائے جانے لگے۔ پھر جب ان کے اصل والدان کا پتا لگا کر لینے آئے، تو ان کا اخلاص و عشق رسول اللہؐ کے ساتھ، حضورؐ کی شفقت و حسن سلوک کی بنا پر، اس قدر قوی ہو چکا تھا، کہ انھوں نے وطن جانے سے انکار کر دیا۔ اور یہیں رہ پڑے۔

مواخات، ہجرت مدینہ سے قبل ہی، خاص خاندان رسول میں حمزہؓ بن عبد المطلب کے ساتھ قائم ہو چکی تھی۔ بدر، احد اور خندق کے غزوات میں خوب داد شجاعت دی۔ اور بڑی پامردی سے لڑے۔ بلکہ حضورؐ کی

غیر حاضری میں مدینہ میں حضورؐ کی جانشینی بھی کی۔ اور وہ بھی ایک بار نہیں متعدد بار۔ عقد حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کے ساتھ ہوا جو ذرا مزاج کی تیز تھیں۔ ان سے نباہ نہ ہو سکا، اور آخر طلاق ہو گئی۔ جس کے بعد موصوفہ حضورؐ کے عقد میں آئیں۔

زیدؓ کے نکاح اس طلاق کے بعد اور بھی متعدد ہوئے اور اُن سے اولادیں بھی ہوئیں۔

(س)

(۹۹) (ال) سامری - سامری

طٰہٰ ع ۴ (دوبار) طٰہٰ، ع ۵

نام ایک ہی سلسلہ میں دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ یوں کہ: (اللہ نے) کہا کہ تمہاری قوم کو ہم نے تمہارے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ اور انھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ دوسری جگہ یوں کہ: (وہ لوگ) بولے کہ ہم نے آپ سے وعدہ خلافی اپنی خوشی سے نہیں کی، بلکہ ہم پر قوم (قبط) کے زیوروں سے بوجھ لدرہا تھا۔ سو ہم نے اسے ڈال دیا۔ اور اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیا، پھر اس نے ان لوگوں کے لئے ایک گوسالہ نکال دیا، کہ وہ ایک تھا۔ آواز دار۔ تیسری جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے: لے سامری (بتا) تیرا کیا معاملہ ہے؟

السامری۔ شخصی نام نہیں۔ لقبی نسبت ہے۔ قدیم مفسرین کی تحقیق کے مطابق، قریہ سامرہ کی جانب۔ گویا باشندۂ سامرہ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے اجداد سامرہ سے آئے ہوں۔ اور یہ شخص اب بنی اسرائیل سے ملحق ہو کر انھیں میں شمار ہونے لگا ہو۔

بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ مصری زبان میں سمر کہتے ہیں پردیسی

آفاقی، غیر ملکی کو۔ اور السامری کوئی غیر اسرائیلی تھا، جو مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔

یہود کے ہاں ایک مستقل فرقہ کا نام سامریہ ہے۔ اُن کی توریت اور دوسرے دینی نوشتے یہود کے مسلم و متعارف توریت اور دینی نوشتوں سے الگ ہیں اور انھیں ناز اپنی توحید خالص پر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن کے السامری اور اس فرقہ کے درمیان کوئی علاقہ نہ ہو۔ لیکن جہاں تک تاریخ یہود سے پتا چلتا ہے، یہ فرقہ حضرت موسیٰ کا معاصر نہیں، بلکہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔

یہ السامری قرآن مجید سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شعبدہ باز تھا، جس نے بچھڑے کی شکل کی ایک جانور نما مخلوق کی "تخلیق" بنی اسرائیل کے لئے بہ طور ایک بُت یا مورتی کے کر دی تھی۔

توریت موجودہ میں اسی واقعۂ اضلال کو بے تکلف ایک نبیٔ محترم حضرت ہارونؑ کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے عجب نہیں کہ السامری کی صراحت اسی ضرورت سے کی ہو۔ قرآن مجید ہی میں ہے کہ اس جرم عظیم کی سزا سامری کو یہ ملی، کہ ساری عمر وہ "لامساس" رہا۔ قوم بھر میں نہ وہ کسی کو چھوتا، نہ کوئی اُسے چھوتا۔ ہمارے فاضل معاصر علامہ گیلانیؒ کا خیال تھا کہ ہندوستان کے اچھوت پن کا رشتہ ضرور اسی سامری "لامساسیت" سے ملتا ہے۔

(۱۰۰) سلیمان ۔ سلیمان

البقرۃ، ع ۱۲ (دوبار) النساء، ع ۲۲ ۔ الانعام ع ۱۰۔ الانبیاء، ع ۵
(دوبار) النمل ع ۲ (چار بار) النمل، ع ۳ (دوبار)

پہلی اور دوسری بار نام یوں آیا ہے کہ: [یہود] پیچھے لگ گئے اُس علم کے جو سلیمان کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتا تھا اور سلیمان نے تو (کبھی) کفر نہیں کیا۔ تیسری بار دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہیں کہ: ہم نے وحی بھیجی .... یونس اور ہارون اور سلیمان پر۔ چوتھی بار اسی طرح ہیں کہ: نوح کو ہدایت دے چکے تھے ہم زمانہ قبل میں اور ان کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان اور .... کو۔ پانچویں مرتبہ یوں کہ: ہم نے فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دے دی۔ چھٹی بار یوں کہ ہم نے سلیمان کے تابع تیز ہوا کو (کر دیا تھا) کہ وہ ان کے حکم سے چلتی۔ ساتویں مرتبہ یوں کہ: ہم نے داؤد و سلیمان کو ایک (خاص) علم عطا کیا تھا۔ آٹھویں جگہ یہ کہ: سلیمان داؤد کے جانشین ہوئے۔ نویں جگہ یوں کہ: سلیمان کے لئے ان کا لشکر جمع کیا گیا۔ دسویں جگہ چیونٹیوں کی زبان سے کہ: اے چیونٹیو اپنے سوراخ میں جا گھسو، کہیں سلیمان اور ان کے لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں۔ گیارہویں مرتبہ ایک مکتوب کے سلسلہ میں کہ: وہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ بارہویں جگہ سفر ملکۂ سبا کے سلسلہ میں کہ: جب وہ سلیمان کے پاس پہنچی تو آپ نے کہا۔ تیرہویں جگہ ملکۂ سبا بلقیس کی زبان سے کہ: میں سلیمان کے ساتھ ہو کر اللہ پروردگار عالم پر ایمان

سے آئی۔ چودہویں جگہ یہ کہ: اور ہم نے داؤد کو سلیمان (فرزند) عطا کیا۔ بہت اچھے بندے تھے۔ (اللہ کی طرف) بہت رجوع ہونے والے۔ پندرہویں مرتبہ یوں کہ: اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور بھی) آزمائش میں ڈالا۔

سلیمان بن داود (۹۹۰ ق،م تا ۹۲۲ ق،م) سلسلۂ اسرائیل میں ایک نامور پیمبر گزرے ہیں۔ وہ پیمبری کے علاوہ اپنے والد ماجد ہی کی طرح، بلکہ اُن سے بھی بڑے تاجدار بھی تھے۔ آپ کے حدود حکومت علاوہ ملک شام و فلسطین کے، مشرق کی سمت میں عراق کے دریائے فرات تک اور مغرب کی سمت میں سرحد مصر تک وسیع تھے۔ قرآن مجید نے آپ کی جاہ و حشمت کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ اور آپ کے متعدد قصے بیان کئے ہیں۔ یہود نے اپنے اکثر اکابر کی طرح آپؑ کے بھی تقوی بلکہ ایمان تک کو اپنے مقدس نوشتوں میں داغدار کرکے دکھایا ہے۔ قرآن مجید نے آپؑ کی صفائی پیش کرکے دوسرے انبیاء کی طرح آپ کو بھی صالحیت کے اعلا مرتبہ پر دکھایا ہے۔ اور اب مسیحی فضلا بھی آپ کی عصمت کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ آپ کے حرم متعدد تھے۔ اور آپ کو ہوا پر بھی قدرت حاصل تھی۔

(۱۰۱) سواعًا۔ سواع

نوح۔ ع ۲

حضرت نوح کی امت کے پانچ مشہور دیوتاؤں میں سے ایک یہ تھا

اور اس کا ذکر باقی چار کے ساتھ یوں آیا ہے کہ: اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وُدّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یعوق اور یغوث اور نسر کو۔
یہ حسن و محبوبی کا دیوتا تھا۔ اور اس کی مورتی ایک حسین عورت کی شکل سے ملتی تھی۔ اس کی پوجا عرب کے قبائل کنانہ ہذیل وغیرہ میں جاری تھی۔
اس کے جاتریوں کے تلبیہ کے الفاظ یہ نقل ہوئے ہیں۔ لبیک اللہم لبیک۔ لبیک ابنا الیک ان سواع طلبن الیک۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: نسر۔ وُد۔ یعوق و یغوث۔

ش

(۱۰۲) شَاهِدٌ (من اهلها)

(اس عورت کے لوگوں میں سے) ایک گواہ

یوسف، ع ۳

ذکر حضرت یوسف کی پاک دامنی کے سلسلہ میں یوں آیا ہے کہ، (زلیخا ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی۔ (اور بتایا کہ) یوسف کا کرتا اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے، اور وہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہو، تو عورت جھوٹی اور وہ سچے ہیں۔

یہ گواہ کون تھا، روایت اس باب میں کوئی مضبوط و مستند موجود نہیں،

(۱۰۳) شَاهِدٌ (من بنی اسرائیل)

(بنی اسرائیل میں سے) ایک گواہ

الاحقاف۔ ع ۱

ذکر یوں آیا ہے: آپ کہہ دیجئے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو، اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی اس جیسی کتاب پر گواہی دے دے الخ

شاہد صیغہ نکرہ میں ہے۔ اس لئے بہ آسانی ہو سکتا ہے کہ متعین شخصیت

کوئی بھی مراد نہ ہو۔ بلکہ تنوین محض اظہارِ عظمت کے لئے ہو۔ لیکن ایک گروہ نے کہا ہے کہ مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ اشارہ صحابیِ رسول عبداللہ بن سلام کی جانب ہے۔ گو اس پر اعتراض یہ ہوا ہے کہ سورۃ مکی ہے اور عبداللہ بن سلام ایمان لائے ہیں۔ حضورؐ کے قیام مدینہ کے آخر زمانہ میں۔

(۱۰۴) شدید القویٰ

النجم ۔ ع ۱

وحی قرآنی سے متعلق رسول اللہ صلعم کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ: ان کا کلام تو تمامتر وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ انھیں بڑی قوت والا (فرشتہ) سکھلاتا ہے۔

مشرکین عرب معتقد تھے کہ کاہنوں کے پاس علوم غیبی شیطانوں کے واسطہ سے پہنچتے ہیں۔ اُن کے رد میں ارشاد ہوا ہے کہ سرچشمۂ وحی تو رحمانی ہی ہے، واسطۂ وحی بھی ملکوتی ہے۔ یعنی ایسے زبردست فرشتہ کا واسطہ جس پر گمان کسی شیطانی اثر سے تاثر و مغلوبیت کا ہو ہی نہیں سکتا۔ مراد حضرت جبریلؑ ہیں

اے ملک شدید قواہ و ہو جبرئیل علیہ السلام عند الجمہور (مدارک)

ملاحظہ ہوں عنوانات: جبرئیل۔ روح الامین۔ روح القدس

(۱۰۵) شعیب۔ شیب

الاعراف ع ۱۱ (دو بار) الاعراف ع ۱۱ (دوبار) ہود، ع ۸ (چار بار) الشعراء، ع ۱۰۔ عنکبوت، ع ۴

پہلی بار نام یوں آیا ہے کہ: (ہم نے) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ دوسری جگہ یوں کہ ان کی قوم کے زردار متکبر لوگوں نے اُن سے کہا کہ: اے شعیب ہم تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کو بھی اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے یا یہ کہ تم پھر ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ۔ تیسری جگہ یوں کہ ان کے مومنین سے قوم کے کافر بڑے لوگوں نے کہا کہ: اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے پانچویں اور چھٹی جگہ ہے کہ: جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا۔ (ایسے مٹے کہ) گویا یہ لوگ گھروں میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ بڑا نقصان اٹھانے والے وہی رہے، ساتویں بار یہ کہ: اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ آٹھویں مرتبہ اُن کی قوم کی زبان سے ہے کہ: اے شعیب کیا یہ تمہاری نماز تمہیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہم اُن چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ نویں بار یہ کہ: اے شعیب تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں تو آتی نہیں۔ اور ہم تم کو تو اپنے مجمع میں کمزور ہی دیکھتے ہیں۔ دسویں جگہ ہے کہ: جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے بچا لیا شعیب کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت خاص سے

گیارہویں مرتبہ ہے کہ: پیمبروں کو ایکہ والوں نے جھٹلایا۔ جبکہ اُن سے شعیب نے کہا، کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے! اور بارہویں جگہ یہ کہ: (ہم نے) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

ان پیمبر شعیب بن میکیل کا نام توریت میں کہیں تیرو یا Jethro آیا ہے۔ مثلاً خروج ۳: ۱ میں اور کہیں حوباب Hobab۔ مثلاً گنتی ۱۰: ۲۹ میں۔ نسب نامہ ہماری تفسیروں میں یوں درج ہے: شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیمؑ۔

حضرت ابراہیم خلیلؑ کی تیسری زوجہ محترمہ کا نام بی بی قتورہ تھا ان کے بطن سے ایک صاحبزادہ مدین نامے تھے۔ جب شہر آباد ہونے لگا۔ تو قدیم دستور کے مطابق انھیں کے نام سے موسوم ہوا۔ مدین کا محل وقوع بحر احمر کا ساحل عرب تھا۔ کوہ طور کے جنوب و مشرق میں۔

آپ حضرت موسیٰ کے خسر تھے۔ آپ کی صاحبزادی بی بی صفورہ اُن کے عقد میں تھیں۔ توریت کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰ بحر احمر کو عبور کر کے مصر سے جزیرہ نمائے سینا میں آگئے۔ تو حضرت شعیب بھی ان کی بیوی اور دونوں صاحبزادوں کو لے کر اُن کے پاس آئے۔ اہل مدین ایک تجارت پیشہ قوم تھے۔ آپ کی تبلیغ کا خلاصہ دعوت توحید کے بعد یہی تھا یہی تھا کہ کاروبار میں پوری دیانت اختیار کرو۔ اور ہر قسم کی خیانت سے بچو۔ قوم نے آپکی بات نہ سنی۔ اور بالآخر عذاب سے ہلاک ہوئی۔ اہل کتاب ہی کی کتابوں میں بعض فاضلوں کا قول نقل ہوا ہے کہ حضرت کا نام حوباب تھا۔ جو عربی املا میں آکر شعیب ہو گیا اور یترو محض ایک تعظیمی لقب تھا۔

ص

(۱۰۶) صاحب الحوت ۔ مچھلی والے

القلم ، ع ۲

رسول اللہ صلعم کو خطاب کرکے ارشاد ہوا ہے کہ: اپنے پروردگار کی تجویز پر صبر کئے رہیئے ۔ اور مچھلی والے (پیمبر) کی طرح نہ ہو جائیے جبکہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا، اس حال میں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے ۔

مراد حضرت یونسؑ ہیں ۔ جنھیں مچھلی نگل گئی تھی ۔ اور وہ پھر زندہ برآمد ہو گئے تھے ۔ اس موقع پر ان کا یہ ذکر ہے کہ پروردگار نے اپنے فضل سے ان کی مناجات کو بطن ماہی کے اندر سے سن کر، انھیں مصیبت سے نجات دیدی ۔ ورنہ اگر ان کی توبہ قبول نہ ہو گئی ہوتی تو وہ شکم ماہی سے نکل آنے کے بعد بھی بیابان میں خستہ حال پڑے رہتے ۔ لیکن ایسا نہ ہونے پایا بلکہ وہ مقام مقبولیت پر از سر نو قائم کر دیئے گئے ۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذوالنون و یونس

(۱۰۷) صاحبکم ۔ تمھارے ساتھی ۔

السبا ع ۲ ۔ النجم ع ۱ ۔ التکویر ۔

پہلی جگہ مشرکین عرب سے خطاب کرکے ہے کہ: تم لوگ، اللہ کے واسطے

کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمہارے (ان) ساتھی کو دیکھیں) جنون تو نہیں ہے۔ دوسری آیت میں ہے کہ: (یہ) تمہارے ساتھی نہ راہ سے بھٹکے نہ غلط راستہ پر ہوئے۔ تیسری جگہ ہے کہ: تمہارے (یہ) ساتھی ذرا بھی مجنون نہیں ہیں۔

مراد تینوں جگہ حضور صلعم ہیں۔ مشرکین مکہ کو بتایا ہے کہ یہ تو تمہارے درمیان ہر وقت کے رہنے والے ہیں۔ انھیں خوب جانچ سکتے ہو۔

(۱۰۸) صاحبہ - اپنے رفیق (سے)

التوبہ۔ ع ۶

ذکر یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم جب غار میں اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ: "غم نہ کرو۔"

"صاحب" سے اشارہ حضرت عبداللہ ابوبکر صدیق صحابی رسول کی جانب ہے جو سفر ہجرت مدینہ کے وقت غار ثور میں رسول اللہ کے ہمراہ ٹھہرے ہوئے تھے۔

(۱۰۹) صاحبہم - ان کے ساتھی (کو)

الاعراف۔ ع ۲۳

مشرکین عرب کی طرف اشارہ کرکے ہے کہ: کیا ان لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو ذرا بھی جنون نہیں ہے۔ وہ تو محض ایک کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔

مراد ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ذات مبارک ہے۔

(۱۱۰) صالح
صالحًا } صالح

الاعراف ع ۱۰ (تین بار)، ہود، ع ۶ (تین بار)، ہود ع ۸، الشعراء ع ۸ - ۱۰، النمل، ع ۴

پہلی جگہ نام یوں آیا ہے کہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ دوسری جگہ قوم ثمود کے اہل وجاہت عوام مومنین سے کہتے ہیں کہ تمھیں یقین ہے کہ صالح اپنے پروردگار کے فرستادہ ہیں۔ تیسری آیت میں پھر انھیں کی زبان سے کہ: اے صالح، اگر پیمبر ہو تو اس عذاب کو لے آؤ جس کی دھمکی تم ہم کو دیتے ہو۔ چوتھی آیت میں یہ کہ: ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ پانچویں آیت میں قوم ثمود کی زبان سے یہ کہ: اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں بڑے ہونہار تھے۔ چھٹی آیت میں یہ کہ: جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا، تو ہم نے صالح کو اور جو اُن کے ساتھ ایمان لے آئے تھے، اپنی رحمت سے بچا لیا۔ ساتویں آیت میں حضرت شعیب کی زبان سے اپنی قوم کو مخاطب کرکے کہ: کہیں تم پر وہی مصیبت آ پڑے جیسی مصیبت کہ آ پڑی تھی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر۔ آٹھویں آیت میں یہ کہ: ثمود نے پیمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟ نویں جگہ یہ کہ: اور ہم نے ثمود کی

طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔

شمالی عرب کے ایک قدیم ترین پیمبر کا نام ہے۔ جن کا زمانہ حضرت ہود کے بعد کا ہے۔ توریت میں ایک نام ان سے ملتا ہوا سلح آتا ہے اگر انھیں کو صالح فرض کیا جائے، تو سلسلہ نسب یوں ٹھہرتا ہے۔ صالح بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ سر سید احمد خاں نے اپنی خطبات احمدیہ میں ایک شجرہ یوں دیا ہے۔ صالح بن عبید بن آصف بن شیخ بن جلید بن جود بن ثمود۔ مزار مبارک جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی کنارہ پر وادی سیرین نبی صالح کے نام سے آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے

آپ کی قوم یعنی قوم ثمود عرب کے شمالی و غربی علاقہ وادی القریٰ میں آباد تھی۔ اور اپنے زمانہ کی بڑی متمدن اور ترقی یافتہ قوم تھی۔

ض

(۱۱۱) ضیف ابراھیم - ابراہیم کے مہمان

الحجر، ع ۴۔ والذریٰت، ع ۲

پہلی جگہ ہے کہ: انھیں خبر دیجئے ابراہیم کے مہمانوں (کے قصہ) کی۔
اور دوسری جگہ یوں کہ: کیا آپ تک ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت پہنچی؟
یہ تین مہمان دراصل فرشتے تھے، جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیمؑ کے ہاں بہ طور مہمان اس زمانہ میں وارد ہوئے۔ جب آپ اپنے برادر زادہ حضرت لوطؑ سے الگ ہو کر شام میں وطن گزین ہو چکے تھے اور آپؑ اور آپ کی حرم محترم حضرت سارہؑ دونوں بہت مُسن ہو چکے تھے آپؑ نے ان کے آگے کھانا پیش کیا۔ اور اس کے بعد آپ کو پتا چلا کہ وہ انسان نہیں فرشتہ ہیں۔ پھر انھوں نے آپ کو بشارت دی کہ اس کبر سنی کے باوجود آپ کے ایک صاحبزادہ اسحاق نامے تولد ہوں گے۔ اور اس کے بعد یہ مہمان شہر لوط کو روانہ ہو گئے۔ اور یہ شہر انھیں کے لائے ہوئے عذاب سے برباد ہوا۔

سورۂ ہود رکوع ۷ میں بھی یہ قصہ ایک دوسرے عنوان سے بیان ہوا ہے۔

ط

(۱۱۲) طالوت ۔ طالوت

البقرۃ ع ۳۲

"تاریخ بنی اسرائیل کے ایک دور کے سلسلہ میں آتا ہے کہ ان لوگوں کے ان کے نبی نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے۔

طالوت بن کش وہی ہیں، جن کا ذکر توریت میں ساؤل کے نام سے آیا ہے۔ تاریخ میں یہ اسرائیل کے پہلے بادشاہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ زمانہ حکومت ۱۰۲۰ق م تا ۱۰۱۲ ق م مملکت فلسطین۔

توریت میں ان کے نصب حکومت کا ذکر بڑی طوالت کے ساتھ موجود ہے ان کے معاصر نبی حضرت شموئیل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بجائے جہاد و قتال کے لئے امیر ان کو، گو انھیں کے ذریعہ سے منتخب کیا۔ یہ اس وقت تک نسبتہً گمنام تھے۔ قرآن مجید میں ذکر ان کی صرف ایک ہی جنگ کا آتا ہے۔ جو یہ فلسطینوں کے سردار اور اس وقت کے نامور پہلوان جالوت کے مقابلہ میں کامیابی سے لڑے۔ عہد عتیق اور تاریخ یہود میں ان کے متعدد جنگی کارناموں کا۔ اور آخر میں فلسطیوں کے ہاتھوں ان کی ہزیمت و قتل کا ذکر بھی آتا ہے۔ یہودی نوشتوں میں ان کی ہمت و شجاعت، سرگرمی عمل اور غیر معمولی حسن صورت کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایک دن میں ۱۲۰ میل تک دھاوا مار دیتے تھے۔ ساتھ ہی انکی ہجو بھی یہود کے ہاں بہت آئی ہے۔

ع

(۱۱۳) عاد } عاد
عاداً

الاعراف، ع ۹ ۔ التوبہ، ع ۹ ۔ ہود، ع ۵ ۔ ہود ع ۶ (تین بار)
ابراہیم، ع ۲ ۔ الحجر، ع ۶ ۔ الفرقان، ع ۴ ۔ الشعراء، ع ۷،
عنکبوت ع ۴ ۔ ص، ع ۱ ۔ المومن ع ۴ ۔ حم السجدۃ ع ۲
(دوبار) الاحقاف ع ۳ ۔ ق، ع ۱ ۔ والذاریت، ع ۲ النجم ع ۳
القمر ع ۲ ۔ ۱ الحاقۃ ع ۱ (دو بار) والفجر۔

ذکر ۲۳ بار آیا ہے۔ پہلی بار یوں کہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (پیمبر بنا کر) بھیجا۔ دوسری جگہ یوں کہ: کیا ان (اہل عرب) کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو ان سے قبل ہو چکے ہیں (مثلاً) قوم نوح و عاد ثمود۔ تیسری بار یوں کہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ چوتھی آیت میں یوں کہ: یہ قوم عاد تھی۔ انھوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں سے ضد کر کے انکار کیا۔ پانچویں اور چھٹی بار یوں کہ: خوب سن لو کہ قوم عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ خوب سن لو کہ ہود کی قوم عاد کو دوری نصیب ہوئی۔ ساتویں آیت میں یوں کہ: کیا تمھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو تم سے قبل ہو چکے ہیں۔ مثلاً قوم نوح و عاد و ثمود۔ آٹھویں مرتبہ

یوں کہ: ان کے قبل قوم نوح و عاد و ثمود بھی تو تکذیب کر چکے ہیں۔ نویں آیت
میں یوں کہ: (اور ہم نے اسی طرح ہلاک کیا) قوم عاد و ثمود و اصحاب رس کو۔
دسویں مرتبہ یوں کہ: (قوم) عاد نے بھی پیمبروں کو جھٹلایا، جبکہ ان کے بھائی
ہود نے اُن سے کہا۔ گیارہویں آیت میں یوں کہ: اور (قوم) عاد و ثمود کو بھی ہم
نے ہلاک کیا، اور یہ تم پر ان کے مسکنوں سے ظاہر ہو چکا۔ بارہویں آیت میں
یوں کہ: ان سے قبل بھی تکذیب کر چکے تھے قوم نوح و عاد اور فرعون جس کے
کھونٹے گڑے ہوئے تھے۔ تیرہویں مرتبہ یوں کہ: مجھے تمہارے لئے دوسری
امتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے
بعد والوں کا حال ہوا تھا۔ چودہویں مرتبہ یوں کہ: میں تم کو ایسی آفت سے
ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی تھی۔ پندرہویں بار یوں کہ: پھر جو
لوگ عاد کے تھے، وہ ملک میں ناحق تکبر کرنے لگے۔ سولہویں مرتبہ یوں کہ،
آپ ذکر کیجئے قوم عاد کے بھائی (ہود) کا جبکہ انھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا۔
سترہویں آیت میں یوں کہ: ان کے قبل تکذیب کر چکے تھے قوم نوح اور
اصحاب رس اور ثمود اور عاد اور...۔ اٹھارہویں مرتبہ یوں کہ: اور عاد کے
قصہ میں بھی عبرت ہے) جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی تھی۔ انیسویں
[یوں کہ: وہ وہی ہے کہ اس نے عاد اول کو ہلاک کر دیا۔ بیسویں آیت
[میں یوں کہ: قوم عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا
[یوں کہ: ثمود اور عاد نے تکذیب کی (رس)، کھڑکھڑا دینے
[تیسویں بار یوں کہ: اور رہے عاد تو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے

اور تیئسویں آیت میں یوں کہ، کیا تو نے اس پر نظر نہیں کی، کہ تیرے پروردگار نے کیا معاملہ عاد (والوں) کے ساتھ کیا۔

عاد عرب کی ایک قدیم ترین قوم کا نام ہے۔ جنوبی عرب میں آباد تھی، اور اس کے حدود مشرق میں خلیج فارس کے شمال تک، اور مغرب میں بحر قلزم کے جنوب تک وسیع تھے۔ گویا آج کے یمن، عمان وغیرہ سب اسی میں شامل تھے۔ اور یہ قوم عرب کے پورے جنوب و مشرق پر قابض تھی۔ ملک کا پایۂ تخت یعنی شہر حضر موت تھا۔ اپنے زمانہ کی بڑی پرقوت وحشمت قوم تھی۔ فن تعمیر و ہندسہ میں ماہر۔ اس کے برجوں، قلعوں وغیرہ کی شہرت مدت دراز تک رہی۔

قوم کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔ اور اس کا مشہور نسب نامہ یہ ہے۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ قرآن مجید میں آگے چل کر جس علاقہ کا ذکر (الاحقاف کے نام سے آیا ہے (پ ۲۶ سورہ (الاحقاف) وہ اسی قوم کے زیر نگیں تھا۔ اور طول میں نجد سے حضر موت تک اور عرض میں عمان سے یمن تک ۳ لاکھ میل مربع کے رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان: ہود

لنا اولی باس شدید) ہمارے جنگجو بندے

) اسرائیل، ع ۱

طاب کر کے ہے کہ: پھر جب دو بار میں سے پہلی کی میعاد

آئے گی تو ہم تمہارے اوپر اپنے (ایسے) بندوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے، وہ گھروں میں گھس پڑیں گے۔

اشارہ بخت نصر تاجدار بابل (کلدانیہ) کے حملۂ اسرائیل واقع ۵۸۶ق.م کی جانب ہے۔ یہ لوگ بڑے جنگ جو جنگ آزما تھے۔ اور بخت نصر کی خون آشامیوں کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں۔ اس کے لشکر نے سرزمین شام کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یروشلم میں ہیکل سلیمانی کو شہید کیا۔ اور شہر میں آگ لگا دی۔ گھروں میں گھس گھس کر جان، مال ناموس، سب کو برباد کیا۔

(۱۱۵) عبداً من عبادنا۔ ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ

الکھف، ع ۹

حضرت موسیٰ اور آپ کے رفیق سفر کے سیاق ذکر میں ہے کہ: (ان) دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا۔ جس کو ہم نے اپنا ایک خاص فضل مرحمت کیا تھا۔ اور ہم نے اسے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم سکھایا تھا صحیح بخاری، اور دوسری کتب حدیث میں ان مقبول و برگزیدہ بندہ کا نام خضر آیا ہے۔ جن کی نبوت ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قرآن مجید کی شہادت ہے کہ انہیں ایک خصوصی علم بلا واسطۂ اسباب، حضرت حق سے مرحمت ہوا تھا۔ اور محققین نے شرح یہ کی ہے کہ یہ علم اسرار کونیہ تھا۔ حضرت موسیٰ انہیں بزرگ کے پاس حسب ہدایت خداوندی کچھ سیکھنے گئے تھے۔

اور بہت کچھ سیکھ کر اور تجربے حاصل کر کے واپس آئے۔ روایتوں میں آیا ہے انہیں عمر ابدی عطا ہوئی ہے۔ اور یہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بھی بتا دیا کرتے ہیں

(۱۱۶) عبدنا۔ ہمارا بندہ

البقرۃ، ع ۳ الانفال ع ۵

پہلی آیت میں ہے کہ: اگر تم اس (کلام) کی بابت شک میں ہو جو ہم نے بندہ پر نازل کی ہے۔ دوسری آیت میں ہے کہ: اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جسے ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن نازل کیا تھا، (یعنی حضرت صلعم)

دونوں جگہ اشارہ رسول اللہ صلعم کی جانب ہے۔ پہلی آیت میں ذکر قرآن مجید کا ہے۔ اور دوسری آیت میں غزوۂ بدر کا ہے۔ اور دونوں جگہ نسبت اپنی جانب کرنا کمال تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔

(۱۱۷) (ب) عبدہٗ (ہ) اپنے بندہ (کو)

بنی اسرائیل، ع ۱۔ الفرقان، ع ۱۔ والنجم، ع ۱۔ الحدید، ع ۱

پہلی آیت میں ہے کہ: پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ دوسری آیت میں ہے کہ: بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے (یہ) فیصلہ اپنے بندہ (خاص) پر نازل کیا۔ تا کہ وہ بندہ دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ تیسری آیت میں ہے کہ:

سو (اللہ) نے اپنے بندہ کی طرف وحی کی جو کی۔ اور چوتھی یہ کہ: وہ (اللہ) وہی ہے جو اپنے بندہ پر کھلے ہوئے نشان اُتارتا ہے کہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔

چاروں جگہ اشارہ ذات رسول کریم صلعم کی جانب ہے۔ اور پہلی آیت میں سیاق معراج کا ہے۔ اور باقی آیتوں میں قرآن یا کلام الہٰی کا ——
چاروں جگہ عبدیت کی نسبت اللہ نے اپنی جانب رسول کریم کے انتہائی قرب واختصاص کے اظہار کے لئے سر کی ہے۔

(۱۱۸) عجوزا۔ بوڑھی عورت۔ ضعیفہ

الشعرا، ع ۹۔ والصّٰفّٰت، ع ۴

پہلی جگہ حضرت لوط کے سلسلہ میں ہے کہ: ہم نے نجات دیدی اُن کو اور اُن کے سارے اہل بیت کو۔ بجز ایک ضعیفہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھیں۔ دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں یہی مضمون آیا ہے۔

دونوں جگہ مراد حضرت لوط کی کافر بی بی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: امراتک، امراۃ لوط۔ امراته

(۱۱۹) عُزّیٰ۔ عُزّیٰ

والنجم، ع ۱

نام لات اور منات کے ساتھ یوں آیا ہے: بھلا تم نے لات اور عُزّیٰ

اور اس تیسری منات کے حال میں بھی کبھی غور کیا ہے؟

یہ عرب میں قوت وطاقت کی دیوی تھی، جیسے ہندوستان میں درگا دیوی یہ دیوی قبیلۂ غطفان کی تھی، اور اس کی مورتی نخلہ میں نصب تھی۔ ظہور اسلام کے وقت اسی کا نام دیویوں میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اسی مورتی کے پاس ہی ایک مقدس درخت بھی تھا۔ اس کے پروہت بنی صرمہ کے لوگ تھے اور قریش بھی اس کی تعظیم کرتے تھے۔

اس کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ لبیک اللھم لبیک۔ لبیک وسعدیک ما اجبنا الیک۔

رسول اللہ صلعم نے اپنے زمانہ میں خالدؓ بن الولید صحابی کو بھیجا۔ انھیں نے جاکر مورتی توڑی۔ مندر کو گرایا، اور درخت کو کاٹ ڈالا۔

(۱۲۰) عُزیر - عُزیر

التوبۃ، ع ۵

نام کے ساتھ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے: یہود کہتے ہیں کہ عُزیر خدا کے فرزند (مجازی) ہیں۔

عُزیر یا توریت کے تلفظ میں عزرا (متوفی غالباً ۴۰۵ء ق،م) یہود کے مذہبی نوشتوں میں نبی سے زیادہ کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ اور کاتب سے مراد کاتب توریت ہے۔ بخت نصر (متوفی ۵۶۱ء ق م) کے حملہ یروشلم اور اس کی کامل تباہی وبربادی کے بعد جب توریت کا نسخہ بھی

یہود کے پاس سے غائب ہوگیا، تو انھیں حضرت عزیرؑ نے اُسے اپنی یادداشت
سے دوبارہ لکھا۔ اور اسی خدمت جلیل کے صلہ میں یہود نے انھیں مثیلِ موسیٰ
کہنا شروع کیا۔ بلکہ بعض نے انھیں اس مرتبہ سے بھی بڑھا دیا۔ ابن کا اطلاق
برخلاف ولد کے مجازی بیٹے پر بھی ہوتا ہے۔ یعنی لاڈلے اور چہیتے پر۔
چنانچہ ان کو اس معنی میں ابن اللہ کہہ کر انھیں اپنا مطاع کل سمجھتے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان: الذی مرّ علیٰ قریۃ

(۱۲۱) (ال) عزیز ۔ عزیز

یوسف ع ۶ ۔ یوسف ۔ ع ۹

نام کل دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ زنانِ مصر کی زبان سے کہ: عزیز کی
بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب نکالنے کو بہلا رہی ہے۔ دوسری
جگہ برادرانِ یوسف کی زبان سے جب وہ مصر میں غلّہ لینے کو آئے ہیں۔
اور بن یامین کی گرفتاری سرقہ کی علت میں ہو چکی ہے کہ: اے عزیز اسکا
باپ بہت بوڑھا ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیجئے۔

عزیز کوئی شخصی نام نہیں، ایک اونچے عہدہ کا سرکاری نام ہے۔ جیسے
وزیر اعلا، صدر اعظم، دیوان ریاست وغیرہ کے عہدے ہوتے ہیں۔ اسی
قسم اور اسی مرتبہ کا یہ بھی ایک اعلا عہدہ قدیم مصر میں تھا۔ پہلے عزیزِ مصر
وہ شخص تھے۔ جن کے گھر میں آکر حضرت یوسفؑ بہ طور غلام فروخت ہوئے
تھے۔ اور پھر آگے چل کر خود حضرت یوسف اس عہدہ پر پہنچ گئے۔

توریت میں اسے نوطیغار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کا ذکر صحیفۂ پیدائش میں دوبار آیا ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: التی بوفی بیتہا۔

(۱۲۲) عُصبۃٌ (منکم) تم میں کا ایک گروہ

النور، ع ۲

مومنین و منافقین مدینہ کو مخاطب کر کے اور حرم رسولؐ سے متعلق ایک تفضیحی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوا ہے: جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے۔ وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والے چھوٹے سے گروہ کے افراد کے یہ چار نام سیرت کی کتابوں میں منقول چلے آتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی (مشہور منافق اور اس تہمت کا بانی) حسان بن ثابت۔ مسطح بن اثاثہ۔ اور حمنہ بنت جحش۔

(۱۲۳) عیسیٰ - عیسیٰ

البقرۃ ع ۱۱۔ البقرۃ ع ۱۶۔ البقرۃ ع ۳۳ آل عمران ع ۴ (دوبار) آل عمران ع ۵ (دوبار) آل عمران ع ۹ النساء ع ۲۲ النساء ع ۲۳۔ المائدہ ع ۲۔ المائدہ ع ۱۱۔ المائدہ ع ۵ (دوبار) المائدہ ع ۱۶۔ الانعام ع ۱۰۔ مریم ع ۲۔ الاحزاب ع ۱۔ الشوریٰ ع ۲۔ الزخرف ۱

ع ۱۶ الحدید ع ۴۔ الصف۔ ع ۲۔ الصف۔ ع ۲۔

نام نامی ۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ پہلی جگہ یوں کہ: ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانات عطا کئے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس سے کرائی۔ دوسری جگہ دوسرے پیمبروں کے ساتھ عطف ہیں، کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر.... جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔ تیسری جگہ یوں کہ: اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانات دیئے۔ اور ہم نے ان کی تائید روح القدس کے ذریعہ سے کی۔ چوتھی مرتبہ فرشتوں کی زبان سے کہ: اے مریم اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، ان کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ پانچویں مرتبہ یوں کہ: پھر جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار ہی پایا تو بولے ... چھٹی آیت میں یوں کہ: وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تم کو موت دینے والا ہوں۔ ساتویں آیت میں یوں کہ: بیشک عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے۔ آٹھویں بار، دوسرے پیمبروں پر عطف کر کے یوں کہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر جو کچھ ہمارے اوپر اتارا گیا.... اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیمبروں کو دیا گیا۔ نویں مرتبہ اسرائیلیوں کے سیاق میں یوں کہ: یہ بہ سبب اُن کے اس قول کے کہ ہم نے مار ڈالا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو۔ دسویں مرتبہ دوسرے پیمبروں پر عطف کر کے یوں کہ: اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل.... اور عیسیٰ اور ایوب اور... پر گیارہویں مرتبہ یوں کہ: اور ہم نے اُن کے پیچھے بھیجا عیسیٰ

بن مریم کو تصدیق کرنے والے اپنے قبل کی کتاب یعنی توریت کے۔ بارہویں بار یوں کہ: اور جنھوں نے کفر اختیار کیا بنی اسرائیل میں سے۔ اُن پر لعنت ہوئی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے۔ تیرہویں آیت میں یوں کہ: اور وہ وقت یاد میں رکھو، جب اللہ عیسیٰ بن مریم سے کہیے گا۔ میرا انعام اپنے اور اپنی والدہ کے اوپر یاد کرو۔ چودھویں آیت میں حواریوں کی زبان سے یوں کہ: اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا پروردگار اس کو جائز رکھتا ہے کہ ہم پر خوان آسمان سے اُتارے؟ پندرہویں آیت میں یوں کہ: وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ خدا کے علاوہ مجھے اور میری والدہ کو بھی معبود بنالو۔ سولھویں بار یوں کہ: اور ہم نے ہدایت دی تھی زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو، یہ سب صالحین میں سے تھے۔ سترہویں آیت میں یوں کہ: یہ ہیں عیسیٰ بن مریم۔ (یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ اٹھارہویں بار یوں کہ: اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے (تمام) پیمبروں سے ان کا عہد لیا۔ اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی۔ انیسویں مرتبہ یوں کہ: اللہ نے تمھارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے آپ کے پاس وحی کی ہے اور ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی یہی حکم دیا تھا۔ بیسویں آیت میں یوں کہ: اور جب عیسیٰ کھلے ہوئے نشان لے کر آئے تو انھوں نے فرمایا کہ... اکیسویں

مرتبہ یوں کہ، پھر ہم نے یکے بعد دیگرے اُن کے پیچھے اور رسول بھیجے۔ اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ بائیسویں مرتبہ یوں کہ، اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تیئسویں بار یوں کہ، اے ایمان والوں والو، اللہ کے مددگار ہو جاؤ جب کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ اللہ کے لئے کون میرا مددگار ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام ملقب بہ المسیح سلسلۂ نبوت بنی اسرائیل کے خاتم ہیں سنہ عیسوی آپ ہی کی جانب منسوب ہے مسیحی تقویم میں ۴ سال کی غلطی شروع سے چلی آرہی ہے۔ اس لحاظ سے سمجھنا چاہیئے کہ آپ کی ولادت سنہ ق،م کی ہے۔ ملک شام کے علاقۂ ارض گلیل میں ایک قصبہ ناصرہ نامی ہے۔ آبائی وطن وہی ہے۔ اور اسی نسبت سے آپ مسیح ناصری مشہور ہیں لیکن آپ کی پیدائش بیت المقدس کے ایک گوشہ میں ہوئی۔ خاندان یوسف بن یعقوب بن ماتان نامے ایک حکیم کا تھا۔ یہ یوسف لکڑی کا کاروبار کرتے تھے۔ اس لئے یوسف نجار کے نام سے مشہور تھے۔ یہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کے شوہر تھے۔ پیدائش آپ کی ایک عجیب وخارق عادت طور پر ہوئی۔ یعنی قبل اس کے کہ آپ کی والدہ اپنے شوہر کی خلوت میں جائیں محض مَس ملکوتی سے حاملہ ہوگئیں۔ اور اس پر برادری والے طرح طرح مطعون بھی کرتے رہے۔ شام اس زمانہ میں رومی ملک کا ایک نیم خود مختار صوبہ تھا۔ اور ہیرودوس اُس وقت والیٔ شام تھا۔

کئی سال کی تبلیغ و دعوت کے بعد ۳۳ سال کی عمر میں اور غالباً ۲۹ء میں آپ پر رومی عدالت میں مقدمہ الزام بغاوت میں، یہود کی تحریک پر چلا اور انھیں کے شور و غوغا کی بنا پر آپ کو سزا بھی حاکم عدالت نے سولی کی دیدی اب اس کے بعد مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ آپ سولی پر وفات پاکر اور مدفون ہوکر تیسرے دن پھر زندہ ہوگئے، اور آسمان پر چلے گئے۔ لیکن جمہور اسلام کے عقیدہ کے مطابق آپ مصلوب ہونے سے بچ گئے، اور جس طرح آپ کی ولادت خارق عادت ہوئی تھی۔ اسی طرح بہ طور خرق عادت آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ سید احمد خاں اور بعض اور حدیث العہد فرقے اس کے نہیں۔ بلکہ آپ کی وفات طبعی کے قائل ہیں۔

آپؑ کی تعلیمات مسیحی عقیدہ کے مطابق اناجیل اربعہ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ زور، حلم و عفو، صلح و آشتی، صدقہ و خیرات پر ہے

انجیل مرقس ۶:۳ میں ذکر آپ کے چار بھائیوں یعقوب، یوسیس، یہودا اور شمعون کا نام لے کر آتا ہے۔ اور اجمالی طور پر آپ کی بہنوں کا بھی۔ نیز انجیل متی ۱۳: ۵۶ میں۔

غ

(۱۲۴) غلام - لڑکا

الحجر، ع ۴ - الصّٰفّٰت ع ۳ - الذاریٰت، ع ۲

تینوں جگہ بشارت حضرت ابراہیمؑ کو ایک فرزند کی دی گئی ہے۔ پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ: ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔ دوسری جگہ ہے: ہم نے انھیں بشارت دی کہ حلیم المزاج فرزند کی۔ تیسری جگہ بھی فرشتوں ہی کی زبانی ہے کہ: (فرشتوں نے) انھیں بشارت دی ایک فرزند کی جو بڑا عالم ہوگا۔

پہلی اور تیسری جگہ مراد حضرت اسحٰق ہیں۔ اور دوسری جگہ حضرت اسمٰعیل

ف

(۱۲۵) (ل) فتاہ اپنے خادم

سورۃ الکہف، ع ۹ (دو بار)

پہلی جگہ حضرت موسیٰ کے سفر کے سلسلہ میں آتا ہے کہ، جب موسیٰ نے اپنے خام سے فرمایا کہ میں اسی طرح برابر چلتا رہوں گا. تا آنکہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں۔ دوسری جگہ اسی سیاق میں ہے کہ، پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے تو (موسیٰ) اپنے خادم سے بولے کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ. ہم آج کے سفر میں تھک بہت گئے رہیں۔

فتیٰ کے لفظی معنی جوان کے ہیں۔ اور مجازی معنی غلام یا خادم کے۔ مراد حضرت یوشع بن نون ہیں، جو حضرت موسیٰ کے عزیز خاص و خادم خاص بھی تھے۔ اور جو بعد کو غالبًا نبوت سے خود بھی مشرف ہوئے. حسب روایت توریت۔ ۱۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

توریت میں آپ کا ذکر تفصیل سے ہے۔ اور خود قرآن مجید میں بھی بغیر نام کی تصریح کے دو جگہ تذکرہ آیا ہے۔ ایک جگہ تو وہی سفر کے سلسلہ میں اور دوسری جگہ فلسطین پر ارادۂ فوج کشی کے سلسلہ میں۔

ملاحظہ ہو عنوان: رجلان من الذین یخافون۔

(۱۲۶) فتیۃ ۔ (چند) جوان ۔

الکہف ۔ ع ۲

ذکر یوں آیا ہے: یہ لوگ (چند) نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تھے، اور ہم نے انھیں ہدایت میں ترقی دی تھی۔

اشارہ اصحاب کہف کی جانب ہے۔ ڈی سی ایس، رومی (دقیانوس) متوفی ۲۵۱ء کے زمانہ کے یہ چند نوجوان تھے۔ جنھوں نے مروج دین شرک کو چھوڑ کر، وقت کے نئے دین توحید، یعنی حقیقی مسیحیت کو اختیار کیا تھا۔ اور طرح طرح کے ظلم وستم برداشت کیے تھے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔ تعداد میں غالباً پانچ تھے۔ اور اُن کے ساتھ اُن کا کتا بھی تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان: اصحاب الکہف والرقیم۔

(۱۲۷) فرعون ۔ فرعون

الاعراف ع ۱۳ (دو بار) الاعراف، ع ۱۴ (دو بار) الاعراف ع ۱۵، یونس ع ۸ (دو بار)، یونس ع ۹ (چار بار)، ہود ع ۹ (تین بار) بنی اسرائیل ع ۱۲ (دو بار) طٰہٰ، ع ۱۔ طٰہٰ، ع ۲۔ طٰہٰ ع ۳۔ طٰہٰ ع ۴، الشعراء ع ۲ (تین بار)، الشعراء ع ۳ (دو بار)، الشعراء ع ۴، النمل ع ۱۔ القصص ع ۱ (پانچ بار) القصص ع ۴ (دو بار)

عنکبوت ع ۵۔ ص ع ۱۔ المومن ع ۳ (دو بار) المومن ع ۴ (چار بار) المومن ع ۵۔ الزخرف ع ۵۔ الدخان ع ۲۔ الذاریٰت ع ۲۔ ق۔ ع ۱ (دو بار) والذاریت ع ۲۔۱ التحریم ع ۲ المزمل ع ۱ (دو بار) الفجر۔

نام کل اتنے موقعوں پر آیا ہے۔ اور ان مفصل حوالوں کے بعد قرآن مجید میں ہر جگہ بہ آسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید کے سارے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعونِ مصر نہ صرف ظالم و ستمگر تھا۔ بلکہ بد دینی میں ترقی کر کے دعوئ الوہیت و ربوبیت تک پہنچ گیا تھا۔ اور مغرور و متکبر بھی تھا۔ حضرت موسیٰ جن کی پرورش ایک معجزانہ طریقہ پر محل شاہی ہی میں ہوئی تھی۔ ان کے اور ان کے بھائی حضرت ہارون کی ہر قسم کے افہام و تفہیم، پند و موعظت اس پر بے اثر رہی نہ وہ خدائے واحد پر ایمان لایا، نہ اپنے ظلم و سرکشی سے تائب ہوا۔ اُلٹا انھیں دونوں پیمبرانِ برحق کی تکذیب و تضحیک کرتا رہا۔ حضرت موسیٰ سے خوارق کا طالب ہوا۔ اور جب آپ کی تائید میں معجزات ظاہر ہونے لگے۔ تو ان کا بھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ہر بڑے معجزہ کے ظہور کے وقت ہنگامی طور پر وہ خائف و مرعوب ہو جاتا۔ اور بہ ظاہر توبہ کرتا نظر آتا لیکن مابعد پھر اس کی اکڑ عود کر آتی۔ اور انکار میں شدت اور بڑھ جاتی اس نے اور اُس کے ارکانِ دولت نے تشخیص یہ کی، کہ یہ دونوں بھائی سحر و نیرنجات کے ماہر ہیں۔ ان کا مقابلہ سلطنت کے ماہرین

سحر سے کرا دیا جائے۔ چنانچہ بڑی دھوم دھام اور سلطانی پروپیگنڈا کی مدد سے اس نے یہ مقابلہ کرایا۔ ساحروں کو شکست فاش ہوئی۔ انہیں یقین ہو گیا، کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سحر سے برتر و بالاتر کوئی روحانی قوت ہے۔ وہ ایمان لے آئے۔ فرعون نے انہیں بھی بڑی شقاوت کے ساتھ ہلاک کر ڈالا۔

آخر ایک شب حضرت موسیٰ اپنے ہمراہ قوم اسرائیل کو لے کر فلسطین کے ارادہ سے، مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ رات کے اندھیرے میں راستہ سے بھٹک کر سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ پیچھے سے فرعون اور لشکر فرعون نے آلیا۔ معجزۂ خداوندی سے سمندر پایاب ہو گیا۔ حضرت موسیٰ مع اپنی قوم کے پار ہو گئے۔ فرعونیوں نے جب قدم بڑھائے تو سمندر پھر سے مل گیا۔ اور فرعونی ڈوب گئے۔ خود فرعون جب غرق ہونے لگا۔ تو تائب و نادم ہوا۔ اب وقت توبہ گزر چکا تھا۔ حکم ہوا کہ نجات صرف جسم کو ملے گی۔ اور اسے دنیا کی عبرت کے لئے باقی رکھا جائے گا۔

قرآنی بیانات کا لب لباب اتنا ہی تھا۔

تاریخ مصر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کسی بادشاہ کا شخصی نام نہیں، بلکہ کئی صدیوں کی مدت تک شاہان مصر کا عمومی لقب۔ ہاں جیسے قیصر روم، کسرائے ایران، سلطان ترکی۔ اور فراعنۂ مصر کا ذکر بہ صیغہ جمع اسی طرح آتا ہے جیسے قیاصرہ، اکاسرہ، اور سلاطین کا۔ توریت

کے بین السطور سے ایسا معلوم ہوتا ہے، اور شارحین و علماء توریت کا مستحکم خیال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معاصر، ایک نہیں دو فرعون ہوئے ہیں ایک کا نام غالباً رعمیس ثانی تھا۔ اور دوسرے کا نام غالباً میر ینتھا ثانی۔ ایک کے زمانہ میں ظلم وستم اسرائیلیوں پر ہوئے۔ اور دوسرے کے عہد میں اسرائیلیوں کو مجبوراً مصر چھوڑنا پڑا۔ ناموں کی یہ تعین محض ظن و تخمین سے ہے۔ مصر کے اوراقِ تاریخ میں کوئی بات صاف نہیں ملتی — قرآن مجید کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ حضرت موسیٰ کے معاصر اگر متعدد شاہانِ مصر بھی ثابت ہو جائیں تو فرعون کا عمومی لقب سب پر حاوی ہوگا مُشرکین مصر کا سب سے بڑا دیوتا سورج تھا۔ اور یہ فرعون مصری عقیدہ میں اسی سورج دیوتا کے مظہر یا اوتار ہوتے تھے: جیسے ابھی ہمارے زمانہ میں شاہانِ جاپان مظہر الٰہ یا خدا کے مقدس اوتار ہوتے تھے۔ حضرت موسیٰ کے معاصر فرعون میں انانیت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اور اپنے اقتدار کو وہ عملاً خدائی اقتدار کا ہم پلہ سمجھنے لگے تھے — تاریخ کے صفحات رعمیس ثانی اور میر ینتھا ثانی دونوں کی ستم رانیوں کی خونیں داستان سے رنگین ہیں۔

مصر کے قدیم شہر تھیبس (Thebes) میں ایک فرعون مغروق کی نعش محفوظ تھی۔ جو بعد کو قاہرہ کے عجائب خانہ میں منتقل ہو آئی، یہ نعش عجب نہیں کہ اُسی فرعون موسوی کی ہو۔

(ق)

(۱۲۸) قارون - قارون

القصص، ع ۸ (دوبار) عنکبوت ع ۴ - المومن، ع ۳

نام چار جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ یوں کہ: قارون موسیٰ کی قوم کا آدمی تھا، سو اُس نے ان کے مقابلہ میں زیادتی اختیار کی۔ دوسری جگہ ہے کہ: جو لوگ دنیوی زندگی کے طلبگار رہتے وہ بولے کہ کاش ہم کو بھی ویسا ہی سازوسامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ تیسری جگہ ہے کہ: قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہم نے ہلاک کر دیا) اور بالیقین موسیٰ اُن کے پاس کھلے نشان لے کر آئے تھے۔ چوتھی آیت میں ہے کہ: ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی ہوئی دلیل دے کر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا، تو وہ لوگ بولے کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے،

قارون جس کا نام توریت میں قرح آتا ہے۔ اسرائیلی تھا۔ قبطی یا فرعون کا ہم قوم نہ تھا۔ بلکہ توریت کے نسب نامہ کے مطابق، حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی تھا۔ اپنی بے اندازہ دولت کے گھمنڈ میں آکر موسیٰ اور ربِّ موسیٰ سب سے باغی ہو بیٹھا۔

توریت میں ہے کہ اس کو اصل حسد و عناد حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ سے تھا۔ اور اسرائیلیوں کی ایک ٹکڑی ڈھائی سو آدمیوں کی اس کے ساتھ ہو گئی

(گنتی ۔ ۱۶ : ۳۲)

آخر میں اپنے خزانہ کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ اس کا خزانہ اتنا بڑا تھا کہ اس کے کلید برداروں ہی کا اس کو ایک مستقل عملہ رکھنا پڑا تھا (اور ہو سکتا ہے کہ کلید برداروں سے مراد خزانچی، نائب خزانچی سیاہہ نویس۔ چپراسی وغیرہ سب ہی ہوں، جیسے آج کے بینکوں میں ہوتے ہیں) قرآن مجید ہی میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قوم کے سامنے بڑے فخر و ناز سے نکلا، جس سے بہت سے لوگ اس پر رشک بھی کرنے لگے۔ اور جب لوگوں نے اسے سمجھایا کہ اتنا اترا مت۔ بلکہ اپنی اس نے انداز دولت میں سے کچھ خدا کی راہ میں بھی نکال۔ تو اس نے تمرد و طغیان کے ساتھ انکار کر دیا۔ پھر اس کے انجام سے بہتوں کو عبرت بھی حاصل ہوئی۔

(۱۲۹) قریش ۔ قریش

قریش ۔

ذکر یوں آیا ہے: قریش کے لئے عہد دلانے کی خاطر۔ جاڑے اور گرمی میں اُن کے سفر کے لئے عہد دلانے کی خاطر۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انھیں بھوک میں کھلانے کو دیا۔ اور انھیں خوف سے امن دیا۔

قریش شمالی اہل عرب کی نسل میں شریف ترین اور مشہور ترین قوم کا

نام ہے۔ اس کے مورث اعلا کا نام نضر بن کنانہ تھا۔ قریش کے لفظی معنی مجمع یا اجتماع کے ہیں۔ جب سے قصی بن کلاب نے انہیں مکہ میں اکٹھا کر دیا اسی معنی کے لحاظ سے انکا نام قریش پڑ گیا۔

قوم قریش متعدد قبیلوں پر شامل تھی۔ مشہور ترین قبیلے یہ دو تھے۔

(۱) بنی ہاشم۔ جس میں رسول اللہ صلعم کے علاوہ علیؓ۔ عباسؓ، حمزہؓ جعفرؓ۔ ابو طالب ابو لہب وغیرہ ہوئے ہیں۔

(۲) بنی اُمیہ۔ جس کے اکابر میں نام حضرت عثمانؓ۔ ابو سفیانؓ۔ امیر معاویہؓ کے لئے جا سکتے ہیں۔

نسبتہً کم مشہور، پھر بھی اپنے زمانے میں اچھے خاصے متعارف معروف، حسب ذیل قبیلے بھی اس قوم کے گزرے ہیں:۔

بنی مخزوم۔ (ابو جہل اور خالد بن ولیدؓ کا قبیلہ) بنی عدی (حضرت عمرؓ کا قبیلہ) بنی تیم (حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قبیلہ) بنی اسد۔ بنی سہم، وغیرہ۔

جنگ جوئی و نبرد آزمائی تو سارے عرب میں مشترک تھی۔ اس سے قطع نظر قریش کا مخصوص شغل تجارت اور کاروبار تھا۔ تجارت معمولی درجہ کی نہ تھی۔ قریش تاجر بڑی دور دور، اپنے ملک سے باہر نکل جاتے تھے۔ اور اُن کے تجارتی قافلے شمال، جنوب، مشرق، مغرب چاروں سمتوں میں شام، یمن، عراق و حبشہ برابر آتے جاتے رہتے تھے۔

قریش، پاس عہد، ذوق سیاحی، اور تجارتی معاملات میں مہارت

میں ملکوں ملکوں نام پائے ہوئے تھے۔ اور وقت کی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے سارے عرب میں ایک سردارانہ حیثیت رکھے ہوئے تھے۔

قریش محض خشکی کے تاجر نہ تھے، بحری تاجر بھی تھے: یہ اس وقت کی دنیا کے لئے ایک بڑی امتیازی چیز تھی۔ بحر ہند سے لے کر بحر احمر بلکہ بحر روم تک ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔

اور ریاست مکہ کی سرداری تو بہر حال قریش ہی کی کسی نہ کسی شاخ کے حصہ میں رہتی۔

اکابر قریش بشلاً ہاشم جدّ نبیؐ نے قریبی ملکوں کے بادشاہوں سے تعلقات بڑھا کر ان کا اعتماد اس درجہ حاصل کر لیا تھا، کہ ان ملکوں سے مسافروں کے، یا تجارتی قافلوں کے گزرنے کے لئے پاسپورٹ یا پروانہ راہداری انہیں اکابر قریش کے دستخط سے جاری ہوتے تھے ـــــ اور اس طرح قریش کی اونچی حیثیت ملکی ہی نہیں، بین الملکی طور پر بھی مسلم تھی۔

(۱۳۰) قوماً جبارین ـ ایک زبردست قوم

المائدۃ ـ ع ۴ ـ

بنی اسرائیل کی زبان سے حضرت موسیٰ کی ترغیب جہاد کے موقع پر:

وہ بولے کہ اے موسیٰ اس سرزمین پر تو بڑی زبردست قوم (آباد) ہے اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جائیں گے۔ جبتک وہ وہاں سے نکل نہ جائے۔

یہ ذکر اس زمانے کا ہے، جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر ارض سینا میں تھے۔ اور انہیں حکم یہ ملا تھا کہ اپنے وطن فلسطین یا کنعان پر قبضہ کرنے کے لئے جہاد و قتال کریں۔ قوم نے اس سے انکار کیا، اور عذر یہ پیش کیا، کہ وہاں جو قوم آباد ہے، وہ بڑی زبردست، جنگ جو اور کلّے ٹھلّے والی ہے۔ ہم اُن سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مراد قوم عمالقہ سے ہے، جس سے اسرائیلیوں سے مدت دراز تک جنگ جاری رہی۔ توریت میں ہے،۔

"وہ لوگ جو وہاں بستے ہیں، زور آور ہیں، اور اُن کے شہر بڑے مضبوط قلعوں میں ہیں۔ اور ہم نے بنی عناق کو بھی وہاں دیکھا۔ اور اس زمین میں دکھن کی طرف عمالیقی بستے ہیں۔ ..... ہمیں زور نہیں کہ ہم ان لوگوں پر چڑھیں، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں"

(گنتی۔ ۱۳: ۲۸ و ۳۲)

(۱۳۱) قوماً غضب اللہ علیھم

قوم جس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا۔

المجادلہ، ع ۳۔ الممتحنہ، ع ۲

پہلی آیت میں ہے کہ: کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی، جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے تھے۔ جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے؟ دوسری آیت میں ہے کہ: اے ایمان والو، ایسے لوگوں سے

دوستی نہ کرو۔ جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے۔

مراد دونوں جگہ مشرکین اور یہود ہیں۔ بلکہ یہود کی طرف اشارہ اور واضح معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اول تو انہیں کی مغضوبیت کا ذکر قرآن مجید میں اور بھی جا بجا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ دوسری آیت میں معًا بعد یہ الفاظ بھی ہیں قد یئسوا من الآخرۃ یعنی آخرت کی طرف سے بے آس ہو گئے ہیں۔ یہ صفت بھی یہود ہی پر زیادہ منطبق ہوتی ہے۔ انھیں نے اپنے مذہبی نوشتوں یہاں تک کہ خود توریت اور عہد عتیق کے دوسرے صحیفوں سے ذکر آخرت اس طرح نکال ڈالا ہے، کہ گویا ان کے دین کا کوئی تعلق ہی عالم آخرت سے نہیں۔ اور ان کا مطمح نظر تمامتر فلاح دنیوی ہی ہے۔

(۱۳۲) قومًا قد ضلوا من قبل۔

وہ قوم جو پیشتر گمراہ ہو چکی ہے۔

اہل کتاب خصوصًا مسیحیوں کے مشرکانہ عقائد کے سلسلہ میں ہے،

لے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی من مانی باتوں پر نہ چلو، جو پہلے (خود بھی) گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کر چکے اور راہ راست سے بہت بھٹک چکے ہیں۔

اشارہ مصر، یونان، روم کی اُن قدیم قوموں کی جانب ہے، جنکے

مشرکانہ عقائد مسیحیوں میں کثرت سے گھس آئے تھے۔ اور مصر و یونان کے مشرکبہ خیالات سے اکابر یہود بھی اچھے خاصے متاثر ہو چکے تھے ـــــ مصر کے جوگیوں، کاہنوں اور اشراقیوں کے، نیز یونان کے فلسفیوں کے عقائد و خیالات عموماً مشرکانہ ہی تھے۔ پہلے تو ان سے اکابر یہود ہی مرعوب و متاثر ہوئے، اور اپنے خالص توحیدی نظام کو انھیں کے مطابق بنانے لگے۔ پھر جب پولوس (پال) "مسیحی" کا زور ہونے لگا تو اس نے انھیں نیم مشرکانہ تعلیمات کو لے کر ان پر بیوند روم کے صریح مشرکانہ عقائد کا لگا دیا۔

(ل)

(۱۳۳) (ل) لات - لات

النجم، ع ۱

نام یوں آیا ہے: بھلا تم نے لات اور عزیٰ اور تیسری منات کے حال میں بھی غور کیا ہے؟

عرب کی ایک بڑی مشہور اور وقیع دیوی کا نام ہے۔ قدیم نباطی کتبات تک میں اس کا نام موجود ہے۔ یہ قبیلہ ثقیف کی دیوی تھی۔ اور سورج دیوتا کی مظہر تھی۔ اس کی مورتی طائف میں ایک ٹیلے پر نصب تھی۔ اس کے مندر کو کعبہ کے مدمقابل سمجھا جاتا تھا۔ اور کعبہ ہی کی طرح غلاف و پوشش اس کے لئے بھی تھی۔ اور خانۂ کعبہ ہی کی طرح اس کے لئے بھی ایک "حرم" قائم تھا۔ اس کے مجاور آل ابی العاص تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے زمانہ میں ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ صحابیوں کو بھیجا، جنھوں نے جا کر اس کی عمارت کو منہدم کیا۔ (المجبر)

(۱۳۴) لقمان - لقمان

لقمان، ع ۳ (دو بار)

نام دو جگہ پاس ہی پاس آیا ہے۔ پہلی جگہ ہے کہ: بیشک ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی، اور (یہ حکم) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو۔ اور دوسری جگہ یہ کہ: وہ وقت قابل ذکر ہے جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے۔ کہ اے بیٹا، اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا۔ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

ان کا مقبول و برگزیدہ ہونا تو قرآن مجید سے ظاہر ہی ہو رہا ہے۔ لیکن مسلک جمہور کے مطابق وہ نبی نہ تھے۔ والجمھور علی انه کان حکیماً لم یکن نبیاً (مدارک)، صرف عکرمہ وغیرہ سے ان کی نبوت کی بابت قول منقول ہے۔

کلام جاہلیت میں ایک نہیں، تین شخصیتوں کا نام لقمان آتا ہے۔ اور ان میں سے لقمان ثانی کا نام لقمان حکیم بھی مشہور ہے۔ عجب نہیں کہ قرآن مجید کا اشارہ انہیں کی جانب ہو۔ ان کے متعلق روایات تاریخی میں آتا ہے کہ یہ ایک آزاد شدہ غلام اور حضرت داودؑ کے ہمعصر تھے۔ اور باشندہ حبشہ یا سوڈان کے تھے — تاریخ یونان میں بھی ذکر ایک حکیم ایسپ (۶۱۹ء تا ۵۶۴ء ق،م) کا آتا ہے۔ ان کے بعض حالات میں حضرت لقمان کے ساتھ مشابہت ہے۔

قرآن مجید نے صرف ان کا موعظہ ان کے فرزند کے نام درج کیا ہے جو اہم دینی، اخلاقی، معاشری ہدایتوں پر شامل ہے۔

(۱۳۵) لوط | لوطؑ
لوطاً

الانعام، ع ۱۰، الاعراف، ع ۱۰، ہود، ع ۸ (تین بار) ہود ع ۹
الحجر، ع ۴، الحجر، ع ۵، الحج، ع ۶، الانبیاء، ع ۵ (دو بار)
الشعرا، ع ۸ (تین بار) النمل، ع ۴ (دو بار) عنکبوت، ع ۳،
عنکبوت ع ۴ (دو بار) صافات ع ۴، ص، ع ۲، ق ع ۱
القمر، ع ۲، التحریم ع ۲،

نام ۲۶ بار آیا ہے۔ پہلی آیت میں یوں کہ: (اور) ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے دنیا جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔ دوسری آیت میں یوں کہ: اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا، ارے! تم تو ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے اسے دنیا جہاں والوں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا۔ تیسری جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیم سے یوں کہ: ڈرئیے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ چوتھی مرتبہ یوں کہ: پھر جب ابراہیم سے خوف زائل ہو گیا اور ان کو خوش خبری مل گئی تو وہ لگے ہم سے قوم لوط کے بارہ میں بحث کرنے۔ پانچویں جگہ یوں کہ: اور جب ہمارے فرستادے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے کڑھے۔ چھٹی جگہ فرشتوں کی زبان سے

حضرت لوط سے یوں کہ: اے لوط ہم تو آپ کے پروردگار کے فرستادے ہیں
ان کی رسائی آپ تک نہ ہو سکے گی۔ ساتویں جگہ حضرت شعیب کی زبان سے
اپنی قوم سے یوں کہ: اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہوئی ہے۔ آٹھویں
جگہ فرشتوں کی زبان سے حضرت ابراہیم سے یوں کہ: ہم مجرم قوم لوط کی
جانب بھیجے گئے ہیں بجز خاندان لوط کے کہ انھیں ہم بچالیں گے۔ نویں بار
یوں کہ: پھر جب وہ فرستادے لوط کے گھرانے میں آئے تو (ان سے) کہا
کہ..... دسویں مرتبہ یوں کہ: اُن کے قبل بھی..... قوم لوط اور اہل مدین
بھی (اپنے پیمبروں کو جھٹلا چکے ہیں) گیارہویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کے
ذکر میں یوں کہ: ہم نے انھیں اور لوط کو ایسی سرزمین کی طرف پہنچ کر بچایا
جس کو ہم نے دنیا جہاں والوں کے لئے باعث برکت بنا دیا تھا۔ بارہویں
جگہ یوں کہ: اور لوط کو بھی ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا۔ تیرہویں اور
چودہویں جگہ یوں کہ: قوم لوط نے بھی پیمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی
لوط نے اُن سے کہا.... پندرہویں بار قوم لوط کی زبان سے یوں کہ:
اے لوط اگر تم باز نہ آئے، تو ضرور تم نکال دیئے جاؤ گے۔ سولھویں مرتبہ
یوں کہ: اور لوط کو بھی ہم نے پیمبر بنا کر بھیجا، جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے
کہا.... سترہویں جگہ قوم لوط کی زبان سے یوں کہ: لوط والوں کو اپنی بستی
سے نکال دو کہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ اٹھارویں مرتبہ
حضرت ابراہیم کے ذکر میں یوں کہ: پھر لوط اُن پر ایمان لائے۔ انیسویں
بار یوں کہ: اور لوط کو بھی ہم نے پیمبر بنا کر بھیجا، جبکہ انھوں نے اپنی

قوم والوں سے کہا.... بیسویں جگہ حضرت ابراہیم کی زبان سے فرشتوں سے یوں کہ: (مگر) وہاں تو لوط بھی ہیں۔ اکیسویں مرتبہ یوں کہ: پھر جب ہمارے وہ فرستادے لوط کے پاس پہنچے، تو وہ (ان کے آنے سے) کڑھے بائیسویں بار یوں کہ: اور بیشک لوط بھی پیمبروں میں ہوئے ہیں تیئیسویں مرتبہ یوں کہ: اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے بھی تکذیب کی تھی۔ چوبیسویں بار یوں کہ: ان کے قبل تو.... فرعون اور لوط والے اور اہل ایکہ اور قوم تبع، سب تکذیب پیمبروں کی کر چکے ہیں۔ پچیسویں بار یوں کہ: قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ چھبیسویں جگہ یوں کہ: اور اللہ اُن لوگوں کے لئے جو کافر ہیں مثال بیان کرتا ہے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی۔

حضرت لوط بن حاران بن تارح (آزر) اللہ کے پیمبر، برحق حضرت ابراہیم خلیلؑ کے بھتیجے تھے جب حضرت ابراہیم، ہجرت کرکے عراق یا شام کو چلے گئے۔ تو آپ بھی اس ملک میں، ہجرت گزین ہو گئے۔ جسے اب شرق اردن کہتے ہیں۔ آپ کی نافرمان و جرم پیشہ اُمت علاوہ بے دینی کے طرح طرح کی بد اخلاقیوں اور بدکرداریوں میں مبتلا تھی۔ آخر فرشتوں کے ذریعہ عذاب الٰہی آیا اور وہ بستی اُلٹ دی گئی۔ اور تخمینہ کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ ۱۹۰۰ سنہ ق، م میں وقوع میں آیا۔ شہر سدوم اور عمورہ ان بستیوں کے نام منقول چلے آتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ یہ بستیاں بحر مردہ (Dead Sea) کے عین کنارے پر تھیں۔

توریت میں ہے کہ آپ کی دو صاحبزادیاں عذاب الٰہی سے محفوظ آپ کے ساتھ ہی رہیں۔ آپ کی بیوی نافرمانوں سے ملی ہوئی تھیں۔ اور ان کا بھی انجام وہی ہوا، جو ساری قوم کا ہوا۔

توریت میں آپ کا ذکر بڑی تفصیل سے ہے۔ صحیفہ پیدائش۔ باب ۱۱ تا ۱۹ باب ۱۹۔ البتہ محرّفین توریت نے حسب عادت آپ کی جانب بھی بعض بڑی گندی باتیں منسوب کردی ہیں۔

(م)

(١٣٦) ماجوج - ماجوج

الکہف، ع ١١- الانبیاء ع ،

پہلی جگہ ذکر یوں کہ ذوالقرنین جب اپنے ایک مہم میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان کے بیچ میں جو قوم آباد تھی، اُس نے ذوالقرنین سے کہا: یاجوج وماجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، تو کہئے تو ہم آپ کے لئے سرمایہ جمع کر دیں، جس سے ہمارے ان کے درمیان کوئی روک قائم کر دیں؟ دوسری جگہ قرب قیامت کے سیاق میں ہے کہ: یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں اور سچا وعدہ قریب آ لگے۔

ماجوج ویاجوج کا اشتقاق اہل لغت نے مادہ اج سے کیا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے تموج وتلاطم کے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ ان کے یہ نام ان کی شدت شورش کی بنا پر پڑے۔

ماجوج ویاجوج دونوں نام قرآن مجید میں دونوں جگہ ساتھ ہی آئے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ دو منگولی قبیلے تھے۔ جو وسط ایشیا میں پہاڑی دروں کی آڑ میں آباد تھے۔ اور موقع پا کر یلغار کرتے ہوئے ترکوں کے درمیان گھس آتے تھے۔

عہد عتیق کے صحیفۂ حزقی ایل کے باب ۳۸ و ۳۹ میں یاجوج وماجوج کا ذکر بار بار آیا ہے، اور پیشگوئیاں بھی درج ہیں۔ لیکن کچھ تفصیلات بیان نہیں ہوئی ہیں، اور بائبل کے شارحین آج تک ان کی تعئین اور صحیح تعبیر میں مذبذب و متردد ہیں اور ان کی تحقیقات سے کچھ زیادہ روشنی قرآنی یاجوج وماجوج پر نہیں پڑتی۔ ایک قول ہے کہ ان قبیلوں کی سکونت ایشیائے کوچک اور آرمینیا میں تھی۔ اور ایک قول ہے کہ یہ وہی قومیں ہیں جو scythians یا تورانی کہلاتی ہیں۔ قرآنی اشاروں سے بس اتنا نکلتا ہے کہ یہ کوئی شورش پسند، شورہ پشت پہاڑی قبیلے تھے۔ جن کی آفتوں سے عاجز آکر پڑوس کی قوموں نے ذوالقرنین سے فریاد کی، اور ان نے کوئی مستحکم دیوار روک کے لئے تعمیر کرادی۔ اور قرآن ہی میں یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت میں یہ بند توڑ دیا جائے گا۔

عہد جدید کے صحیفۂ مکاشفہ یوحنا میں بھی یاجوج ماجوج کے قید سے چھوٹنے کی پیشگوئی درج ہے۔

"اور جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کرکے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر پھیل جائے گی"۔ (۲۰: ۸)۔

(۱۳۷) ماروت۔ ہاروت

(البقرۃ، ع ۱۲)

حضرت سلیمان کے سلسلہ میں آتا ہے کہ ان کے زمانہ کے شیاطین: پیچھے لگ گئے اس علم کے بھی بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اُتارا گیا تھا۔

روایات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت نام کے دو فرشتے ملک بابل میں کسی مصلحت تکوینی سے پیکر انسانی میں بھیجے گئے تھے۔ اور انھیں علوم سحر، کہانت و نیرنجات میں ملکہ تھا۔ لوگ ان کے پاس آکر بہانے بہانے اُن سے اس قسم کے خرافاتی علوم سیکھ لیتے تھے۔

(۱۳۸) مُحمد۔ محمدؐ

آل عمران ع ۱۵۔ الاحزاب ع ۵۔ محمدؐ ع ۱۔ الفتح ع ۶

پہلی آیت میں ہے کہ: محمد تو بس ایک رسول ہی ہیں۔ ان کے پیشتر بھی پیمبر گزر چکے ہیں۔ دوسری آیت میں ہے کہ: محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور پیمبروں کے خاتم ہیں۔ تیسری میں ہے کہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے ہیں۔ اُس پر جو اُتارا گیا ہے محمد پر، اللہ اُن سے ان کی برائیاں دور کردے گا۔ اور ان کی حالت سنوار دے گا۔

چوتھی میں ہے کہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اس نام کی صراحت کے ساتھ ذکر انھیں چار موقعوں پر آیا ہے۔ باقی ایک جگہ نام مبارک احمد آیا ہے۔ متعدد مقامات پر اشارۃً ذکر 'عبد' کے ساتھ آیا ہے۔ اور کہیں 'النبی' کہیں 'النبی الاُمّی' اور کہیں اور اور طریقوں سے کل ذکر بڑی کثرت سے آیا ہے۔

مراد ہر جگہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہاشمی قریشی ہیں۔ پیدائش مکہ معظمہ میں اپریل ۵۷۱ء میں، وفات شریف، مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (۸ جون ۶۳۲ء) کو۔ عرب کے متمدن ترین قبیلہ اور شریف ترین خاندان میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن، نوجوانی، جوانی کا ہر دور انتہائی پاکیزگی و شرافت کے ساتھ گزارا۔ تجارت پیشہ قوم میں بہ حیثیت ایک کامیاب و متدین تاجر کے بھی شہرت حاصل کی۔ عبادت و یاد الٰہی میں شروع سے ممتاز رہے تقویٰ کی ہر شاخ میں دوسروں کے لئے نمونہ ثابت ہوئے۔ ۴۰ سال کی عمر میں مرتبۂ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ مختلف مصلحتوں اور ضرورتوں سے متعدد عقد فرمائے۔ اولادیں بھی خاصی ہوئیں۔ جوان ہو کر صرف چار صاحبزادیاں زندہ رہیں۔ بعد نبوت ساری عمر دعوت توحید، اور تبلیغی و اصلاحی مشاغل میں صرف کی۔ اور جہاد کی ہمہ جہتی کوششوں کے ساتھ قتال کی بھی نوبت بارہا آئی، اور بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ اپنے بعد دنیا میں، اللہ کی بھیجی ہوئی بہترین کتاب کے علاوہ خود اپنے ملفوظات و معمولات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اور اپنے مخلص پیروؤں کی ہزارہا ہزار کی تعداد چھوڑ کر دنیا سے

تشریف لے گئے۔

'محمد' کے لفظی معنی ہیں ستودہ صفات، یعنی وہ جس کی مدح بار بار کی جائے یا جو صفات حسنہ کا جامع ہو۔ عرب میں یہ نام عام طور سے شائع نہ تھا ایک عرب مورخ نے کل سات شخصیتیں حضورؐ سے قبل اس نام کی گنائی ہیں اور ایک شخص سے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ اس کے والد نے یہی سن کر کہ اگلے پیمبر کا نام محمد ہو گا، اپنے لڑکے کا یہی نام رکھ دیا — قرآن مجید نے آپؐ کے کمالات اور کرامات کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اور بڑا زور آپ کی عبدیت و رسولیت پر دیا ہے، کہ عقیدۂ ابنیت، مظہریت وغیرہ کی جڑ ہمیشہ کے لئے کٹ جائے۔ دنیا کی تاریخ میں یہی نہیں کہ کامیاب ترین شخصیت آپؐ کی ہوئی ہے، بلکہ تاریخیت کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت بے نظیر ہے۔ جس تعداد میں اور جتنی جزئی تفصیل کے ساتھ حالات زندگی آپ کے ملتے ہیں۔ مشاہیر عالم میں کسی ایک شخص کے بھی نہیں ملتے۔

ملاحظہ ہو عنوان: احمد

(۱۳۹) مریم - مریم

آل عمران، ع ۴ (دوبار) آل عمران، ع ۵ (چار بار) النساء، ع ۲۲ - النساء، ع ۲۳ (دوبار) مریم ع ۲ (دوبار) التحریم ع ۲

پہلی جگہ والدۂ مریمؑ کی زبان سے ہے کہ: میں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں

ے اللہ ، دیتی ہوں ۔ دوسری جگہ حضرت زکریا کی زبان سے ہے کہ : اے
یم تجھے یہ کھانے پینے کی نعمتیں کہاں سے مل جاتی ہیں ؟ چوتھی اور پانچویں جگہ فرشتوں کی زبان
ے ہے کہ اے مریم بیشک اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے ۔ اے مریم اپنے پروردگار کی اطاعت
تی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرتی رہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ
ٹی جگہ پھر فرشتوں کی زبان سے ہے کہ : اے مریم تم کو اللہ خوشخبری دے
یا ہے ۔ اپنی طرف سے ایک کلمہ کی ، کہ ان کا نام (و لقب) مسیح عیسیٰ ابن مریم
گا ۔ ساتویں اور آٹھویں جگہ صرف نام آیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ۔ نویں جگہ
حضرت عیسیٰ کے سلسلہ میں ہے کہ : وہ تو اللہ کے ایک پیمبر ہی ہیں اور اسکا
لمہ ، جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک ۔ دسویں جگہ یہ ہے کہ : (اس) کتاب
یں ذکر کیجئے مریم کا ۔ اور پھر ذکر دور تک چلا گیا ہے ۔ گیارہویں جگہ یہود
کی زبان سے ہے ۔ جب آپ اُن کے پاس اپنے بچہ عیسیٰ کو لے کر آئی ہیں ۔ کہ : اے مریم تم نے تو یہ
غضب کی حرکت کی ۔ بارہویں جگہ یوں کہ ، اور اللہ مریم بنت عمران کا بھی حال بیان کرتا ہے
نہوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی ، اور انھوں نے
تصدیق کی اپنے پروردگار کے پیاموں کی اور اس کی کتابوں کی ۔ اور وہ طاعت کرنے والیوں میں تھیں
نام اتنے ہی موقعوں پر آیا ہے ۔ باقی تذکرہ اور بھی متعدد طریقوں پر آیا
ہے کبھی یہود کی زبان سے " اُخت ہارون " کے تحت میں ۔ کبھی حضرت عیسیٰ
کی زبان سے امی کے ماتحت اور کبھی حضرت عیسیٰ سے خطاب میں " والدتک " کے زیر عنوان

یہ مریم بنت عمران بن ماثان ، بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین
گھرانے میں ہیکل سلیمانی کے خادموں کے خاندان میں پیدا ہوئیں ۔ والدہ

ماجدہ کا نام حنہ تھا۔ اپنے والدین کے زمانۂ ضعیفی کی اولاد تھیں۔ بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ زمانہ شاہ ہیروڈس (متوفی ۴ ق۔م) فرماں روائے یہودیہ کا تھا۔

رشد، سعادت، صالحیت کے آثار بچپن ہی سے نمایاں تھے۔ عصمت وعفت میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ مسیحی روایتوں کے بموجب شادی قصبۂ ناصرہ کے یوسف نجار کے ساتھ ہوئی۔ لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے بطن سے ولادت اعجازی طور پر عیسیٰ مسیح (حسب املائے انجیل "یسوع") کی ہوگئی۔ اس کے بعد اور بھی اولادیں آپ کے بطن سے ہوئیں انجیل متی میں ذکر یسوع کے اور بھائیوں کا بھی آیا ہے (۱۲: ۴۶، ۱۳: ۵۵ وغیرہ) اور بعض انجیلی روایتوں میں تصریح بھی چار بھائیوں اور بہنوں (بہ صیغۂ جمع) کی ہے۔ مسیحی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی مصلوبی کے وقت آپ موجود تھیں۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں ہے:-

"اور یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی ماں کی بہن مریم کلوپاس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔ یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا پاس کھڑے ہوکر ماں سے کہا کہ اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا کہ دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اسی وقت سے وہ شاگرد اُسے اپنے گھر لے گیا" (۱۹: ۲۵۔ ۲۷)

قرآن مجید نے واضح طور پر آپؑ کو دنیا کی بزرگ ترین خواتین میں سے بتایا ہے۔ اور آپ کی عصمت، پاکیزگی، برگزیدگی کی پر زور شہادت دی ہے۔

سال وفات مسیحی روایتوں کے مطابق ۴۸ء ہے۔

(۱۴۰) (ال) مسیح ۔ مسیح

آل عمران، ع ۵ ۔ النسا، ع ۲۲ ۔ النسا، ع ۲۳ ۔ النسا، ع ۲۴
المائدۃ ۔ ع ۳ (دوبار) المائدۃ، ع ۱۰ (تین بار) التوبہ ع ۵ (دوبار)

پہلی آیت میں ہے کہ: اے مریم اللہ تمہیں خوش خبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، ان کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ دوسری آیت میں یہود کی زبان سے کہ: ہم نے مار ڈالا عیسیٰ بن مریم کو جو مسیح اور اللہ کے پیمبر تھے۔ تیسری جگہ یہ کہ: مسیح عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے ایک پیمبر ہی ہیں۔ چوتھی جگہ یوں کہ: مسیح ہرگز اس سے عار نہ کریں گے کہ وہ اللہ کے ایک بندہ ہی ہیں۔ پانچویں اور چھٹی جگہ یہ کہ: وہ لوگ یقیناً کافر ہوگئے۔ جنھوں نے کہا کہ خدا تو عین مسیح ابن مریم ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تو اللہ سے کون کچھ بھی بچا سکے اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ کو، ساتویں اور آٹھویں جگہ یوں کہ: یقیناً وہ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ خدا ہی تو عین مسیح بن مریم ہے۔ حالانکہ خود مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو نویں مرتبہ یوں کہ یہ مسیح بن مریم اور کچھ نہیں ہیں بجز ایک رسول کے۔ دسویں بار یوں کہ: نصرانیوں نے کہا کہ مسیح فرزند خدا ہیں۔ گیارہویں بار مسیحوں سے متعلق کہ: ان لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ

کے علاوہ خدا بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

لفظ غالباً عبرانی سے معرب ہو کر آیا ہے۔ بہرصورت لقب خصوصی حضرت عیسیٰ کا ہے۔ اور مراد اس سے مبارک ہے۔ مسیحی اور یہودی اصطلاح میں اس سے مراد وہ منجی ہے۔ جو نسل اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے آنے والا تھا۔

ملاحظہ ہو عنوان: عیسیٰ۔

(۱۴۱) (ال) منواۃ۔ منات

النجم ع ۱

نام صرف ایک جگہ آیا ہے، دوسری دیویوں کے ساتھ ہیں: کیا تم نے لات اور عزیٰ پر نظر کی ہے اور تیسری (دیوی) منات پر بھی۔

عرب کی مشہور ترین دیویوں میں اس کا بھی شمار تھا، یہ دیوی تقدیر و قسمت کی تھی۔ ہندوستان کی لکشمی دیوی سے ملتی ہوئی۔ اس کی مورتی بحر احمر کے ساحل پر قدیمہ میں نصب تھی۔ بندرگاہ ینبوع اور بندرگاہ رابغ کے درمیان۔ اس کے خاص پجاری مدینہ کے قبیلے اوس و خزرج تھے اور یہ بھی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بنی ازد بھی۔ ان کے یاتریوں کا تلبیہ حسب ذیل تھا۔ لبیک اللھم لبیک، لبیک لولان بکرؓ ا دونک یتبرک لنا و بحیر دنک مازال ابح عنج یا تونک انا علی عدوا نہم من ودنک۔

ارزقی کی اخبار مکہ میں ہے، کہ یہ دیوی بنی ازد و بنی غسان کی تھی۔

وہ اس کا حج کرتے اور اس کی تعظیم بجالاتے تھے۔ اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرکے اور عرفات ہوکر منیٰ سے فراغت پاکر واپس آتے تھے۔ تو اپنے سر کے بال منات ہی کے پاس آکر اتروا تے تھے۔ اس کے ڈھانے کو سعد بن زید اشہلی روانہ ہوئے تھے۔ اور انہیں نے یہ مہم سر کی۔ ابن ہشام میں اس خدمت کو ابو سفیان کی جانب منسوب کیا ہے۔ اور شک کے ساتھ حضرت علیؓ کی جانب بھی۔

(۱۴۲) موسیٰ۔ موسیٰ

البقرۃ، ع ۶ (چار بار) البقرۃ ع ۷ (دو بار) البقرۃ ع ۸۔ البقرۃ ع ۱۱ (دو بار) البقرۃ ع ۱۴۔ البقرۃ ع ۱۶۔ البقرۃ ع ۳۲۔ آل عمران، ع ۹۔ النساء، ع ۲۲ (دو بار) النساء، ع ۲۳۔ المائدۃ ع ۴ (تین بار) الانعام ع ۱۱۔ الانعام ع ۱۹۔ الاعراف ع ۱۳، (دو بار) الاعراف ع ۱۴ (تین بار) الاعراف، ع ۱۵ (دو بار) الاعراف، ع ۱۶ (تین بار) الاعراف ع ۱۷ (پانچ بار) الاعراف ع ۱۸ (دو بار) الاعراف، ع ۱۹ (دو بار) الاعراف، ع ۲۰ (دو بار) یونس ع ۸ (چار بار) یونس، ع ۹ (چار بار) ہود، ع ۲۔ ہود۔ ع ۱۰۔ ابراہیم، ع ۱ (دو بار) ابراہیم، ع ۲۔ بنی اسرائیل ع ۱۔ بنی اسرائیل ع ۱۱ (دو بار) الکہف، ع ۹ (دو بار) مریم، ع ۴۔ طٰہٰ، ع ۱ (چار بار)

طٰہٰ، ع ۲ (تین بار) طٰہٰ، ع ۳ (پانچ بار) طٰہٰ، ع ۴ (چار بار) طٰہٰ ع ۵۔ الانبیاء، ع ۴۔ الحج، ع ۶۔ المومنون، ع ۳ (دو بار) الفرقان، ع ۴۔ الشعراء، ع ۲۔ الشعراء، ع ۲ (تین بار) الشعراء ع ۴ (چار بار) النمل، ع ۱ (تین بار) القصص، ع ۱۔ القصص ع ۲ (چار بار) القصص، ع ۴ (چھ بار) القصص، ع ۵ (چار بار) القصص ع ۸۔ العنکبوت، ع ۴۔ الاحزاب، ع ۹۔ الصافات، ع ۴ (دو بار) المومن، ع ۳ (تین بار) المومن۔ ع ۴۔ المومن، ع ۶۔ حم السجدة ع ۶۔ الشوریٰ، ع ۲۔ زخرف ع ۵۔ الاحقاف، ع ۲۔ الاحقاف، ع ۴۔ الذاریٰت، ع ۲۔ النجم، ع ۳۔ الصف، ع ۱ النازعات، ع ۱۔ الاعلیٰ، ع ۱

نام نامی ۱۲۸ بار آیا ہے۔ اس کثرت سے قرآن میں ذکر کسی دوسرے انسان کا نہیں آیا ہے۔

موسیٰ بن عمران نسل لادہ بن یعقوبؑ (اسرائیل) سے تھے۔ اور سلسلۂ اسرائیل کے مشہور ترین پیغمبر گزرے ہیں۔ توریت میں تصریح ہے کہ عمر ۱۲۰ سال کی پائی۔ پیدائش مصر میں ہوئی اور وفات دشت سینا کے علاقہ موآب میں کوہ بنو پر۔

مورخین اور اثریین کا خیال ہے کہ آپ کا زمانہ پندرہویں اور سولھویں صدی قبل مسیح کا تھا۔ سر چارلس مارسٹن کے تخمینہ میں ولادت ۱۵۲۰ء ق،م میں ہوئی۔ اور وفات ۱۴۰۰ء ق،م میں ایک دوسرا تخمینہ

۱۵۷۱ء سنہ تا ۱۴۵۱ سنہ ق،م کا بھی ہے۔

توریت میں ہے کہ آپؑ کی والدہ ماجدہ کا نام یوکید تھا۔ اور آپؑ کے ایک بھائی تھے۔ حضرت ہارونؑ، جو خود بھی پیمبر ہوئے اور ایک بہن مریم نامے۔

آپ کی ولادت کے وقت فرعون قاہر نے حکم دے رکھا تھا کہ حدود مصر میں کوئی اسرائیلی بچہ زندہ نہ چھوڑا جائے، بلکہ پیدائش کے وقت ہی مار ڈالا جائے۔ آپ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ اور آپ کی والدۂ ماجدہ نے اشارہ غیب پاکر صندوق میں لٹا کر اُسے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ نیل قصر شاہی کے نیچے سے گزرتا تھا۔ فرعون مع ملکہ کے اتفاق سے اس وقت دریا کی سیر دیکھ رہا تھا۔ بہتا ہوا صندوق دیکھ بچہ کو نکال لیا۔ ملکہ کو بہت محبوب لگا، اور فرعون سے پرورش کرنے کو مانگ لیا۔ اس طرح آپ کی پرورش و پرداخت شاہی محل میں ہونے لگی۔ جب آپؑ جوان ہوئے تو ایک روز سر راہ ایک مصری (قبطی)، ایک اسرائیلی کو پیٹ رہا تھا، اُس نے آپ سے فریاد کی۔ آپ نے مظلوم کی حمایت میں اس کے ایک مکا مار دیا۔ اور اتفاق سے وہ اُسکے ایسا لگا کہ وہ وہیں ختم ہو گیا۔ دوسرے دن بات پھوٹی۔ اور آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ آپ مصر چھوڑ کر مدین پہنچے۔ اور یہاں حضرت شعیبؑ کے ہاں اُن کا کاروبار دیکھنے پر ملازمت کر لی۔

اور یہیں ان کی ایک صاحبزادی بی بی صفورہ کے ساتھ آپ کا

عقد بھی ہو گیا۔ اُن کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے جیرسوم اور الیعزر نامے بھی ہوے۔ کئی سال بعد آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو لے کر مصر واپس ہوئے راستہ میں ایک اندھیری رات میں آپ کو کوہ طور پر روشنی نظر آئی۔ آگ کی تلاش میں آپ قریب گئے، تو معلوم ہوا کہ تجلّی خداوندی ہے۔ وہیں آپ کو نبوت اور باری تعالیٰ سے ہمکلامی کی سرفرازی حاصل ہوئی۔ ساتھ ہی یہ حکم ملا کہ مصر جاکر فرعون کو دعوت توحید و ایمان دو۔ اور آپ کی درخواست پر حضرت ہارون بھی اس خدمت میں آپ کے شریک قرار پائے۔

آپ نے مصر پہنچ کر ہر طرح کی کوشش دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں کر ڈالی۔ معجزات و خوارق بھی۔ اذن خداوندی سے طرح طرح کے دکھائے۔ فرعون اور اس کے درباریوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ فرعون اپنے کو سورج دیوتا کا اوتار اور اس لئے اپنے کو خود بھی معبود یا دیوتا سمجھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ ہی میں خدائے واحد کی دعوت، اور اپنی عبدیت کسی طرح نہ آئی۔ اور وہ اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہا۔ معجزات و خوارق دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ سب سحر کی کرشمہ سازی ہے۔ بڑے بڑے ماہرین سحر کو بلا کر پیمبرؑ سے مقابلہ کرایا۔ ساحروں کو شکست فاش ہوئی اور موسیٰ کی پیمبری پر ایمان لے آئے۔ فرعون الٹا اُن پر بھی برہم ہوا۔ اور انھیں سخت سزاؤں کے ساتھ ہلاک کر ڈالا۔ آخر میں عذاب الٰہی کی گرفت ہوئی۔ سالہا سال کے بعد اشارۂ خداوندی سے حضرت موسیٰ

اپنی ساری قوم کو لے کر وطن اسرائیل ارض فلسطین کے ارادہ سے شبا شب روانہ ہوئے۔ اور راستہ بھول کر بجائے خشکی نکل جانے کے بحر قلزم کی ایک شاخ کے سامنے آ گئے۔ فرعون کو خبر ہوئی، تو مع لشکر کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ پیمبر نے حکم خداوندی سے سمندر میں قدم رکھدیا تھا۔ اور سمندر معاً سمٹ کر اسرائیلیوں کے لئے پایاب ہو گیا۔ اور اسرائیلی دوسرے کنارے پر سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے۔ لیکن جب یہ دیکھ کر فرعون نے بھی سمندر پار کرنا چاہا، تو پانی کی سمٹی ہوئی دیواریں اکبارگی پھر مل گئیں۔ اور فرعون مع لشکر کے غرق ہو گیا۔

اب صحرائے سینا سامنے تھا۔ حکم ہوا کہ شمال کی سمت میں کچھ اور آگے بڑھ کر اپنے آبائی ملک فلسطین (کنعان)، پر قبضہ کر لو۔ جس پر اب عمالقہ قابض ہو گئے تھے۔ اسرائیلی اس قوم کی حربی شوکت وحشمت سے مرعوب ہو چکے تھے۔ اپنے میں اُن سے مقابلہ کی سکت نہ پاکر ہمت چھوڑ بیٹھے۔ اس بزدلی و پست ہمتی پر عتاب الٰہی نازل ہوا، کہ اچھا اب ۴۰ سال تک اسی صحرا میں بھٹکتے پھرو گے۔ اسی درمیان میں ایک اہم واقعہ قارون (توریت کی زبان میں قرح) کی بغاوت کا پیش آیا۔ یہ آپ ہی کے خاندان کا ایک شخص تھا۔ اور بہت بڑا مہاجن اور سرمایہ دار۔ اپنی دولت کے غرور میں آکر دین حق سے برگشتہ ہو بیٹھا۔ توریت میں ہے کہ اُسے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ سے حسد تھا۔ اور ڈھائی سو اشخاص کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کی ہم نوا ہو گئی۔ آخر اسے عبرتناک سزا سب کے سامنے یہ ملی، کہ اسے

مع اس کے سارے خزانہ کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

قرآن مجید ہی نے حیات موسوی کے بعض اور واقعات بھی ذرا تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ مثلاً ایک مقرب و مقبول بندہ سے جو اسرار کونیہ کے ماہر تھے۔ ملاقات اور ہم سفری۔ قوم کو ایک مخصوص قسم و رنگ کی گائے کے ذبیحہ کا حکم اور اس کی تعمیل میں قوم کا لیت و لعل۔ قوم کو صحرا میں غذا کا سامان قدرتی طور پر مل جانا، اور اس سے اُکتا کر قوم کی طرف سے طرح طرح کی زمینی پیداوار کی فرمائش۔ اور حضرت موسیٰ کی عارضی غیر حاضری کے زمانہ میں ایک گمراہ شخص سامری کے اغوا میں آکر قوم کی گوسالہ پرستی۔ وغیرہا۔ اور ان میں سے اکثر واقعات کی تفصیل توریت میں بھی مذکور ہے۔ ان سب کا ذکر ان شاء اللہ راقم راقم السطور کی قصص القرآن میں ملے گا۔

اسی زمانۂ قیام میں حضرتؑ کی طلبی کوہ طور پر، مع چند بزرگان قوم کے ہوئی۔ اور نزول توریت سے سرفرازی ہوئی۔ حضرت موسیٰ کی شخصیت تاریخی اعتبار سے، دنیا کی چند مشہور ترین اور برترین شخصیتوں میں سے ہے۔ یہود تو آپ کو اپنا قبلۂ ایمان سمجھتے ہی ہیں، عیسائی دنیا بھی آپ کی پیغمبرانہ عظمت و جلالت کی قائل ہے۔ اور قرآن مجید نے بار بار آپ کی ذات کو بطور ایک مثالی کردار کے پیش کیا ہے۔

(۱۴۳) میکال - میکائیل

البقرۃ، ع ۱۲

نام یوں آیا ہے: جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو اللہ بھی بالیقین مخالف ہے (ایسے) کافروں کا۔

میکائیل ایک فرشتہ مقرب کا نام ہے۔ جن کا کام بندوں کو رزق پہنچانا۔ اور پانی برسانا ہے۔ اور ان کا شمار اُن چار ملائکہ مقربین میں ہے جن میں سے ان کے علاوہ جبرئیل و اسرافیل و عزرائیل ہیں۔

یہودی عقیدہ میں یہ خدا کا مقرب ترین و معظم ترین فرشتہ ہے۔ قوم اسرائیل کا مستقل حامی، و شفیع، جو خدا سے ہمہ وقت اسرائیلیوں کے حق میں دعائے خیر کرتا رہتا ہے۔ صحیفۂ دانیال کی پیشگوئیوں میں ہے:-

"اس وقت میکائیل وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اُٹھے گا۔" (۱۲: ۱)

اور اسی صحیفہ میں دو جگہ اور بھی نام اسی عظمت کے ساتھ آیا ہے:-

"اور دیکھ، میکائیل جو سرداروں میں بڑا ہے۔ میری مدد کو پہنچا۔" (۱۰: ۱۳)

"اور کوئی نہیں ہے جو اُن کے مقابلہ میں میری کمک

کرنے کے لئے کمر باندھے گا مگر میکائیل جو تمہارا سردار ہے۔"

(۱۰: ۲۱)

مسیحیوں کے ہاں بھی اس کی عظمت مسلم ہے۔ عہد جدید میں دو جگہ نام آیا ہے۔ (یہوداہ کا عام خط ۹ و مکاشفہ، ۱۲: ۷) اور دونوں جگہ بہ طور مقرب فرشتہ کے۔

عام یہودی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ پہ توریت بھی میکائیل ہی کے واسطہ سے نازل ہوئی تھی۔

(ن)

(۱۴۴) نساء النبی - پیمبر کی بیبیو!

الاحزاب، ع ۴ - الاحزاب، ع ۴

ذکر صرف دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ ہے اے نبی کی بیبیو، تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اسے دہری سزا دی جائے گی۔ دوسری جگہ یہ کہ اے نبی کی بیبیو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جبکہ تم تقوی اختیار کرو۔

فقہا و مفسرین نے ازواج نبی کی فضیلت خصوصی پہلی ہی آیت سے نکالی ہے۔ اور پھر دوسری آیت نے قرآن کے نص کی مُہر اُس پر لگا دی۔

ازواج نبی صلعم یا امہات المومنین، متفقہ طور پر، حسب ذیل تھیں۔

(۱) حضرت خدیجہؓ بنت خویلدؓ (متوفیہ ۱۰ نبوی)

(۲) حضرت سودہؓ بنت زمعہ (متوفیہ ۵۴ھ)

(۳) حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ (متوفیہ ۵۸ھ)

(۴) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ (متوفیہ ۴۵ھ)

(۵) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ (متوفیہ ۴ھ)

(۶) حضرت اُم سلمہؓ بنت اُمیہ (متوفیہ ۶۳ھ)

(۷) حضرت زینبؓ بنت جحش (متوفیہ ۲۰ھ)

(۸) حضرت جویریہؓ بنت الحارث (متوفیہ ۵۰ھ)

(۹) حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان (متوفیہ ۴۴ھ)

(۱۰) حضرت صفیہؓ بنت حیی (متوفیہ ۵۰ھ)

(۱۱) حضرت میمونہؓ بنت الحارث (متوفیہ ۵۱ھ)

بعض اور بی بی صاحبان کے نام بھی آئے ہیں، مگر وہ روائتیں قطعی نہیں۔ ان گیارہ میں سے دو بیویوں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہ کا انتقال ان آیتوں کے نزول سے قبل ہو چکا تھا اس وقت صرف نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔

(۱۴۵) نسرًا۔ نسر

نوح، ع ۲

قوم نوح کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں اس کا بھی نام آیا ہے جب ان لوگوں نے کہا: اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا، اور نہ ود کو اور سواع کو اور نہ یغوث، یعوق و نسر کو۔

نسر دوربینی اور حدت نظر کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی شکاری پرندہ (باز یا عقاب) کی شکل کی تھی۔ اس کی پرستش جنوب حرب وغیرہ میں بھی ہوتی تھی۔ اس کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔
لبیک اللھم لبیک اِنا عبید وکلنا میسرۃ عتید وانت ربنا الحمید

اردو الینا ملکنا و الصید۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: سواع، ود، یعوق و یغوث۔

(۱۴۶) نوح ⎫
نوحًا ⎭ نوح

آل عمران، ع ۴۔ النساء ع ۲۳۔ الانعام ع ۱۰ الاعراف ع ۸

الاعراف ع ۹۔ التوبۃ ع ۹۔ یونس ع ۸، ہود ع ۳ ہود ع ۴

ہود ع ۸ (چار بار) ابراہیم ع ۲ بنی اسرائیل ع ۱ بنی اسرائیل ع ۲

مریم ع ۴۔ الحج ع ۶ المومنون ع ۲ الفرقان ع ۴ الشعراء ع ۶

(تین بار) عنکبوت، ع ۲۔ الاحزاب ع ۱۔ الصافات ع ۳ (دو بار)

ص، ع ۱۔ المومن ع ۱۔ المومن، ع ۴۔ الشوریٰ، ع ۲ ق ع ۱

الذاریات، ع ۳۔ القمر، ع ۱۔ الحدید ع ۳۔ نوح ع ۱۔ نوح، ع ۲ (دو بار)

اسم سامی ۴۳ بار آیا ہے۔ پہلی جگہ ذکر یوں کہ: بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو دنیا جہان والوں پر برگزیدہ کیا۔ دوسری آیت میں یوں کہ: یقیناً ہم نے آپ پر وحی بھیجی جیسی کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔ تیسری جگہ حضرت ابراہیم کے سلسلہ میں کہ: اور نوح کو ہم ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں۔ چوتھی جگہ یوں کہ: بالیقین ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ پانچویں آیت میں حضرت ہود کی

زبان سے کہ: وہ وقت یاد کرو، جب اللہ نے تمھیں بعد قوم نوح کے آباد کیا تھا۔
چھٹی جگہ یوں کہ: کیا انھیں خبر ان قوموں کی نہیں پہنچی جو ان سے قبل ہو چکی ہیں۔
(مثلاً) قوم نوح، عاد و ثمود۔ ساتویں جگہ یوں کہ: آپ انھیں نوح کا قصہ پڑھکر
سنائیے۔ آٹھویں جگہ یوں کہ، بالیقین ہم نے نوح کو بھیجا انکی قوم کی طرف۔ نویں جگہ
یوں کہ: (انکی قوم والے) بولے کہ: اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے تو اب تم وہ
لے آؤ جس سے ہم کو دھمکایا کرتے تھے۔ دسویں مرتبہ یوں کہ: نوح کی طرف
وحی بھیجی گئی کہ اب تمھاری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا بجز انکے
جو اب تک لا چکے۔ گیارہویں مرتبہ یوں کہ: نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ
کنارے پر تھا۔ بارہویں مرتبہ یوں کہ: نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا۔
تیرہویں جگہ یوں کہ: اللہ نے فرمایا کہ اے نوح یہ تمھارے گھر والوں سے نہیں
چودھویں بار یہ کہ: ارشاد ہوا کہ اے نوح اترو ہماری طرف سے سلامتی اور
برکتیں لے کر اپنے اوپر بھی اور ان جماعتوں پر بھی جو تمھارے ساتھ ہیں۔
پندرہویں بار حضرت شعیب کی زبان سے کہ: اے میری قوم میری ضد تمھارے
لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر وہ مصیبت آ پڑے، جو آ پڑی تھی قوم
نوح اور قوم ہود اور قوم صالح پر۔ سولھویں مرتبہ یوں کہ، کیا تمھیں ان لوگوں
کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے قبل ہو چکے ہیں، (مثلاً) قوم نوح و عاد و ثمود۔ سترھویں
مرتبہ یوں کہ: اے ان لوگوں کی نسل جنھیں ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں سوار
کیا تھا۔ اٹھارہویں جگہ یوں کہ: اور ہم نے کتنی ہی امتوں کو نوح کے بعد سے
ہلاک کر ڈالا ہے۔ انیسویں جگہ یوں کہ: اور بعض (ابراہیم) ان کی نسل سے تھے

انھیں ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی پر سوار کیا تھا۔ بیسویں بار یہ کہ: اس سے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح و عاد و ثمود والے۔ اکیسویں آیت میں یہ کہ: بےشک ہم نے نوح کو بھیجا ان کی قوم کی طرف۔ بائیسویں جگہ یہ کہ: ہم نے قوم نوح کو بھی غرق کر دیا۔ جب انھوں نے پیمبروں کو جھٹلایا اور انھیں لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیا۔ تیئسویں اور چوبیسویں بار یہ کہ: نوح کی قوم نے پیمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں! پچیسویں بار یہ کہ: وہ لوگ بولے کہ اگر اے نوح تم باز نہ آئے تو ضرور ہی سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔ چھبیسویں مرتبہ یہ کہ: اور بالیقین ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف پیمبر بنا کر بھیجا۔ ستائیسویں جگہ یہ کہ: اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے (تمام) پیمبروں سے ان کا عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور ... سے بھی۔ اٹھائیسویں مرتبہ یہ کہ: اور ہم کو نوح نے پکارا، اور ہم بہترین فریاد سننے والے ہیں۔ انتیسویں بار یہ کہ: نوح پر رحمت ہو عالم والوں کی۔ تیسویں جگہ یہ کہ: اور اس سے پہلے بھی جھٹلا چکے تھے قوم نوح اور عاد اور فرعون والے جس کے کھونٹے گڑے ہوئے تھے۔ اکتیسویں جگہ یوں کہ: اُن کے قبل قوم نوح بھی تکذیب کر چکی تھی اور ان کے بعد کے گروہ بھی۔ بتیسویں بار یوں کہ: مجھے تمہارے لئے (دوسری) امتوں کے سے عذاب کا اندیشہ ہے... جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور ان لوگوں کے بعد والوں کا حال ہوا تھا۔ تینتیسویں بار یوں کہ: اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے، جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا،

اور جس کی اس نے آپ کی طرف وحی کی ہے۔ چونتیسویں مرتبہ یوں کہ: ان کے قبل تکذیب کر چکے ہیں قوم نوح اور اصحاب رس اور...۔ پینتیسویں بار یوں کہ: اور ان سے قبل قوم نوح کا بھی یہی حال ہو چکا تھا، وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔ چھتیسویں بار یوں کہ: اس سے قبل قوم نوح نے جھٹلایا سو انھوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا۔ سینتیسویں بار یوں کہ: ہم ہی نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا، اور ان کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔ اڑتیسویں جگہ یوں کہ: ہم ہی نے نوح کو بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ۔ اُنتالیسویں بار یوں کہ: نوح نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی۔ چالیسویں جگہ یوں کہ: نوح نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار، زمین پر اب کوئی کافر جیتا نہ چھوڑیو۔

حضرت نوح بن لمک کا شمار دنیا کے قدیم ترین انبیا میں ہے۔ حسب روایت توریت حضرت آدم سے دسویں پشت میں تھے۔ وطن ملک عراق، عمر ۹۵۰ سال کی پائی۔ زمانہ شارحین توریت کے ظن و تخمین کے مطابق از ۲۹۴۸ء تا ۱۹۹۸ء ق م، ایک دوسرے اندازہ کے مطابق از ۳۰۰۰ء تا ۲۸۵۰ء ق م توریت کے صحیفۂ پیدائش میں آپ کا مفصل ذکر باب ۵ سے باب ۹ تک موجود ہے۔ لیکن اس میں توریت کے حسب دستور مناقب کے ساتھ ساتھ مثالب بھی ہیں۔

شرک کا زور آپ کے زمانہ میں پوری طور سے ہو چکا تھا۔ اور اہم ترین بُت یہ پانچ تھے:-

ود ـ یہ دیوتا قوت مردانہ اور محبت و عشق کا تھا، اور اس کی مورت ایک قوی و توانا مرد کی شکل میں تھی ۔

سواع ـ حسن و محبوبی کی دیوی تھی ۔ اس کی مورت ایک حسین عورت کی شکل میں تھی ۔

یغوث ـ یہ دیوتا جسمانی قوت و شہزوری کا تھا ۔ اور اس کی مورتی شیر یا بیل کی شکل کی ہوتی تھی ۔

یعوق ـ یہ دیوتا بھاگ دوڑ اور تیز روی کا تھا ۔ اور اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں تھی ۔

نسر ـ یہ دیوتا دور بینی اور حدت نظر کا تھا ۔ اس کی مورتی شکاری پرندہ، باز یا عقاب کی شکل کی ہوتی تھی ۔

آپ نے عمر آج کل کے معیار سے نہایت طویل پائی ۔ لیکن ۹۵۰ سال کی عمر اس وقت کے معیار سے کچھ ایسی غیر معمولی نہیں کہی جا سکتی ۔ آپ کے والد کی عمر (حسب روایت توریت) ۷۷۷ سال کی ہوئی تھی اور جد امجد کی ۹۶۹ سال کی ۔ آپ کے زمانہ میں بلکہ آپ ہی کی بددعا سے وہ طوفان عظیم آیا جس سے ساری ساری نسل انسانی ڈوب گئی (اور وہ اس وقت سمٹی سمٹائی ہوئی کل دوآبہ دجلہ و فرات میں آباد تھی) بجز آپ کے صاحب ایمان عزیزوں اور رفیقوں کے ۔ دوبارہ نسل آدم زمین پر آپ ہی کے واسطہ سے چلی ۔

(و)

(۱۴۷) وَدَّا ۔ وَدّ

نوح ۔ ع ۲

نام قوم کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں آیا ہے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ نہ ود کو نہ سواع کو نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔

یہ دیوتا قوت مردانہ اور عشق و محبت کا تھا۔ اس کی مورت ایک قوی ہیکل مرد کی شکل میں تھی۔ اس کے جاتریوں کا تلبیہ، تلبیہ حج کی طرح یہ تھا۔ لبیک اللھم لبیک لبیک معذرۃ الیک۔ اس کی پوجا شمالی عرب میں بھی جاری رہی۔ اور اہل عرب اس سے خوب مانوس ہو گئے۔ اس کا استھان عرب میں دومۃ الجندل میں تھا۔

ملاحظہ ہوں عنوانات؛ یغوث ۔ یعوق ۔ سواع ۔ نسر

(ھ)

(١٤٨) ھاروت - ہاروت

البقرۃ، ع ١٢

حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کے شیاطین کے لئے آیا ہے کہ: وہ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو ملک بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا

ملاحظہ ہو عنوان: ماروت

(١٤٩) ھارون - ہارون

النساء ع ٢٣ - الانعام ع ١٠ - الاعراف ع ١٤ - الاعراف ع ١٧
یونس، ع ٨ - مریم، ع ٤ - طٰہٰ - ع ٢ طٰہٰ - ع ٣ (تین بار) الانبیاء
ع ٤ - المومنون، ع ٣ - الفرقان، ع ٤ - الشعراء، ع ٢ - الشعراء
ع ٣ - القصص - ع ٤ - الصافات ع ٤ (دو بار)

ذکر مبارک ۱۰ بار آیا ہے۔ پہلی آیت میں دوسرے پیمبروں پر عطف کر کے یوں کہ: ہم نے وحی بھیجی ابراہیم .... اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر دوسری آیت میں بھی دوسرے انبیاء کے سلسلہ میں یوں کہ: اور نوح کو ہم

ہدایت دے چکے تھے زمانہ ماقبل میں اور ان کی نسل میں سے.... اور موسیٰ اور ہارون کو تیسری جگہ ساحران فرعون کی زبان سے یوں کہ: ہم ایمان لے آئے پروردگار عالم پر، وہی جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون کا. چوتھی مرتبہ یوں کہ: اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری جانشینی کرنا. پانچویں جگہ یوں کہ: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس. چھٹی جگہ حضرت موسیٰ کے ذکر میں یوں کہ: اور ہم نے اپنی رحمت سے انھیں ان کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت سے عطا کیا. ساتویں جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے یوں کہ: اور میرے گھر والوں میں سے میرا ایک معاون مقرر کر دیجئے (یعنی) ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں. آٹھویں بار یوں کہ: پھر ساحر سجدہ میں گر گئے اور بولے کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر نویں مرتبہ یوں کہ: ان لوگوں سے ہارون نے قبل ہی کہا تھا کہ اے میری قوم والو، تم اس کے سبب سے گمراہی میں پھنس گئے ہو. دسویں مرتبہ حضرت موسیٰ کی زبان سے کہ: اے ہارون تمھیں اس سے کون امر مانع ہوا کہ تم میرے پاس چلے آتے. جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ بھٹک گئے ہیں. گیارہویں مرتبہ یوں کہ: اور بالیقین ہم عطا کر چکے ہیں. موسیٰ اور ہارون کو ایک چیز فیصلہ کی اور روشنی کی اور نصیحت کی. پرہیزگاروں کے لئے. بارہویں مرتبہ یوں کہ: پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ. تیرہویں جگہ حضرت موسیٰ کے سلسلہ میں یوں کہ: اور ہم نے

اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارون کو ان کا معین بنا دیا۔ چودہویں بار حضرت موسیٰ کی زبان سے کہ: اے میرے پروردگار مجھے اسی کا اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں۔ سو تو ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دے۔ پندرہویں مرتبہ ساحران فرعونی کی زبان سے کہ: ہم ایمان لے آئے پروردگار عالم پر۔ موسیٰ و ہارون کے پروردگار پر۔ سولھویں جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے کہ: اور میرے بھائی ہارون کہ وہ مجھ سے زیادہ خوش بیان ہیں۔ انھیں بھی میرے ساتھ رسالت میں دیجئے مددگار بنا کر۔ سترہویں آیت میں یوں کہ: اور ہم نے موسیٰ و ہارون پر بھی احسان کیا۔ اٹھارویں مرتبہ یوں کہ: سلام ہو موسیٰ و ہارون پر۔

یہ حضرت ہارون بن عمران حضرت موسیٰ کے بھائی تھے۔ عمر میں آپؑ سے تین سال بڑے۔ ۱۰۲ سال کی عمر میں بہ مقام ایدوم وفات پائی۔ زوجۂ محترمہ کا نام الشبع تھا، اور اُن سے آپ کے چار فرزند تولد ہوئے۔ خوش بیانی میں آپ حضرت موسیٰ سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور انھیں کی درخواست پر آپ کو پیمبری بھی عطا ہوئی تھی۔ تاکہ فرعون کے دربار میں تبلیغی تقریریں پوری فصاحت کے ساتھ کر سکیں۔ توریت مروجہ میں آپؑ پر بے دھڑک الزام گوسالہ پرستی کا لگا دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے اس اتہام سے آپ کی پوری صفائی پیش کی ہے۔ حضرت موسیٰؑ جب نزول توریت کے وقت کوہ طور پر طلب ہوئے تھے۔ تو ان کی غیبت میں ان کی قائم مقامی آپ ہی نے فرمائی تھی۔ تقویٰ اور تدین میں آپ کو مثالی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا،

(۱۵۰) ھامان۔ ہامان

القصص ع ۱ (دو بار) عنکبوت ع ۴۔ المومن۔ ع ۴

نام چار بار آیا ہے۔ پہلی جگہ یوں کہ: اور ہم کو یہ منظور ہوا کہ.... فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو ان میں سے وہ چیز دکھادیں جس سے وہ بچنا چاہتے تھے۔ دوسری بار یوں کہ: بیشک فرعون اور ہامان اور انکے لشکری بڑے خطاکار تھے۔ تیسری آیت میں یوں کہ: اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہم نے ہلاک کردیا) چوتھی مرتبہ یوں کہ: فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے بلند عمارت بنوا، کہ میں اس سے آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچوں۔

چاروں جگہ ہامان کا ذکر فرعون ہی کے سلسلہ میں آتا ہے۔ اور جس طرح فرعون کسی فرد کا شخصی نام نہیں، بلکہ ایک خاندان کے فرماں رواؤں کا عمومی لقب، تھا۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہامان بھی کوئی اونچا سرکاری لقب تھا۔ تاریخ سے تو اتنا بہرحال ثابت ہے کہ مصر کے ایک بہت بڑے دیوتا کا نام آمون تھا۔ اور اس کے بڑے پجاری کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ عجب نہیں کہ وہی سرکاری لقب عربی تلفظ میں آکر ہامان بن گیا ہو۔

(۱۵۱) ھُود
ھُودًا

ہُودٌ

الاعراف ع ۸، ہود، ع ۵ (چار بار) ہود، ع ۸، الشعرا، ع ۷،
پہلی جگہ ہے کہ: اور ہم نے عاد کی طرف سے اُن کے بھائی ہود کو بھیجا
دوسری جگہ بھی بالکل یہی مضمون ہے۔ تیسری جگہ قوم کی زبان سے ہے
کہ: اے ہود تم ہمارے پاس کوئی سند لے کر تو آئے نہیں ہو۔ چوتھی جگہ یوں
کہ: جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچا، تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اُن کے
ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچالیا۔ پانچویں بار یوں کہ: خوب
سن لو کہ عاد قوم ہود کو دوری نصیب ہوئی! چھٹی مرتبہ حضرت شعیب
کی زبان سے اپنی قوم کو مخاطب کرکے ہے کہ: کہیں تم پر بھی مصیبت آپڑے
جیسی مصیبت آپڑی تھی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر۔ ساتویں بار
قوم عاد کے ذکر میں ہے کہ: اُن سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم
(اللہ سے) ڈرتے نہیں؟

حضرت ہود سامی نسل کے قدیم ترین پیمبروں میں سے ہوئے ہیں۔
جنوبی عرب میں آج بھی قبر نبی ہود کے نام سے ایک مقام مرجع خلائق
و زیارت گاہ ہے۔ فرنگی سیاحوں نے بھی اس کا ذکر بار بار کیا ہے
آپ کی قوم جنوبی عرب میں آباد تھی۔ اس کے حدود مشرق میں

خلیج فارس کے شمال تک وسیع تھے۔ اور مغرب میں بحر قلزم کے جنوب تک۔ گویا آج کے یمن، عمان وغیرہ سب پر شامل۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ توریت کے صحیفۂ پیدائش میں آپؑ ہی کا نام عبر (Haber) کر کے آیا ہے۔

(ی)

(۱۵۲) یاجوج ۔ یاجوج

الکہف، ع ۱۱ ۔ الانبیاء، ع ۷

ملاحظہ ہو عنوان: یاجوج

(۱۵۳) یحییٰ ۔ یحییٰ

آل عمران، ع ۴ ۔ الانعام ع ۱۵ ۔ مریم، ع ۱ (دوبار) الانبیاء ع ۶

پہلی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ: (اے زکریا) اللہ آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدا اور بڑے ضبط نفس کرنے والے۔ دوسری جگہ دوسرے انبیاء پر عطف کرکے ہے کہ: (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو، یہ سب صالحین میں تھے تیسری جگہ حضرت زکریا کو خطاب کرکے ہے کہ: ہم تم کو بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے یحییٰ نامی کی۔ چوتھی مرتبہ خود انھیں سے خطاب ہے کہ: اے یحییٰ مضبوط پکڑو کتاب کو۔ پانچویں جگہ حضرت زکریا کے سلسلہ میں ہے کہ: سو ہم نے اُن کی پکار سن لی، اور ہم نے انھیں یحییٰ کو عطا کیا۔

یہ یحییٰ بن زکریا، جن کا نام عہد جدید میں یوحنا آیا ہے، اسرائیلی انبیاء میں بجز حضرت عیسیٰ کے، سب سے آخری نبی ہوئے ہیں۔ یہود آپ کی نبوت

کے شدید منکر ہیں۔ اور قرآن مجید نے آپؑ کی نبوت کا اثبات انہیں کے مقابلہ میں کیا ہے۔

آپ کی والدہ، بی بی الیشبع حضرت مریم کی بہن ہوتی تھیں۔ اور اس طرح آپ حضرت عیسیٰ کے خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ اور اُن سے صرف چھ مہینہ قبل دنیا میں تشریف لائے۔ توحید کے ساتھ ساتھ آپ کی خصوصی دعوت زہد و اتقا کی تھی۔ اپنی زندگی بھی انتہائی سادگی بلکہ تنگ حالی کے ساتھ گزاری۔ والیٔ شام ہیرودیس نے شادی اپنی بھاوج کے ساتھ کرلی تھی۔ جو یہودی شریعت میں جائز نہ تھی۔ آپؑ نے اس پر ٹوکا اس سے اس کو آپؑ کے ساتھ دشمنی پیدا ہوگئی۔ پہلے اس نے آپ کو قیدخانہ میں ڈالا۔ اور پھر ایک جشن مسرت کے موقع پر اس نئی بیوی کے اشارہ سے اس نے آپ کا سر قلم کرنے کا حکم دے دیا۔ اور آپ ۳۰ء میں شہید ہوگئے۔

مسیحی صحیفوں میں آپؑ کو حضرت عیسیٰ کے نقیب و منادی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ آپؑ کی دعوت و تبلیغ کا میدان یہودیہ کا بیابان اور وادیٔ یردن تھی۔ انجیل متی میں ہے کہ آپ کا لباس اونٹ کے بالوں کا رہتا تھا۔ اور غذا جنگل کا شہد اور ٹڈیاں۔ اور ایک چمڑے کا پٹکا باندھے رہتے تھے۔ آپؑ کی درویشانہ عظمت اور صالحانہ مرتبہ کو اکابر یہود (مثلاً مورخ جوزیفس) نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(۱۵۴) یعقوب - یعقوب

البقرۃ، ع ۱۶ (چار بار) آل عمران، ع ۹۔ النسا، ع ۲۳۔

الانعام، ع ۱۰۔ ہود، ع ۷۔ یوسف، ع ۵۔ یوسف ع ۹

مریم، ع ۳۔ الانبیا، ع ۵۔ عنکبوت، ع ۳۔ ص، ع ۴

نام نامی ۱۶ بار آیا ہے۔ پہلی بار یوں کہ: ابراہیم اس کی (دینی توحید کی) ہدایت کر گئے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب بھی (اپنے بیٹوں کو)۔ دوسری جگہ یوں کہ: بھلا کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت آ پہنچی؟ تیسری بار دوسرے پیمبروں پر عطف ہو کر یوں کہ: کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو اتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر۔ چوتھی آیت میں یوں کہ: کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے؟ پانچویں جگہ یوں کہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) پر اتارا گیا۔ چھٹی بار یوں کہ: ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد (یعقوب) ..... پر۔ ساتویں آیت میں حضرت ابراہیم کا ذکر کر کے یوں کہ: ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کئے

ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ آٹھویں بار، حضرت سارہ کا ذکر کرکے یوں، کہ، ہم نے انھیں بشارت دی اسحٰق کی اور اسحٰق کے آگے یعقوب کی۔ نویں جگہ حضرت یوسف کی زبان سے کہ: میں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے دین کی پیروی کر رکھی ہے۔ دسویں مرتبہ فرزندان یعقوب کے قافلہ مصر کے سلسلہ میں کہ: جب وہ داخل ہوئے جس طرح ان کے باپ نے انھیں حکم دیا تھا، تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی کام نہ آ سکا، اور وہ تو ایک ارمان تھا یعقوب کے دل میں جو انھوں نے پورا کر لیا۔ گیارہویں جگہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کرکے کہ: ہم نے انھیں اسحٰق اور یعقوب کو عطا کیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔ بارہویں جگہ حضرت ابراہیم کے سلسلہ میں ہے کہ: ہم نے انھیں عطا کیا اسحٰق کو اور یعقوب کو بطور پوتے۔ اور ہم نے ہر ایک کو صالح بنایا۔ تیرہویں جگہ بھی حضرت ابراہیم ہی کے سلسلہ میں ہے کہ: ہم نے انھیں اسحٰق اور یعقوب کو عطا کیا۔ چودہویں مرتبہ یوں کہ: یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔

یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ۔ خود ہی نبی نہیں بلکہ نبی زادے اور ایک نبی کے پوتے بھی تھے۔ زمانہ تخمیناً ۲۰۰۰ تا ۱۸۵۳ ق م عمر حسب روایت توریت، ۱۴۷ سال کی پائی۔ دوسرا نام اسرائیل ہے۔ اور قوم بنی اسرائیل آپ ہی کی جانب منسوب ہے۔ چار عقد فرمائے۔ بی بی لیا۔ اور بی بی راحیل سے۔ بارہ فرزند چھوڑے جن سے بہت بڑی نسل چلی،

مولد فلسطین یا کنعان، غالباً ۱۸۵۹ ق،م میں اپنے صاحبزادہ حضرت یوسفؑ کے پاس مصر تشریف لے گئے اور یہیں وفات پائی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: آل یعقوب و اسرائیل۔

(۱۵۴) یعوق - یعوق

نوح، ع ۲

نام قوم نوحؑ کے پانچ بڑے دیوتاؤں کے سلسلہ میں آیا ہے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ودؔ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

یہ دوڑ بھاگ اور تیز رفتاری کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی گھوڑے کی شکل میں ہوتی تھی۔ اس کی پوجا یمن میں بھی پائی گئی ہے اس کے پجاریوں کا تلبیہ ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ لبیک اللھم لبیک بغض الینا الشر و حبب الینا الخیر ولا تبطرنا فنأثر ولا تفدحنا بعثار۔

ملاحظہ ہوں عنوانات، سواع، نسر، ودّ، یغوث۔

(۱۵۵) یغوث - یغوث

نوح، ع ۲

نام نوحؑ کی قوم والوں کی زبان سے اس سلسلہ میں آیا ہے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا، اور نہ ودؔ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

قوم نوح کے پانچ اہم ترین دیوتاؤں میں سے ہے، جن کی پرستش نزول قرآن کے وقت بھی عرب واطراف عرب میں جاری تھی۔ یہ دیوتا قوت جسمانی و شہزوری کا تھا۔ اس کی مورتی شیر یا بیل کی شکل میں ہوتی تھی۔ اس کی پوجا کا رواج جنوب عرب ویمن میں تھا۔ عبد یغوث نام کا رواج عرب کے شمال و مشرق میں بھی تھا۔ اس کے جاتریوں کا تلبیہ تھا۔ لبیک اللھم لبیک اجننا بما لدیک فنحن عبادک قد صرنا الیک۔

ملاحظہ ہوں عنوانات ، سواع ، نسر ، ود ، یعوق۔

(۱۵۶) یوسف - یوسف

الانعام، ع ۱۔ یوسف، ع ۱، یوسف، ع ۲ (پانچ بار) یوسف، ع ۳ (دو بار) یوسف، ع ۶۔ یوسف، ع ۷، (دو بار) یوسف، ع ۸۔ یوسف، ع ۹ (تین بار) یوسف، ع ۱۰ (سات بار) یوسف ع ۱۱ (دو بار) المومن، ع ۴

پہلی جگہ نام صرف دوسرے انبیاء کے ساتھ عطف ہو کر آیا ہے کہ: اور نسل نوح میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ..... دوسری جگہ یوں کہ: جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میں نے ۱۱ ستارے اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا۔ تیسری بار یہ کہ: یقیناً یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں موجود ہیں۔ سوچنے والوں کے لئے۔ چوتھی بار سوتیلے بھائیوں کی زبان سے یوں کہ: یوسف اور ان کا حقیقی بھائی

ہمارے باپ کو ہم سے کہیں زیادہ پیارے ہیں۔ پانچویں مرتبہ یہ کہ: (وہ بولے) یوسف کو ہلاک کر ڈالو یا ڈال آؤ جاکر کسی سرزمین پر۔ چھٹی جگہ یوں کہ: اُن میں سے ایک بولنے والا بول اُٹھا کہ یوسف کو ہلاک نہ کرو، بلکہ انھیں اندھیرے کنویں میں ڈال دو۔ ساتویں مرتبہ یوں کہ: وہ بولے کہ لے ہمارے باپ آپ کو یہ کیا ہے کہ آپ یوسف کے بارہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے۔ آٹھویں جگہ یوں کہ: ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا تو بھیڑیا انھیں کھا گیا۔ نویں بار یہ کہ: اور ہم نے اس طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب تمکین دی: کہ ہم انھیں خوابوں کی تعبیر کی تعلیم دیں۔ دسویں جگہ یوں کہ: اے یوسف تم اسے جانے دو۔ اور اے عورت تو اپنے قصور پر معذرت کر۔ گیارہویں مرتبہ ایک سرکاری اہلکار کی زبان سے کہ: لے یوسف، اے صدق مجسم، ہم کو حکم تو بتائیے اس خواب کا۔ بارہویں جگہ یوں کہ: اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں با اختیار بنا دیا کہ ملک بھر میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔ تیرہویں مرتبہ یوں کہ: اور یوسف کے بھائی بھی آئے، پھر ان کے پاس پہنچے۔ چودہویں جگہ یوں کہ: اور یہ لوگ جب یوسف کے پاس پہنچے۔ تو انھوں نے اپنے (حقیقی) بھائی کو اپنے پاس جگہ دی۔ پندرہویں بار یوں کہ: اور اس طرح کی تدبیر ہم نے یوسف کی خاطر کر دی۔ سولہویں بار یہ کہ: بس یوسف نے اسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ اور اسے ان پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ سترہویں مرتبہ سب سے بڑے بھائی کی زبان سے دوسرے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہ: اور اُسکے

قبل تو یوسف کے بارہ میں تم تقصیر کر ہی چکے ہو۔ اٹھارویں جگہ حضرت یعقوب کے ذکر میں کہ: کہنے لگے کہ ہائے یوسف، اور غم سے روتے روتے، انکی آنکھیں سفید پڑ گئیں۔ انیسویں جگہ برادران یوسف کی زبان سے: تم تو واللہ یوسف ہی کی یاد میں سدا لگے رہوگے۔ بیسویں مرتبہ، حضرت یعقوب کی زبان سے کہ: اے میرے بیٹو، جاؤ اور، یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔ اکیسویں جگہ خود یوسفؑ عزیز مصر کی زبان سے اپنے بھائیوں کو مخاطب کرکے ہے کہ، تمہیں وہ بھی یاد ہے جو تم نے یوسف اور ان کے بھائی سے برتاؤ کیا تھا۔ بائیسویں بار، بھائیوں کی زبان سے ہے کہ: تو کیا تم یوسف ہی ہو؟ تیئسویں مرتبہ خود حضرت یوسف کی زبان سے ہے کہ: ہاں، میں ہی یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی۔ چوبیسویں مرتبہ خود حضرت یعقوب کی زبان سے اپنے لڑکوں کو مخاطب کرکے ہے کہ: اگر تم مجھے بالکل سٹھیایا ہوا نہ سمجھو تو مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ پچیسویں بار یوں کہ: جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی۔

چھبیسویں جگہ ایک مصری مرد مومن کی زبان سے: اور تمھارے پاس یوسف بھی اس کے اس سے قبل کھلے ہوئے دلائل لیکر آچکے ہیں۔ لیکن تم شک ہی میں پڑے رہے۔

یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ، جن کے خاندان میں تین پشتوں سے پیمبری چلی آرہی تھی، خود بھی پیمبر تھے۔ وطن و مسکن ارض فلسطین میں وادی جبرون تھا۔ جسے اب: خلیل بھی کہتے ہیں، اور

مدفن بھی یہی ہے۔ یروشلم سے ۱۰ میل جنوب و مغرب میں۔ عمر بہ قول اغلب از ۱۹۱۰ تا ۱۸۰۰ ق،م

والدہ ماجدہ حضرت یعقوب کی محبوب ترین بیوی حضرت راحیل تھیں۔ خود بھی حسین و خوبرو، اور اپنے والد ماجد کی نظر میں محبوب ترین تھے۔ آثار رشد بچپن ہی سے نمایاں تھے۔ آگے چل کر سچائی اور پاکدامنی میں اپنی نظیر آپ نکلے۔ عزیز مصر کی بی بی۔ آپ پر ریجھی اور بے طرح ریجھی اس پر بھی آپ نے نفس کو ہر طرح قابو میں رکھا۔

سوتیلے بھائیوں کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ کنوئیں میں پھینکے گئے۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ کڑی سی کڑی آزمائشوں اور عزیز مصر کی غلامی کی منزل سے گزرتے ہوئے وزارت مملکت مصر بلکہ تخت شاہی تک پہنچے۔ علوم نبویہ الٰہیہ کے علاوہ تدبیر سلطنت میں بھی ملکہ رکھتے تھے اور قحط و خشک سالی کے انتظام میں نام دور دور پایا۔

قرآن مجید میں ایک پوری اور بڑی سورت آپ کے نام سے موسوم آپ ہی کے سبق آموز حالات و واقعات کے لئے وقف ہے۔

(۱۵۸) یونس۔ یونس

النساء، ع ۲۳۔ الانعام ع ۱۰۔ یونس، ع ۱۰۔ والصافات ع ۵

پہلی جگہ صرف نام دوسرے انبیاء پر عطف ہو کر آیا ہے کہ: ہم نے وحی

بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر۔ دوسری جگہ بھی کچھ اسی طرح کہ: (ہم نے ہدایت دی تھی) اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو۔ تیسری جگہ یوں کہ: کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ اس کو اس کا ایمان نفع پہنچاتا بجز قوم یونس کے۔ اور چوتھی بار یوں کہ: بیشک یونس پیمبروں میں سے تھے۔

یہ یونس بن متی اللہ کے اُن پیمبروں میں تھے۔ جن کی نبوت کے قائل اہل کتاب بھی ہیں۔ عہد عتیق میں آپ کا نام جونا (Jonah) آیا ہے۔ اور ایک مستقل صحیفہ یوناہ کے نام سے ہے۔ آپ کا زمانہ تخمینی طور پر آٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط کا سمجھا جاتا ہے۔ آپؑ معاصر اسرائیلی بادشاہ یربعام کے تھے۔ اور اس کا عہد ۷۸۱ق،م سے ۷۴۱ق،م تک رہا۔

آپ موجودہ شہر موصل کے متصل نینوا کے باشندہ تھے۔ جو اسیریا (اشوریہ) کی پُر قوت سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اس وقت اس کا رقبہ ۱۸۰۰ ایکڑ تھا۔ اور آبادی حسب روایت عہد عتیق۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے اوپر (یوناہ ۴: ۱۱) زمانۂ حال کے تخمینے اسے ایک لاکھ ۴۰ ہزار تک پہنچاتے ہیں۔ قرآن مجید نے بہ کمال بلاغت اسے ایک لاکھ سے زاید" بیان کیا ہے۔

قبل اجازت خداوندی، آمد عذاب کے ابتدائی آثار دیکھ۔ آپ اپنے مستقر سے روانہ ہوگئے۔ اس پر تنبیہ ہوئی۔ سفر دریائی تھا۔

آپ کشتی سے دریا میں ڈال دیئے گئے اور کوئی عظیم الجثہ مچھلی، شارک کے قسم کی آپ کو زندہ نگل گئی۔ خدا خدا کر کے اس سے نجات ہوئی قرآن مجید میں جا بجا قصہ کی تفصیلات مذکور ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ذوالنون۔ صاحب الحوت۔

تصانیف مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی

مُدیر صدق جدید لکھنؤ

۱۔	حکیم الامت۔ نقوش و تاثرات	۳/ے
۲۔	محمد علی۔ ذاتی ڈائری حصہ اول	۲/ے
۳۔	" " حصہ دوم	۵/صہ
۴۔	سفر حجاز۔ (طبع ثانی)	۵/صہ
۵۔	ترجمہ و شرح مناجات مقبول مجلد	۲/عا
۶۔	اکبر نامہ یا اکبر میری نظر میں	۳/ے
۷۔	ڈھائی ہفتہ پاکستان میں یا مبارک سفر	۲/عا
۸۔	الحیوانات فی القرآن یا حیوانات قرآنی	۲/عا
۹۔	ارض القرآن یا جغرافیہ قرآنی	عہ/عا
۱۰۔	قصص و مسائل۔	۴/عا

ملنے کا پتہ

صدق جدید بک ایجنسی

کچہری روڈ۔ لکھنؤ یوپی

تنویر پریس باغ گونڈے
نواب - لکھنؤ